داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف اصلاحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

داعیٔ اعظم ﷺ

حیاتِ رسولؐ کے ایمان افروز واقعات سے ترتیب
دی ہوئی اپنے انداز کی ایک منفرد کتاب

محمد یوسف اصلاحی

www.KitaboSunnat.com

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمٹیڈ
۱۳۔کورٹ سٹریٹ لوئر مال روڈ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	داعیٔ اعظم ﷺ
مصنف	:	مولانا محمد یوسف اصلاحی
اشاعت	:	فروری ۲۰۱۰ء
ایڈیشن	:	۳۲
تعداد	:	۳۱۰۰
اہتمام	:	پروفیسر محمد امین جاوید (مینجنگ ڈائریکٹر)
		اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
		۳۔کورٹ سٹریٹ، لوئر مال لاہور، پاکستان
		ہیڈ آفس: منصورہ ملتان روڈ، لاہور پاکستان
فون	:	042-7248676-7320961، فیکس: 042-7214974
ویب سائٹ	:	www.islamicpak.com.pk
ای میل	:	islamicpak@yahoo.com
مطبع	:	فیاض پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	-/100 روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعیٔ اسلام علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام

کی

بارگاہِ قدس میں

ایک خطا کار اُمّتی

کا

نذرانۂ عقیدت ومحبت

محمد یوسف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم.

"داعیٔ اعظم" پہلی بار اپریل ۱۹۷۵ء میں ماہنامہ ذکریٰ رام پور کے ایک خصوصی نمبر کی حیثیت سے شائع ہوئی اور خدا نے اس کو اِس قدر مقبولیت عطا فرمائی کہ جلد ہی کتابی شکل میں بھی شائع کی گئی۔ لیکن اس کی کتابت وطباعت کتاب کی شایانِ شان نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت پر ہمیشہ اثر رہا۔ اور برابر یہ فکر رہی کہ اللہ تعالیٰ بندوبست فرمادے تو اس کو معیاری شان کے ساتھ فوٹو آفسٹ سے شائع کیا جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس کا انتظام فرمایا اور اب یہ کتاب فوٹو آفسٹ کی نہایت خوبصورت طباعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے......

پھر اللہ نے کتاب پر نظر ثانی کی توفیق بھی عطا فرمائی، نظر ثانی میں مناسب حذف وترمیم بھی ہوئی، مفید اضافے بھی کیے گئے اور اِس طرح اب یہ کتاب پہلے سے کہیں زیادہ اہم، قابلِ اعتماد، اور اثر انگیز ہوگئی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمد۔

"داعیٔ اعظم" زمانی ترتیب کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر کوئی مربوط اور مفصّل تصنیف نہیں ہے، بلکہ دعوت وتربیت کے پیش نظر ایک مختصر سا مجموعہ ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع زندگی اور سیرت کے عظیم ذخیرے سے کچھ مؤثر، مستند اور ایمان افروز واقعات جمع کر کے سیرتِ رسولؐ کے پیارے پہلوؤں کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔

حیاتِ رسولؐ کے منتخب واقعات سے ترتیب دی ہوئی یہ مختصر کتاب دراصل ہر اس مردِ مومن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت ہے جو رسولؐ کے مشن کو عام کرنے، آپؐ کی لائی ہوئی تعلیمات کو پھیلانے اور اپنی زندگی کو ان تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کا عزم اور تڑپ رکھتا ہو۔

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب ''شانِ بندگی'' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و ریاضت کے ولولہ انگیز واقعات اور صبح شام کی مختلف دعائیں جمع کی گئی ہیں۔

دوسرے باب ''داعیانہ تڑپ'' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے سب سے نمایاں پہلو پر گفتگو کی گئی ہے، جس کو قرآن پاک نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ''شاید آپؐ تو اپنے آپ کو ان لوگوں کے پیچھے ہلاک ہی کر ڈالیں گے اس غم میں کہ یہ لوگ اس پیغامِ حق پر ایمان نہیں لاتے۔'' (الکہف)

تیسرے باب میں ''مثالی کردار'' میں آپ کے دلآویز کردار کی کچھ ایمان افروز جھلکیاں دکھائی گئی ہیں جن سے بے پناہ جوشِ عمل پیدا ہوتا ہے اور دل میں عشقِ رسولﷺ کی موجیں اٹھنے لگتی ہیں۔

چوتھے باب ''تعلیم و تربیت'' میں ایسے واقعات جمع کیے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپﷺ کا پیغمبرانہ اندازِ تربیت کس قدر فطری، مؤثر اور دلنشیں تھا۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر تالیف کو زیادہ سے زیادہ شرفِ قبولیت بخشے، خاص طور پر ملت کے شاہین بچے اس سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں اور اس کی اشاعت پر تمام مراحل میں تعاون کرنے والوں کو اجر و انعام سے نوازے اور مرتب کے لیے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

محمد یوسف اصلاحی

۳/ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ م ۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء

جمعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف

دس سال پہلے کی بات ہے، سیرت کے موضوع پر لکھنے کے لیے ایک خاکہ تیار کیا، آرزو یہ تھی کہ خدا مجھے بھی سیرت پاک ؐ لکھنے والے خوش نصیبوں کی فہرست میں شامل فرما لے، کچھ صفحات لکھے بھی جو ملک اور بیرون ملک کے مختلف رسائل میں شائع ہوئے مگر ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے، اللہ کا شکر ہے کہ ۶۶ء کے بنائے ہوئے خاکے کے مطابق ۱۹۷۵ء میں یہ مختصر سا مجموعہ مرتب کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ یہ مجموعہ رسول پاک ﷺ کے حالات زندگی پر کوئی مفصل اور مرتب کتاب نہیں ہے بلکہ سیرت پاک کے صرف چار نمایاں پہلوؤں پر لکھنے کی ایک مبتدیانہ کوشش ہے۔ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ شانِ بندگی، داعیانہ تڑپ، مثالی کردار، تعلیم وتربیت۔

سیرت وتفسیر کے مستند ذخیروں سے ان ابواب میں قابل اعتماد معلومات فراہم کی گئی ہیں اور نہایت سادہ زبان اور عام فہم انداز میں اس جذبے کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے کہ سیرت کا مطالعہ محض علمی ذوق کی تسکین اور کچھ معلومات کے حصول کے لیے نہ ہو، بلکہ سیرتِ طیبہ کے مطابق اپنی زندگیوں کے ڈھالنے کا جذبہ ابھرے اور اسلام کی دعوت واشاعت کی تڑپ پیدا ہو، خدا سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور مرتب کے لیے اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین.....

محمد یوسف اصلاحی

۳۰/مارچ ۱۹۷۵ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

باب اوّل — شانِ بندگی

مکے والوں سے کشمکش کی اصل بنیاد	12
ہجرت کا اصل محرک	12
مسجد قبا کی تعمیر	14
مسجد نبویؐ کی تعمیر کا ایمان افروز منظر	16
مسجد سے شغف	18
نبوت سے پہلے	19
شب بیداری	20
شانِ بندگی	25
مسجد میں حاضری کا بے پایاں شوق	27
نماز سے بے پناہ شغف اور تعلق	28
نبی ﷺ کی دعائیں	30
صبح وشام کی دعائیں	30
سید الاستغفار	30
سوتے وقت کی دعا	31
نیند سے بیدار ہونے پر دعا	32
گھر سے نکلتے وقت کی دعا	32
سفر کے لیے سوار ہوتے وقت کی دعا	33
رنج وغم سے نجات کی دعا	33

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر 34
زیارت قبور کی دُعا 35
ادائے قرض کی دُعا 35
نیا لباس پہننے کی دُعا 36
کھانے کے بعد کی دُعا 36
نیا پھل کھانے کے بعد کی دُعا 36
جامع دُعائیں 37
خواب میں زیارتِ رسول ﷺ کی دُعا 38

باب دوم — داعیانہ تڑپ

سکون انگیز اضطراب 40
داعی تمثیل کے آئینے میں 40
داعیٔ اسلام کا اضطراب 41
مدثر کا خطاب اور اس کا مفہوم 41
داعیانہ اضطراب کے محرکات 44
چشمِ تصور سے نبی ﷺ کا دیدار 45
داعیانہ اضطراب کے محرکات پر تفصیلی نظر 47
فریضۂ رسالت کا شدید ترین احساس 47
رضائے الٰہی کا بے پایاں شوق 50
انسانیت کا سچا درد 52
فلاحِ آخرت کی غیر معمولی فکر 54
نبی ﷺ کے داعیانہ اوصاف 55
داعی الی اللہ 55

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل نمونہ	57
حکمت وسلیقہ	60
اجتماعی جدوجہد	64
صبر وثبات	67
قربانی اور جاں نثاری	62
استعانت واستغفار	77

باب سوم — مثالی کردار

دلآویز شخصیت کی عظمت کا راز	85
کردار کی ہیبت	85
محسن آقا	87
یتیموں کا والی	90
یتیم کا غمخوار	92
جامع اور دلکش شخصیت	93
بے مثال مخدوم	95
مثالی شوہر	96
شفیق باپ	99
نرم دل نانا	104
ادب شناس بیٹا	107
حق شناس بھائی	107
مہربان خسر	108
رحم دل بھتیجا	109
ضعیفوں کا ملجیٰ	110

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صادق وامین 113
بے مثال فاتح 114
راست باز شریکِ تجارت 119
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا 120
دیانت دار خریدار 124

باب چہارم تعلیم وتربیت

نبی اُمّی ﷺ کا اصل کام 127
مجلسِ نکاح میں موت کا ذکر 128
دین کا صحیح تصور؟ 130
جذبۂ شکر بیدار رکھنے کی تدبیر 135
توبہ کی ترغیب کا نرالا انداز 136
تفہیم وتعلیم کا پیغمبرانہ انداز 138
خطابت کا شاہکار 140
فکر ونظر کی تربیت 143
ہجومِ غم میں تلقین کا انداز 147
جب نبیؐ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے 147
نعت 151
سلام 155

......☆☆☆......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

﴿شانِ بندگی﴾

خدا کے رسول ﷺ شب کے آخری پہر میں اتنی اتنی دیر تک کھڑے نماز پڑھتے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے‘ لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟......فرمایا:

”کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں!“

(بخاری عن زیاد رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکے والوں سے کشمکش کی بنیاد

اللہ واحد کی عبادت کے لیے روئے زمین پر سب سے پہلا گھر جو تعمیر کیا گیا وہ خانہ کعبہ ہے، کرۂ ارض کے سارے مسلمان اسی کی طرف رُخ کر کے ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں، نماز کی اصل جگہ یہی مسجد حرام ہے، اور دنیا کی ساری مسجدیں دراصل اسی کی قائم مقام ہیں، روئے زمین کے سارے مسلمانوں کا مرکز یہی بیت اللہ ہے، یہی برکت و ہدایت کا سرچشمہ ہے، خدا کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ o

(آلِ عمران:۹۶)

"بلاشبہ سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے، اس کو خیر و برکت دی گئی اور سارے جہان والوں کے لیے مرکزِ ہدایت بنایا گیا۔"

خدا کے رسولؐ جب مبعوث ہوئے، اس وقت یہ مرکزِ توحید دنیا کا سب سے بڑا بت خانہ تھا، ۳۶۰ جھوٹے خداؤں کے بت اس میں رکھے ہوئے تھے۔ اوز یہاں ایک خدا کی عبادت کے بجائے ۳۶۰ جھوٹے خداؤں کی عبادت ہوتی تھی۔

خدا کے رسول ﷺ کا مشن یہ تھا کہ وہ اس گھر کو ان بتوں سے پاک کریں اور یہاں ایک خدا کی عبادت کریں۔ مکہ والوں سے آپؐ کی ساری کشمکش اسی بنیاد پر تھی، اسی کی خاطر آپؐ نے ہر طرح کی تکلیفیں اٹھائیں، دل ہلا دینے والے ستم سہے، طعنے اور گالیاں سنیں، شعب ابی طالب میں قید و بند کی مصیبتیں اٹھائیں، بھوک اور پیاس کی تکلیفیں برداشت کیں، مظلومی اور بے کسی کی زندگی گزاری اور آخر کار اپنے وطنِ عزیز کو چھوڑ کر مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔

ہجرت کا اصل محرک:

مدینے کی طرف ہجرت کا اصل محرک صرف یہ تھا کہ آپ ایک خدا کی عبادت کرنا چاہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، اور خدا کے بندوں کو یہی دعوت دیتے تھے، مگر مکے والے نہ اس کے روادار تھے، کہ آپؐ ان کے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کریں، نہ انہیں یہ گوارا تھا کہ آپ مکہ میں خدائے واحد کی عبادت کا پرچار کریں...... ان کا اصرار تھا کہ خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی عبادت ہو گی، اور آپ کا مشن یہ تھا کہ یہاں اُس ایک اللہ کی عبادت ہو جس کی عبادت کے لیے ہی یہ تعمیر کیا گیا ہے۔

یہ کشمکش بڑھتی ہی گئی، اور مسلمانوں کے لیے مشرکین مکہ نے اپنے وطن کی زمین تنگ کر دی، مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی گئی اور مسلمانوں نے اس عزم و فیصلے کے ساتھ اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی کہ وہ عبادت ایک ہی خدا کی کریں گے، چاہے اس کے لیے انہیں روئے زمین کے کسی خطے میں جانا پڑے، اس لیے کہ ان کے رب کا یہی حکم ہے:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ۝ (العنکبوت:۵۶)

''اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی عبادت کرو۔''

یعنی مکے کی سرزمین اگر ان ظالموں نے تمہارے لیے تنگ کر دی ہے اور یہاں یہ لوگ تمہیں ایک خدا کی بندگی نہیں کرنے دیتے تو یہاں سے ہجرت کر جاؤ، خدا کی زمین بہت وسیع ہے، جہاں تمہیں یہ موقع ہو وہاں جا کر بس جاؤ۔ وطن، ملک، خاندان اور مال و دولت سب کچھ چھوڑا جا سکتا ہے مگر اپنا نصب العین نہیں چھوڑا جا سکتا۔

صحابۂ کرام گروہ در گروہ حبشہ کے بعد مدینے کی طرف ہجرت کرنے لگے، ممتاز صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی مکے میں رہ گئے...... اس وقت مکہ کے مشرکین نے باہمی مشورے سے یہ فیصلہ کیا کہ خاتم الانبیاء کو (توبہ توبہ) قتل کر دیا جائے۔ رات کے وقت کچھ نوجوانوں نے آ کر رحمتِ عالم ﷺ کے گھر کو گھیر لیا، اور یہ سوچا کہ صبح کو جب آپؐ نکلیں گے تو یکبارگی سب کے سب آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔

تیرہ سال سے آپؐ ان کو خدائے واحد کی عبادت کا پیغام دے رہے تھے، لیکن ان سنگ دلوں نے آپ کی بات سن کر نہ دی، اور آخر کار آپؐ اس رات مدینے جانے کے لیے اپنے گھر سے نکل کھڑے ہوئے، نبوت کا تیرھواں سال تھا، ماہِ صفر کی ۲۷ تاریخ تھی۔ جمعہ کی مبارک رات تھی آپ سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرتے ہوئے ان محاصرہ کرنے والوں کے درمیان سے نکلے لیکن خدا کی حفاظت اور انتظام کہ وہ آپؐ کو نہ دیکھ سکے، اور آپؐ رات کی تاریکی میں اپنے مخلص رفیق کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ مکے سے مدینے کے لیے روانہ ہو گئے۔

مسجدِ قبا کی تعمیر:

مدینے کے قریب پہنچ کر آپؐ نے قبا میں قیام کیا، مدینے سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر جو بالائی آبادی ہے اس کو عالیہ یا قبا کہتے ہیں، یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ سب سے زیادہ ممتاز خاندان عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ کلثومؓ ابن الہدم خاندان کے بزرگ اور سردار تھے۔ آپؐ قبا میں پہنچے تو پوری بستی اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی، آپؐ نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ ایک خدا کی عبادت کے لیے مسجد تعمیر کرائی۔ حضرت کلثومؓ کی ایک افتادہ زمین تھی جس میں عام طور پر کھجوریں سکھائی جاتی تھیں، اسی زمین میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ وہی مسجد ہے جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ط (التوبہ:۱۰۸)

''وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ مستحق ہے کہ آپؐ اس میں خدا کی عبادت کے لیے کھڑے ہوں۔''

خدا کے رسولؐ نے یہ مسجد نہ صرف یہ کہ اپنی نگرانی میں بنوائی، بلکہ اس کی تعمیر میں بنفس نفیس مزدوروں کے ساتھ کام کرتے رہے، آپؐ بھاری بھاری پتھر اپنے مبارک کندھوں پر اٹھاتے، جاں نثار آ کر کہتے، ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ کیوں تھک رہے ہیں، اور پتھر آپؐ سے لے لیتے، مگر آپؐ پھر دوسرا پتھر اٹھا لیتے اور برابر آپؐ سب کے ساتھ کام کرتے رہتے۔

مزدوروں کے ساتھ کام کرنے والوں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ اپنے زمانے کے اچھے شاعر تھے۔ مزدوروں کے ساتھ جوش میں کام کرتے اور یہ اشعار گاتے جاتے۔

اَفْلَحَ مَنْ یُّعَالِجُ الْمَسَاجِدَا ۔۔۔ وَیَقْرَاءُ الْقُرْاٰنَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا

وَلَا یَبِیْتُ اللَّیْلَ عَنْهُ رَاقِدًا

''وہ کامیاب ہو گیا جو مسجد کی تعمیر کرتا ہے اور جو اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے۔ اور اس کی رات سوتے ہوئے نہیں گزری۔''

ابن رواحہؓ یہ اشعار پڑھتے تو خدا کے رسول ﷺ بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر قبا سے سوار ہو کر آپؐ شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ابھی بنی سالم کے گھروں تک ہی پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا آپؐ وہیں اتر پڑے اور ایک سو جاں نثاروں کے ساتھ داعیٔ توحید نے بنی سالم کے محلّہ میں نمازِ جمعہ ادا کی یہ اسلام کا سب سے پہلا جمعہ اور سب سے پہلا خطبہ تھا۔

جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر آپ یثرب کے جنوبی راستہ سے شہر میں داخل ہوئے۔ آج یثرب کا نام بھی بدل گیا اور قسمت بھی، یثرب ...... مدینۃ الرسولؐ کہلایا جانے لگا۔ اور اسے رسولؐ کی بستی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا پھر دھیرے دھیرے مدینۃ الرسولؐ صرف مدینہ رہ گیا۔ مدینے میں داخلے کا منظر بھی بڑا ہی ایمان افروز تھا، ہر طرف تکبیر و تہلیل کی صدائیں گونج رہی تھیں، راستوں پر دونوں طرف مرد اور بچے دیدار کے لیے بے تاب تھے گھروں کی چھتوں پر خواتین دیدار کے اشتیاق میں بے قرار تھیں اور معصوم بچیاں دف بجا بجا کر اور گیت گا گا کر آپؐ کا استقبال کر رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ يَاحَبَّذَا مُحَمَّدًا مِّنْ جَارِ

''ہم خاندانِ نجار کی بچیاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی خوب پڑوسی ہیں۔''

خدا کے رسولؐ ان پیاری معصوم بچیوں کے قریب گئے اور فرمایا کیا تم مجھ کو چاہتی ہو؟ بولیں۔

''جی ہاں'' آپؐ نے ارشاد فرمایا میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔''

اور پردہ نشین دوشیزائیں چھتوں پر چڑھ گئیں اور جوشِ عقیدت سے یہ اشعار گانے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

''چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہم پر، وداع کی چوٹیوں سے (مدینے کے جنوب سے)، واجب ہے ہم پر شکر اس دعوت و تعلیم کا، جس کی طرف یہ داعی ہمیں دعوت دے رہا ہے، اے ہماری طرف بھیجے جانے والے رسولؐ! جو پیغام آپؐ لے کر آئے ہیں اس کی اطاعت کرنا ہی ہے۔''

مدینہ میں ہر سو آج بے مثال چہل پہل تھی، ہر طرف خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے، ہر چہرے پر رونق تھی اور ہر دل آج مسرت کے جذبے سے معمور تھا، مدینے کی تاریخ میں آج جیسا روشن دن کبھی نہیں آیا تھا۔ سورج اپنی عالم تاب روشنی کے ساتھ ہر صبح طلوع ہوتا مگر شام کی بڑھتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی سیاہی روزانہ اسے ڈھانپ لیتی، چاند بھی اپنی چاندنی بکھیرنے کے لیے وقت پر نکلتا، مگر صبح کی سفیدی اسے بھی غائب کر دیتی، مگر آج یہ مغرب کے بجائے جنوب سے طلوع ہونے والا مہٗ کامل نرالا ہی تھا، اس شان کے ساتھ طلوع ہوا کہ اس کی روشنی اب کبھی ماند نہ پڑے گی، رہتی زندگی تک یہ کبھی غروب نہ ہوگا۔ اور شب و روز کی گردش جب تک قائم رہے گی اس کی روشنی بڑھتی ہی جائے گی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول پاک ﷺ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور قدرت نے فیصلہ فرمادیا کہ داعیٔ اعظمؐ کی میزبانی کا شرف اسی خوش نصیب کے لیے ہے، اور خدا کے رسولؐ سات ماہ تک حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں رونق افروز رہے...... ابو ایوبؓ انصاری نے جاں نثاری، عقیدت و محبت کا حق ادا کر دیا۔ ان کا مکان دومنزلہ تھا، سہولت کی وجہ سے رسولؐ کا قیام نیچے کی منزل میں اور یہ میاں بیوی اوپر رہتے تھے، سردی کا زمانہ تھا، اتفاق سے ایک رات پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا، اس خوف سے کہ پانی خدا کے رسولؐ پر نہ ٹپک جائے، ان دونوں نے اپنا لحاف پانی میں ڈال کر اس کو جذب کرنے کی کوشش کی اور پوری رات یوں ہی بیٹھے بیٹھے گزاری۔ خدا ان سے راضی ہو۔

مسجد نبویؐ کی تعمیر کا ایمان افروز منظر:

مدینے میں قیام کے بعد آپؐ کو سب سے بڑی فکر اس بات کی تھی کہ اس بستی میں خدا کی عبادت کے لیے مسجد تعمیر ہو جائے۔ قیام گاہ کے قریب ہی ایک زمین تھی، مسجد کے لیے یہ زمین آپؐ کو پسند آگئی، معلوم ہوا کہ اسعد بن زرارہؓ کی تربیت اور نگرانی میں دو یتیم بچے ہیں، انھی کی یہ زمین ہے، آپؐ نے ان کو بلایا، سہل اور سہیل اپنی خوش نصیبی پر فخر کرتے ہوئے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے زمین کی قیمت معلوم کی، سہل اور سہیل انکار کرتے رہے، اور کہتے رہے یارسولؐ اللہ! اس سے بڑی خوش نصیبی ہماری کیا ہوگی کہ ہماری زمین آپؐ خدا کی عبادت کا گھر بنانے کے لیے قبول فرمالیں،...... ہم قیمت تو لینا چاہتے ہیں، مگر خدا کے رسولؐ سے نہیں، خدا سے لینا چاہتے ہیں۔ خدا سے تو ان خوش نصیبوں کو قیمت ملے گی ہی اور اس قیمت کا اندازہ ممکن ہی نہیں مگر یہاں خدا کے رسولؐ نے بھی انہیں اس زمین کی قیمت دی۔ اور مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام ؓ جوش و خروش کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔ انصار بھی اور مہاجرین بھی، کوئی اینٹ پتھر ڈھو رہا تھا، کوئی گارا دے رہا تھا، کوئی دیوار چُن رہا تھا، کوئی پانی لا رہا تھا اور جوش میں یہ سارے خوش نصیب معمار یہ رجز گا رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةَ

''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، اے خدا تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمادے۔''

خدا کے رسولؐ بھی ان کی آواز میں آواز ملاتے اور ان کے جوشِ عمل میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا۔ اور جب انصار دیکھتے کہ دو عالم کے سردار، خدا کے حبیبؐ بھی مزدوروں کے لباس میں اینٹ پتھر ڈھو رہے ہیں تو ان کے جذبات کا عجیب عالم ہوتا اور فرطِ جوش میں یہ شعر گانے لگتے:

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ لَذَاکَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلِّلُ

''اگر ہم بیٹھے رہیں اور خدا کے نبی کام کرتے رہیں تو ہمارا یہ رویہ انتہائی گمراہ کن ہوگا۔''

مسجد تعمیر ہوگئی۔ کچی دیواریں جو آٹھ نو ہاتھ سے زیادہ اونچی نہ تھیں، اٹھادی گئیں ان پر کھجور کے پتوں کی چھت بچھادی گئی۔ چھت ایسی کہ بارش ہوتی تو پانی ٹپکتا، اور مسجد میں کیچڑ ہو جاتی مگر اس کچی مسجد کے نمازی پکے تھے، اور اس چھوٹی سی مسجد کے امام، امام المرسلینؐ تھے۔ یہی وہ مسجد ہے جس میں دس سال تک خدا کے رسولؐ نے نماز پڑھائی، یہی وہ مسجد ہے جس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

''میرے گھر اور میرے ممبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ[1] ہے، اور میرا ممبر حوضِ کوثر پر ہے۔'' (بخاری، مسلم)

نیز فرمایا:

''جس شخص نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس وقتوں کی نمازیں اس طرح پڑھیں کہ درمیان میں کوئی نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لیے جہنم کی آگ اور عذاب سے برأت لکھ دی گئی اور اس طرح نفاق سے بھی برأت لکھ دی گئی۔'' (ترغیب)

اور یہ بھی فرمایا:۔

[1] اسی مقام کو ریاض الجنۃ کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ افضل ہے سوائے مسجدِ حرام کے۔'' (مسلم)

مسجد سے شغف:

مسجد سے آپؐ کے بے پناہ تعلق، اور گہرے شغف کا حال یہ تھا کہ آپؐ نے اپنی ازواجِ مطہّرات کی رہائش کے لیے جو مکانات تعمیر کرائے، وہ مسجد سے بالکل ہی متصل تھے، اتنے قریب کہ اعتکاف کے ایام میں جب آپؐ مسجد میں ہوتے تو آپؐ مسجد سے سر نکال دیتے اور خوش قسمت بیویاں گھر میں بیٹھے بیٹھے ہی آپؐ کا سر دھلا دیتیں۔

مسجد سے غیر معمولی شغف اور تعلق رکھنے والوں کے بارے میں آپؐ کا ارشاد ہے:۔

''جب تم کسی کو دیکھو، کہ اُسے مسجد سے شغف ہے تو تم گواہ بن جاؤ کہ وہ شخص صاحبِ ایمان ہے''، اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط

''خدا کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو خدا پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں''۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

''مسلمانوں میں بعض لوگ وہ ہیں جو مسجدوں میں جمے رہتے ہیں اور وہاں سے ہٹتے نہیں ہیں، فرشتے ایسے لوگوں کے ہمنشین ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ غائب ہو جائیں تو فرشتے ان کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور اگر بیمار پڑ جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں، اور اگر کسی کام میں لگے ہوں تو فرشتے ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والا خدا کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے۔'' (مسند احمد)

مسجد کی طرف جانے والوں اور مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:۔

☆ ''جو لوگ صبح کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں قیامت میں ان کے ساتھ کامل نور ہوگا۔'' (طبرانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ''مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے۔ (بخاری، مسلم)

☆ ''صبح و شام مسجد کی طرف دوڑنے والوں کے لیے صبح و شام خدا مہمانی کا سامان تیار کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک اور موقع پر مسجد سے تعلق کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جس نے اہتمام کے ساتھ وضو کیا، اور زحمت کے موقع پر بھی اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مسجد کی طرف روانہ ہوا، مسجد میں نماز پڑھی اور پھر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ گیا، تو ایسا شخص گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے گویا کہ اُس نے آج ہی جنم لیا ہے۔ یہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہا اور بھلائی پر ہی اس کا خاتمہ ہو گیا۔'' (ترمذی)

''جو آدمی گھر سے وضو کر کے مسجد جاتا ہے اور صرف نماز ادا کرنے کے لیے ہی جاتا ہے، جب یہ آدمی مسجد میں پہنچتا ہے تو خدا اس شخص کے آنے سے ایسا ہی خوش ہوتا ہے جیسا کہ گھر والے کسی عزیز کے سفر سے واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں۔'' (ابن خزیمہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، کہ جب بھی ذرا آندھی چلتی تو آپ گھبرائے ہوئے مسجد کی طرف دوڑ پڑتے۔ (جمع الفوائد)

اور جب بھی آپؐ کسی سفر سے واپس مدینہ پہنچتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر مکان میں تشریف لے جاتے۔ (ابوداؤد)

نبوّت سے پہلے:

جدّہ سے مکہ معظّمہ کی طرف جاتے ہوئے شہر سے تقریباً چار کلومیٹر پہلے ایک مشہور تاریخی پہاڑ ہے، جبلِ نور...... جبلِ نور کی تھکا دینے والی چڑھائی پر ایک تاریخی غار ہے، ''غارِ حرا'' ...... مشکل سے اس غار کی لمبائی ۱۲ فٹ اور چوڑائی ۵ فٹ ہوگی۔ مگر یہ وہ عظیم غار ہے، جس سے پورے عالم کو رہتی زندگی تک کے لیے روشنی ملی۔ خاتم النبیین ﷺ کی یہ پہلی تربیت گاہ ہے خدا کا مقدس فرشتہ اسی غار میں خدا کی وحی لایا۔ اور جبلِ نور کے اس مبارک غار سے ہی وہ نورِ ہدایت پھیلا، جس سے سارا عالم جگمگا اٹھا۔

خدا کے رسولؐ ستو اور پانی ساتھ لے کر اس غار میں جاتے اور شب و روز ربّ کی بندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لگے رہتے، یہ عبادت کیا تھی، قدرت کے کرشموں پر غور وفکر، ان سے عبرت پذیری، اپنے پروردگار کی یاد، اور اس سے لولگائے رکھنے کا شوق، آپ کا یہ شوق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ جب ستو پانی ختم ہو جاتا تو آپؐ گھر آ کر پھر ان چیزوں کا انتظام فرماتے اور دوبارہ غار میں تشریف لے جا کر عبادت میں مشغول ہو جاتے، ایک مغربی مورّخ کارلائل ہیروز نے نبوت سے پہلے کی اس عبادت کی کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

''سفر وحضر میں ہر جگہ محمدؐ کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے ہیں، میں کیا ہوں؟ یہ غیر متناہی عالم کیا ہے؟ نبوت کیا ہے؟ میں کن چیزوں کا اعتقاد کروں؟ کیا کوہِ حرا کی چٹانیں، کوہِ طور کی سر بفلک چوٹیاں، کھنڈر اور میدان کسی نے ان سوالوں کا جواب دیا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ گنبدِ گرداں، گردشِ لیل ونہار، چمکتے ہوئے ستارے، برستے ہوئے بادل، کوئی بھی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکا۔''

انہی ایام میں آپؐ کو سچے خواب نظر آنے لگے جو کچھ آپ شب میں دیکھتے وہی دن میں سامنے آ جاتا، چالیس سال کی عمر پوری ہوئی اور اکتالیسویں سال کا پہلا دن ہوا، تو روح الامینؑ نبوت کی بشارت لے کر حاضر ہوئے۔ اور خدا نے آپؐ کو نبوت کے جلیل القدر منصب سے سرفراز فرمایا...... اور اب وحی کے ذریعے آپؐ کو نماز کی تعلیم دی گئی، نماز کے اوقات بتائے گئے...... اور عبادت کے طریقے سکھائے گئے۔ جبریل امینؑ آپؐ کو پہاڑی کے دامن میں لے گئے، انہوں نے وضو کیا، آپؐ دیکھتے رہے، پھر آپؐ نے وضو کیا، جبریلؑ امین نے نماز پڑھائی اور آپؐ نے حضرت جبریلؑ کے ساتھ نماز پڑھی۔

شب بیداری:

نبوت کے ابتدائی ایام میں سورہ مزمّل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ کا شوقِ عبادت اس قدر بڑھ گیا کہ رات کا بڑا حصہ خدا کے حضور کھڑے اور نماز پڑھتے گزر جاتا، واقعہ یہ ہے کہ جس بھاری ذمہ داری کا بوجھ آپؐ پر ڈالا گیا، اس کے لیے ایسی ہی تیاری کی ضرورت تھی، اور سورۃ مزمّل کی ابتدائی آیات میں خدا نے آپؐ کو یہی ہدایت فرمائی ہے:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا o نِّصْفَہٗ اَوِانْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا o اَوْزِدْعَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاo اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًاo (المزمل:۱۔۵)

''اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے! رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو۔ مگر کم، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو۔ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔''

ان آیات میں پہلی اور پانچویں آیت پر سوچیے، خدا نے اپنے رسولؐ کو نبیؐ یا رسولؐ کہہ کر پکارنے کے بجائے یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے) کہہ کر پکارا ہے، یہ بڑا ہی لطیف اور معنیٰ خیز اندازِ بیان ہے، مفہوم یہ ہے کہ آپ آرام سے سونے کے دن گزر گئے، اب آپؐ کے شانوں پر عالمِ انسانیت کی قیادت اور رہنمائی کا بوجھ ہے۔ اٹھیے اور اس عظیم ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لیے اس کے شایانِ شان تیاری کیجیے، یہ عظیم کام خدا سے زبردست تعلق اور اس سے خصوصی قوت حاصل کیے بغیر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ اور پھر پانچویں آیت میں صاف صاف کہا کہ ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں، یہ بھاری کلام قرآن پاک کا حامل اور امین بننا اور اس کے تقاضے پورے کرنا معمولی کام نہیں ہے، خود قرآن میں ایک مقام پر خدا کا ارشاد ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ. (الحشر:۲۱)

''اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔''

یہ بھاری کلام جو آپؐ پر نازل کیا گیا ہے، اس کا تحمل، اس کے احکام وقوانین پر عمل اور اس کے مطابق تہذیب وتمدن کی تعمیر جدید اور پوری زندگی میں خوشگوار اسلامی انقلاب برپا کرنا ایک ایسی ذمہ داری ہے جس سے بڑھ کر کسی بھاری ذمہ داری کا تصور نہیں کیا سکتا۔ ایسی بھاری ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ناگزیر ہے کہ آپ کی راتیں خدا کی یاد میں گزریں اور شب بیداری آپ کا مستقل شیوہ ہو۔

خدا کے رسولؐ نے جس محنت، لگن اور شوق وذوق کے ساتھ اس ہدایت پر عمل کیا وہ آپ ہی کا حق ہے، گیارہ ماہ تک آپ کا یہ حال رہا کہ آپ رات کے اکثر وبیشتر حصے میں خدا کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے، کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے، آپؐ کے وفادار اور محبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے ساتھی، اور عزیز ترس کھا کر آپ سے کہتے کہ یارسول اللہ! آپؐ اتنی مشقت میں خود کو کیوں ڈال رہے ہیں!

گیارہ مہینے کے بعد جب سورۂ مزمل کی اگلی آیتیں نازل ہوئیں تو آپؐ نے شب بیداری میں کسی قدر تخفیف کر دی مگر شوقِ عبادت اس قدر بڑھا ہوا تھا، کہ آپؐ کی راتوں کا خاصا حصہ پھر بھی عبادت و ریاضت ہی میں بسر ہوتا۔ آپؐ نے اپنی زندگی سے امت کو یہی سبق دیا کہ خدا کے محبوب بندے وہی ہیں جو شب کی تنہائیوں میں اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہیں اور اس کی عبادت و ریاضت میں سرگرم رہ کر بندگی کا حق ادا کرتے ہیں۔

ایک صحابی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے کہا، نبی کریمؐ کی کوئی خصوصی بات آپؓ نے دیکھی ہو تو بتایئے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

''آپؐ کی ہر بات ہی عجیب تھی، کس کس بات کا تذکرہ کروں، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ خدا کے رسولؐ میرے ہی کمرے میں آرام فرما تھے، رات کچھ گزر چکی تھی کہ یکا یک آپؐ اٹھے اور باہر نکل گئے۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے..... آج تو میری باری کا دن تھا اور آپؐ کہیں اور جا رہے ہیں، یہ سوچ کر میں بھی پیچھے ہولی، آپؐ مسجد میں داخل ہوئے، کچھ دیر ٹھہر کر میں بھی اندر پہنچ گئی، اور میں نے عجیب وغریب رقت انگیز منظر دیکھا، ہائے اللہ! میں کس خیال میں ہوں اور خدا کا رسولؐ کس حال میں ہے، بے ساختہ میری زبان سے نکلا، آپؐ اپنے رب کے حضور ایک عاجز بندے کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں ہچکی بندھی ہوئی ہے، آنسو بہہ رہے ہیں۔ ریش مبارک تر ہوگئی ہے اور سینے تک آنسو بہہ رہے ہیں۔ پھر آپؐ نے رکوع فرمایا، رکوع میں بھی روتے رہے، پھر سجدہ کیا سجدے میں بھی روتے رہے پھر سجدے سے اٹھے اور برابر روتے رہے، کسی طرح آپ کا رونا کم نہیں ہو رہا تھا، یہاں تک کہ ستارے ڈوبنے لگے اور بلالؓ نے آکر فجر کی اذان دی۔ نماز سے فارغ ہو کر جب آپؐ اندر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کے دونوں پاؤں سوجے ہوئے ہیں، پیروں کے انگوٹھے پھٹ گئے ہیں اور ان سے پانی رِس رہا ہے، میں نے گلوگیر آواز میں کہا: ''یارسولؐ اللہ! خدا آپؐ کو سلامت رکھے، آپؐ کیوں اپنے کو ہلکان کیے لے رہے ہیں، خدا نے آپؐ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف فرما دیں ہیں تو پھر آپؐ اتنی مشقت کیوں اٹھا رہے ہیں؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے فرمایا: ''عائشہؓ ! جب میرے رب نے مجھ پر بے پایاں کرم کیا ہے تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' اس کے بعد فرمایا، ''عائشہؓ ! میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ آج مجھ پر یہ آیتیں خدا نے نازل فرمائی ہیں۔'' اور پھر آپؐ نے سورۂ آل عمران کے آخری رکوع کی ابتدائی آیتیں سنائیں۔

یہ آیتیں آگے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت میں آرہی ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ خدا کے رسولؐ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں، عاجز بندے کی طرح ہاتھ باندھے خدا کے حضور کھڑے ہیں، آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، اور آپؐ ایک ہی آیت بڑی رقت اور دل بستگی کے ساتھ دہرا رہے ہیں۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(المائدہ: ۱۱۸)

''اگر آپ انہیں عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر آپ انہیں معاف فرمادیں تو آپ غالب اور حکیم ہیں۔''

یہی آیت پڑھتے پڑھتے آپؐ نے پوری رات گزار دی۔ یہاں تک کہ صبح کے مؤذن نے صبح ہونے کا اعلان کیا۔

تہجد کی نماز آپ انتہائی اہتمام اور پابندی سے پڑھتے، ایک دن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے یہاں یہ دیکھنے کے لیے سوئے کہ شب میں خدا کے رسولؐ نماز تہجد کس طرح پڑھتے ہیں ان کا بیان ہے:۔

''زمین پر ایک فرش بچھا ہوا تھا، اسی پر دونوں جہان کے سردار سو گئے۔ میں بھی اسی پر آڑا آڑا سو گیا۔ آدھی رات کا سناٹا تھا، آسمان پر بکھرے تارے جھلملا رہے تھے۔ آپؐ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔

اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ (آل عمران:۱۹۰۔۱۹۵)

''بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور شب و روز کی گردش میں ان دانشمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے ، بیٹھتے اور لیٹتے ، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی ساخت میں،(تو وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے،تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے ربّ! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ تو نے جسے دوزخ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت اور رسوائی میں ڈال دیا اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ مالک! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے ربّ کو مانو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی، پس اے ہمارے آقا! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما۔ جو برائیاں ہم میں ہیں، انہیں دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر، پروردگار! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے کیے ہیں ان کو ہمارے ساتھ پورا کر اور قیامت کے روز ہمیں رسوائی میں نہ ڈال۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔''

جواب ان کے ربّ نے فرمایا، میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور جو میری راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لیے لڑے اور مارے گئے ان سب کے قصور میں معاف کردوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کردوں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ان کی جزا ہے اللہ کے ہاں اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شانِ بندگی:

بدر کے میدان میں ایک طرف ہزاروں کی فوج ہے، جن کے پاس بہترین سواریاں بھی ہیں اور ضرورت سے زیادہ ہتھیار بھی، دوسری طرف صرف ۳۱۳ جاں نثار ہیں، جن کے پاس نہ ضرورت بھر سواریاں ہیں نہ ضرورت بھر ہتھیار، مگر یہ نہتے جاں باز ان مسلّح جوانوں سے ٹکر لینے کے لیے بے تاب ہیں۔

یہ رقت انگیز منظر رسولِ خدا کے سامنے ہے، آپؐ پر سخت خضوع طاری ہے، بار بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھ رہے ہیں اور ہاتھ پھیلا کر آپؐ اپنے خدا سے گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ پرودگار! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، پرودگار! اپنا وعدہ پورا کر، آپؐ پر ایسی محویت اور بے خودی طاری ہے کہ بار بار چادر شانوں سے گرگر پڑتی ہے، اور آپؐ کو خبر تک نہیں ہوتی، دشمن طاقت کے نشے میں مست، بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے ہیں، خدا کے سپاہی جوشِ جہاد سے سرشار ان کے حملوں کا جواب دے رہے ہیں، اور شدید جنگ برپا ہے، جنگ کی اسی شدت کے دوران علی مرتضیٰؓ تین بار حضورؐ کی خبر لینے آئے مگر ہر بار آپؓ نے دیکھا کہ سرودِ کائنات سجدے میں پڑے ہوئے ہیں، گھٹی گھٹی آواز نکل رہی ہے، اور آپؐ رو رو کر اپنے رب سے فریاد کر رہے ہیں۔

”پروردگار! میں نے کل کائنات تیری رضا کے لیے بدر کے میدان میں لاکر ڈال دی ہے۔ پرودگار! اگر آج یہ چند جانیں ضائع ہو گئیں تو پھر اس زمین پر کبھی تیری عبادت نہ ہو سکے گی۔“

یہ عجز وانکسار، یہ گریہ وزاری، یہ رقت طاری ہو گئی اور صدیق اکبرؓ نے آگے بڑھ کر گلوگیر آواز میں اپنے محبوب کو تسلی دیتے ہوئے کہا،

حضورؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! خدا آپؐ کو ہرگز مایوس نہ کرے گا۔ وہ آپؐ سے کیا ہوا وعدہ ضرور وفا فرمائے گا...... اور آپؐ نے قرآنِ پاک کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سر اٹھایا۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ○ (القمر:۴۵)

”یہ سب شکست کھائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

☆☆☆

بارہ ہزار سرفروش ہتھیاروں سے لیس حنین کی طرف بڑھے، اور اپنی تعداد اور ساز وسامان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر بے اختیار ان کی زبان سے نکلا "آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے"! دفعۃً دشمنوں نے ایسا دھاوا بولا کہ اسلامی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے، ہوازن کے ہزاروں نشانہ باز تیروں کی بارش کر رہے تھے، مگر خدا کے رسولؐ اپنی جگہ پہاڑ کی طرح جمے کھڑے تھے، آپؐ نے داہنی جانب نگاہ ڈالی اور انصار کو پکارا انصار پلٹ پڑے، "ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان، ہم حاضر ہیں" کی صدا گونجی...... پھر آپؐ نے بائیں جانب مڑ کر دیکھا اور پکارا، جاں نثاروں کی آواز پھر گونجی ہم حاضر ہیں آپؐ سواری سے اتر پڑے اور پیغمبرانہ جلال کے ساتھ فرمایا:۔

اَنَ النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

"میں خدا کا نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔"

اور اسلامی جاں باز پلٹ پڑے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ ہر طرف تلواریں چمک رہی ہیں، ہاتھ پاؤں، گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے ہیں، لڑائی شباب پر ہے کہ نماز کا وقت آجاتا ہے یکایک نماز کی صفیں قائم ہو جاتی ہیں۔ فوجوں کی کمان کرنے والے امامت کے مصلّے پر پہنچ جاتے ہیں، جاں باز سپاہی امام کے پیچھے نماز کی صفیں بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور قہر و غضب کے پیکر سپاہی، عجز و بندگی اور خشوع و خضوع کی تصویر بن جاتے ہیں۔ جاں باز سپاہی آدھی نماز پڑھ کر دشمن سے جا بھڑتے ہیں اور دشمن کا مقابلہ کرنے والے آکر نماز میں شامل ہو جاتے ہیں اور خدا کے رسولؐ ہر خوف سے بے نیاز خدا کے حضور عجز و نیاز کی تصویر بنے کھڑے رہتے ہیں، اور فضا اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھتی ہے، بندگی کی یہ شان دیکھ کر دشمن لرز اٹھتا ہے۔

☆☆☆

سرورِ کائناتؐ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں، گھر کے لوگ بھی رسولؐ کے پاس بیٹھے ہیں، گھر اور خاندان کے مسائل پر بات چیت ہو رہی ہے، خدا کے رسولؐ بھی گفتگو میں دلچسپی لے رہے ہیں، خلوص اور لگاؤ کی پرمسرت فضا ہے، اسی دوران مسجد سے آواز بلند ہوتی ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ یہ جانی پہچانی آواز کان میں پڑتے ہی رسول اللہ یکایک کھڑے ہوتے ہیں اور مسجد کی طرف چل دیتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب رسول اللہ کے لیے یہ سب اجنبی ہیں، گویا آپؐ کو ان لوگوں سے کوئی مطلب ہی نہیں ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک موقع پر فتح کے بعد مجاہدینِ اسلام غنیمت کا مال دیکھ دیکھ کر خوشی میں جھوم رہے ہیں، غنیمت کا مال فروخت ہورہا ہے، ہر ایک کو ہزاروں کی رقم مل رہی ہے ایک مجاہد خوش خوش اپنے آقا کے حضور آکر کہتے ہیں، ''یارسول اللہ ﷺ! آج تو میں نے غنیمت میں اتنا کچھ حاصل کیا ہے، کہ کبھی حاصل نہیں کیا تھا، تین ہزار سے زیادہ ملے ہیں، یارسول اللہؐ! میں تو آج مالا مال ہوگیا۔

یہ سن کر رحمتِ عالم مسکرائے اور فرمایا۔''میں اس سے بھی زیادہ نفع کیوں نہ کماؤں؟''

''وہ کیا یارسول اللہ ﷺ!'' سراپا اشتیاق بن کر صحابی پوچھتے ہیں۔

''وہ یہ کہ دو رکعت فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھوں۔'' پیغمبرِ خدا نے جواب دیا۔

(ابوداؤد)

مسجد میں حاضری کا بے پایاں شوق:

حضرت اسودؒ کہتے ہیں ایک دن ہم لوگ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر تھے، دورانِ گفتگو، نماز کی پابندی، مسجد کی حاضری اور جماعت کی فضیلت کا تذکرہ چھڑ گیا، اس پر اُمّ المومنینؓ نے خدا کے رسولؐ کا ایک بڑا ہی رقت انگیز اور سبق آموز واقعہ سنایا۔

نبی صلی اللہ وسلم کی بیماری بڑھتی ہی جارہی تھی، کمزوری تو اس قدر بڑھ گئی تھی، کہ کھڑے ہوتے تو ٹانگیں لرزنے لگتیں، موذّن نے مسجد نبویؐ میں ظہر کی اذان دی اور اذان سنتے ہی آپؐ بے چین ہو گئے۔ مسجد تک جانے کی ہمت کہاں تھی، لیکن آپؐ شوق میں کروٹیں بدلنے لگے...... اٹھا نہ گیا تو فرمایا''ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔''

''حضورؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان...... ابا جان ابوبکرؓ نہایت ہی رقیق القلب ہیں، آپؐ کے مصلّے پر کھڑے ہوں گے، تو ان کا دل بھر آئے گا، اور رونے لگیں گے...... ارشاد ہو، تو عمرؓ بن الخطاب سے نماز پڑھانے کے لیے کہہ دیا جائے''... میں نے خدا کے رسولؐ سے کہا''نہیں ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں'' خدا کے رسولؐ نے پھر اپنا فیصلہ سنایا۔ اور کسی قدر کڑھن کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا،''تم لوگ تو مجھ سے ایسی بحث کررہی ہو، جیسی یوسف سے خواتین مصر کررہی تھیں۔'' اور حضرت ابوبکرؓ کو خدا کے رسولؐ کا حکم پہنچا دیا گیا۔

اسی دوران آپؐ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا یا بے پایاں شوق نے آپؐ کو مجبور کیا، اور آپؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا، میں بھی مسجد میں جاؤں گا۔ اور حضرتِ عباسؓ اور حضرت علیؓ سے فرمایا، "مجھے مسجد پہنچاؤ۔" میری نگاہوں میں وہ پورا نقشہ اب تک موجود ہے۔ خدا کے رسول علیؐ اور عباسؓ کے کندھوں پر سہارا لیے چلنے کی کوشش فرما رہے تھے، مبارک قدم زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے، ٹانگوں میں اتنی سکت نہیں تھی کہ قدم زمین پر جما سکیں اور اٹھا سکیں، دو خوش نصیبوں کے کندھوں پر سہارا لیے، گھسٹتے قدموں سے آپؐ مسجد میں پہنچے۔ ابوبکرؓ ارشاد کے مطابق نماز پڑھا رہے تھے، آہٹ محسوس کی تو پیچھے کھسکنے لگے۔ آقاؐ نے اشارے سے روکا...... آپؐ برابر میں بیٹھے اور نماز ادا فرمائی۔

نماز سے بے پناہ شغف اور تعلق:

رحمتِ عالم ﷺ قرن الثعالب میں مغموم اور متفکر بیٹھے ہیں، زخموں سے نڈھال ہیں، اور ان سے سرخ خون رس رہا ہے۔ حضرت زید ﷺ کی نظریں چہرۂ انور پر ہیں، دل غم سے پھٹا جا رہا ہے، آپؐ طائف والوں کو رحمتِ رب کا پیغام دینے گئے تھے، لیکن عبد یالیل، مسعود، حبیب نے پہلے تو طنز و تشنیع اور توہین واستہزا کے تیروں سے رسول ﷺ کا دل چھلنی کیا اور پھر ان سیاہ بخت سرداروں نے اوباشوں اور آوارہ لڑکوں کو پیچھے لگا دیا۔

رحمتِ عالم ﷺ رحمت کا پیغام دے رہے تھے اور وہ پتھر برسا رہے تھے، اتنے پتھر برسائے کہ آپؐ زخموں کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زیدؓ نے اپنی پیٹھ پر بٹھایا، آبادی سے باہر لے گئے اور آپؐ نے قرن الثعالب میں پہنچ کر ذرا سکون کی سانس لی، پھر مکے کو واپس ہوئے، واپسی پر کہا گیا، یارسول اللہ ﷺ! ان ظالموں کے حق میں بددعا کیجئے۔

رحمتِ عالم ﷺ کا دل بھر آیا اور فرمایا میں بددعا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں یہ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کی نسلیں ایمان لے آئیں۔

اُحد کی جنگ میں مجاہدین نے جب دیکھا کہ میدان ان کے ہاتھ ہے تو مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس درّے کے تیرانداز بھی درّے سے ہٹ آئے، جن کو وہاں جمے رہنے کی سخت تاکید تھی، دشمن نے موقع پایا، پلٹ کر ایسا حملہ کیا کہ مجاہدین حواس باختہ ہو گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔

مردِ استقامت اپنی جگہ سے نہ ٹلا۔ تیروں کی موسلا دھار بارش میں آپؐ جمے کھڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے، آپؐ کے اردگرد صرف چند جاں نثار اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے رہ گئے ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، علی مرتضیٰؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعد بن وقاصؓ، طلحہؓ بن عبداللہ، زبیرؓ بن عوام، ابوعبیدہؓ بن جراح، اور چند اور فداکار، دشمنوں نے پیکرِ رحمت پر پتھروں کی بارش شروع کردی، ابن قمیہ کا پتھر روشن پیشانی پر لگا اور خون کا فوّارہ اُبل پڑا۔ ابن ہشام کا پتھر بازو پر لگا اور بازو زخمی ہوگیا۔ عتبہ کے پتھر سے رحمتِ عالمؐ کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ اب مجاہدین کی نظر پیکر جمال پر پڑی اور وہ پھر سمٹ آئے، اسی دوران قریش کا سنگ دل بہادر عبداللہ بن قمیہ صفوں کو چیرتا، پھاڑتا رحمتِ عالمؐ کے قریب آیا، اور چہرۂ انور پر تلوار ماری، خود کی کڑیاں چہرۂ مبارک میں گھس گئیں آپؐ زخموں کی تاب نہ لا کر ایک گڑھے میں گر پڑے۔

جاں نثار یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور کہا ''یارسول اللہ ﷺ! ان مشرکین کے حق میں بددعا فرمائیے۔''

پیکرِ رحمتؐ نے فرمایا ''میں لعنت کرنے کے لیے نبیؐ نہیں بنایا گیا ہوں مجھے تو خدا کی طرف بلانے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے، خدایا میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔''

حیرت ہے کہ ان نازک ترین اور سخت ترین موقعوں پر نبیؐ کی زبان سے دعا ہی کے کلمات نکلے لیکن غزوۂ احزاب میں جب خدا کے دشمنوں نے آپؐ کو عصر کی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی، تو نماز قضا ہونے کا صدمہ آپؐ برداشت نہ کرسکے اور آپؐ کی زبان سے ان کے لیے بددعا کے وہ کلمات نکلے جن سے زیادہ سخت کلمات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا آپؐ نے فرمایا:۔

حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَاَءَ اللّٰهُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا۔

(متفق علیہ)

''ان دشمنوں نے ہمیں نمازِ عصر پڑھنے سے آج روکے رکھا خدا ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھردے۔''

چہرہ انور زخمی ہو یا دانت ٹوٹ جائیں، گڑھے میں گر پڑیں یا جان چلی جائے سب کچھ برداشت ہے لیکن نمازِ عصر قضا ہوجائے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ برداشت نہیں کرسکتے۔

اللہ اکبر...... یہ شانِ بندگی خاتم النبیین ﷺ ہی کا حصہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی دعائیں

داعیٔ اعظمؐ کی حیاتِ طیبہ توازن، امتزاج اور اعتدال کا انتہائی جامع متوازن اور دلکش نمونہ تھی، بے پایاں شوق بندگی اور بے مثال ذوقِ عبادت کے باوجود آپؐ نے نفس کے حقوق کا بھی لحاظ رکھا، عائلی زندگی کے وظائف بھی ادا کیے، خاندانی اور سماجی حقوق وفرائض بھی بحسن وخوبی انجام دیئے، منصب رسالت کے عظیم فرائض بھی ادا کیے اور اجتماعی زندگی کی گوناگوں ذمہ داریاں بھی بحسن وخوبی انجام دیں، لیکن زندگی کے ہر میدان میں شانِ بندگی نمایاں رہی۔ مومنانہ زندگی کی اصل دلکشی اور رعنائی عبادت وریاضت اور ذکر ودعا ہی سے ہے اور خدا پرستی، دیانتداری للّٰہیت اور اسلام کی نمائندگی کا حق ادا نہیں ہوسکتا اگر مومن کی زندگی کے تمام معاملات میں شانِ عبدیت چھائی ہوئی نہ ہو، یہ شانِ عبدیّت ہی تھی کہ نبیؐ شب وروز کی گردش ہر ہر موقع پر خدا کی یاد اور دعاؤں کا غیر معمولی اہتمام فرماتے تھے اور پوری زندگی یہی معمول رہا۔

صبح وشام کی دُعا:

حضرت عثمانؓ بن عفّان کا بیان ہے کہ خدا کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص ہر صبح اور ہر شام تین بار یہ دعا پڑھ لے اُسے دنیا کی کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔''

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

''خدا کے نام سے (ہر کام کا آغاز ہے) جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

سیّد الاستغفار:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شدّاد بن اوس ؓ سے فرمایا، سید الاستغفار یعنی سب سے جامع دعائے مغفرت یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ، لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ط (بخاری،ترمذی،نسائی وغیرہ)

''خدایا! تو میرا پرودگار ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں نے تجھ سے بندگی اور اطاعت کا جو پیمان باندھا ہے اس پر میں اپنے بس بھر قائم رہوں گا۔ اور جو گناہ بھی مجھ سے سرزد ہوئے۔ ان کے نتائج بد سے بچنے کے لیے میں تیری پناہ کا طالب ہوں، تو نے مجھے جن جن نعمتوں سے نوازا ہے، ان کا میں اقرار کرتا ہوں اور مجھے اعتراف ہے اپنے گناہوں کا۔ پس اے میرے پرودگار! میرے جرم و گناہ کو معاف فرمادے، تیرے سوا میرے گناہوں کو اور کون معاف کرنے والا ہے۔''

سوتے وقت کی دعائیں:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کے رسول ﷺ جب سونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔

بِاسْمِکَ اَللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیَا (بخاری، مسلم)

''اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے موت کی آغوش میں جاتا ہوں، اور تیرے ہی نام سے زندہ اٹھوں گا۔''

حضرت براءؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کے لیے لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے۔

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَکَ.

''خدایا مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو اپنے حضور اٹھا کر حاضر کرے گا۔''

حصن حصین میں ہے کہ آپؐ یہ کلمات تین بار پڑھتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں سونے کے لیے بستر پر لیٹتے تو دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا کرتے۔

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُهٗ. اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ. (بخاری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے رب! تیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا، اور تیرے ہی سہارے میں اس کو بستر سے اٹھاؤں گا، اگر تو رات ہی میں میری جان قبض کرے تو اس پر رحم فرما، اور اگر تو اسے چھوڑ کر مزید مہلت دے تو اس کی حفاظت فرما۔''

نیند سے بیدار ہونے پر دُعا:

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ. (بخاری، مسلم)

''شکر و تعریف اس خدا کے لیے جس نے ہمیں مردہ کردینے کے بعد پھر زندگی بخشی اور اسی کے حضور اٹھ کر حاضر ہونا ہے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں جب آنکھ کھل جاتی تو یہ دعا پڑھتے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ، اَللّٰهُمَّ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْأَلُکَ رَحْمَتَکَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَاتُزِغْ قَلْبِیْ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ)

''کوئی معبود نہیں تیرے سوا، تیری ذات پاک بے عیب ہے، اے اللہ! تجھ سے اپنے گناہ کی معافی کا طلبگار ہوں اور تیری رحمت کا سائل ہوں، خدایا! میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور جب تو نے مجھے سیدھی راہ پر لگا دیا ہے تو میرے دل میں کجی نہ پیدا فرما۔ اور اپنے خاص خزانے سے مجھے رحمت عطا فرما، کہ بے شک تو ہی حقیقی فیّاض ہے۔

گھر سے نکلتے وقت کی دعا:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی میرے گھر سے باہر نکلتے تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ. (ابوداؤد، ترمذی وغیرہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں بھٹک جاؤں یا کوئی مجھے بھٹکا دے، میں خود لغزش کھا جاؤں یا کوئی مجھے ڈگمگائے، میں خود کسی پر ظلم کر بیٹھوں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے۔ میں خود نادانی پر اتر آؤں یا دوسرا مجھ سے نادانی کا برتاؤ کرے۔''

سفر کے لیے سوار ہوتے وقت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر روانہ ہوتے وقت جب سواری پر اچھی طرح آرام سے بیٹھ جاتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے اور پھر پڑھتے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ٥

(زخرف:۱۳،۱۴)

''پاک اور بے عیب ہے وہ ہستی جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا ورنہ ہم خود اسے قابو میں نہ کر سکتے تھے، اور ہمیں اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ یہ دعا مانگتے۔

اَللّٰهُمَّ نَسْاَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ. (مسلم، ابوداود، ترمذی)

''اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں، خدایا ہم پر یہ سفر آسان فرما دے، اور اس کا فاصلہ ہمارے لیے مختصر کر دے، اے اللہ! تو ہی اس سفر میں ہمارا رفیق ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگراں ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقتوں سے، ناگوار منظر سے، اور اپنے مال، اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے۔''

رنج وغم سے نجات کی دعا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی رنج وغم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا ہوتے تو یہ دعا کرتے۔

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ. (بخاری، مسلم)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، عرشِ کریم کا مالک ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس بندے کو بھی کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے، خدا تعالیٰ اس کے رنج اور تکلیف کو ضرور راحت و مسرّت میں تبدیل فرما دے گا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُكَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْعَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ. (حصن حصین)

''اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں، میرا باپ تیرا بندہ ہے، میری ماں تیری بندی ہے، میری چوٹی تیرے ہی قبضے میں ہے (یعنی میں ہمہ تن تیرے بس میں ہوں)، تیرا ہی حکم میرے معاملہ میں نافذ ہے، میرے بارے میں تیرا حکم سراسر انصاف ہے، میں تیرے اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا، یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا اپنے پاس خزانۂ غیب ہی میں اس کو مستور رہنے دیا، تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور، میرے غم کا علاج اور میری تشویش کا مداوا بنا دے۔''

مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر:

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے بھی کسی کو مصیبت اور تکلیف میں دیکھ کر یہ دُعا مانگی (انشاءاللہ) وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَفْضِيْلًا. (ترمذی)

''شکر و تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے اس دُکھ سے بچائے رکھا جس میں تم مبتلا ہو، اور اپنی خلقت میں سے بہت سوں پر مجھے فضیلت بخشی۔''

زیارتِ قبور کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا، بیقرار ہو کر تلاش میں نکلیں تو دیکھا کہ آپ مُسلمانوں کے عام قبرستان جنت البقیع میں داخل ہوئے اور آپؐ نے یہ دعا پڑھی۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاَنَا بِكُمْ، لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تُفْتِنَّا بَعْدَهُمْ. (سنن ابن ماجہ)

''سلام و رحمت ہو تم پر اے اس گھر کے رہنے والے مومنو! تم ہم سے پہلے جا چکے ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں، اے اللہ! ان کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں کس آزمائش میں نہ ڈال۔

ادائے قرض کی دعا:

حضرت ابو وائل کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس ایک غلام آیا اور بولا ''میں نے اپنے آقا سے مکاتبت کا معاملہ کر لیا ہے مگر معاوضہ نہیں دے پا رہا ہوں، میری مدد فرمایئے، علی مرتضیٰؓ نے فرمایا میں تمہیں وہ دعا کیوں نہ بتا دوں جو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائی ہے، اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو خدا اُسے ادا کرنے کا ضرور انتظام فرما دے گا۔

غلام نے کہا ضرور سکھایئے اور آپؐ نے اس کو یہ دعا سکھائی۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

(ترمذی، مستدرک، حاکم)

''اے خدا! مجھے حلال روزی عطا فرما، حرام سے مجھے بچا، اور اپنے فضل و کرم سے تو مجھے اپنے علاوہ ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیا لباس پہننے کی دُعا:

حضرت ابو سعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو اس لباس کا نام لے کر یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ، اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَاصُنِعَ لَہٗ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ. (ابوداود، ترمذی، نسائی)

''اے اللہ تیرا ہی شکر ہے، تو نے مجھے یہ نیا لباس پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس غرض کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی برائی کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

کھانے کے بعد کی دُعا:

ابو سعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ۔'' خدا کے رسول ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. (ابوداود)

''شکر و تعریف ہے اس خدا کی جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔''

نیا پھل کھانے کے بعد کی دعا:

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ جب موسم کا نیا پھل آتا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو آپؐ یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا.

''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما، ہمارے شہر میں برکت عطا فرما، ہمارے ناپ تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما۔''

اس کے بعد حضورؐ وہ پھل اس بچے کو عنایت فرماتے جو عمر میں سب سے چھوٹا ہوتا۔ (مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع دعائیں:

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شداد رضی اللہ عنہ سے کہا، شدادؓ! جب تم دیکھو کہ لوگ سونے چاندی کے ڈھیر جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں تو تم ان کلمات کا ذخیرہ کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْاَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْاَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. (نسائی، ترمذی، حاکم، ترغیب وترہیب)

"اے اللہ! میں تجھ سے دین میں ثابت قدمی کا طالب ہوں، راست بازی اور راست روی میں بلند ہمت اور پختہ عزم کا خواہاں ہوں، اور تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنے شکر اور حسنِ عبادت کی توفیق عطا فرما، اور تجھ سے ایسا دل مانگتا ہوں جو گناہوں کی آلائش سے پاک ہو اور ایسی زبان جو سچی ہو۔ اور ہر اس بھلائی کا طالب ہوں جس کو تو جانتا ہے اور ہر اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔ اور تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں اپنے ہر گناہ کی، تو ہر چھپی ہوئی بات کو جانتا ہے۔"

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَعِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَدَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا. (مسلم، نسائی، احمد)

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس نفس سے جس میں صبر نہ ہو اور اس علم سے جو نفع نہ پہنچائے اس دُعا سے جو مقبول نہ ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے صبح وشام یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ، وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ. (ترمذی)

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طالب ہوں، خدایا میں تجھ سے عفوودرگزر اور سلامتی وعافیت چاہتا ہوں، اپنے دین اور دنیا کے معاملات میں اپنے اہل وعیال میں، اور اپنے مال ودولت میں، خدایا تو میری ستر پوشی فرما، اور میری بے چینیوں کو امن وچین سے بدل دے، اے اللہ! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما، اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں ناگہاں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کیا جاؤں (یعنی خدا مجھے زمین میں دھنسنے کے عذاب سے بچائے رکھے)۔''

خواب میں زیارتِ رسول ﷺ کی دُعا:

ہندوستان کے عالم باعمل حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے ایک بار مشہور صاحب دل بزرگ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے پوچھا، کوئی خاص درود شریف بتایئے جس کے وِرد سے زیارتِ رسول ﷺ نصیب ہو، فرمایا کوئی خاص درود تو نہیں ہے، بس اخلاص پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر کچھ سوچنے کے بعد فرمایا۔

''البتہ حضرت سید حسن صاحبؒ کو اس درود کا عمل کارگر ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ.

''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد کے بقدر جو تیرے علم میں ہیں۔''

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم:

داعیانہ تڑپ

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا

"شاید آپ ؐ تو............... اِن لوگوں کے پیچھے رنج وغم میں اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے..... اگر یہ لوگ اس کلامِ ہدایت پر ایمان نہ لائیں۔"

(سورہ الکہف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکون انگیز اضطراب

داعی تمثیل کے آئینے میں:

کسی دومنزلہ عمارت پر ایک ننھا پیارا بچہ، چھت کے اوپر بالکل کنارے بیٹھا ہے اور برابر آگے کو کھسک رہا ہے، نادان بچہ بالکل نہیں جانتا کہ وہ اپنی خوفناک موت اور عبرتناک تباہی سے قریب ہو رہا ہے۔ چھت سے گرتے ہی اس کی ہڈیاں چور چور ہو جائیں گی اور اس کے جسم و جان کا تعلق انتہائی لرزہ خیز طریقے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا .... یہ منظر دیکھتے ہی آپ بے چینی اور اضطراب کے عالم میں چیخنے لگتے ہیں اور حیرت انگیز بے تابی کے ساتھ اس کو بچانے کے لیے دوڑ پڑتے ہیں۔ کوئی ایک انسان بھی اس کی سسکتی لاش، پھٹے سر اور چور چور ہڈیوں کا لرزہ خیز منظر دیکھنے کے لیے تیار نہیں، کون ہو گا جو اس وقت اپنی جان پر کھیل کر اس بچے کو اس خوفناک انجام سے بچانے کے لیے بے اختیار دوڑ نہ پڑے گا!

اور سوچیے!

دہاڑتی، چنگھاڑتی اور دھوئیں کے بادل اڑاتی دیو قامت ریل پوری قوت کے ساتھ دوڑتی، بڑھی چلی آ رہی ہے، اس کے پیہم دھاکوں سے زمین کا سینہ لرز رہا ہے، دل دہل رہے ہیں اور وہ ہیبت ناک چیخ اور بے پناہ گڑگڑاہٹ کے ساتھ قریب سے قریب تر آ رہی ہے .... آپ نظامِ وقت کی طرف سے اس خدمت پر بالفرض مامور ہیں کہ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کریں اور بھرپور کوشش کرتے رہیں کہ انسانی آبادی میں کوئی ناخوشگوار حادثہ نہ ہونے پائے ...... آپ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ نادان بچے گاڑی کی اسی پٹڑی کو پار کرنے کے لیے لاپرواہی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں جس پر سے گزرنے کے لیے گاڑی بے پناہ شور کے ساتھ بڑھی چلی آ رہی ہے۔ بچے بھی پٹڑی کے قریب پہنچ چکے ہیں اور گاڑی آیا ہی چاہتی ہے ...... اور چند ہی لمحوں بعد خاک و خون میں لتھڑے ہوئے انسانی گوشت اور ہڈیوں کے ٹکڑے چاروں طرف بکھرے ہوئے المناک منظر پیش کر رہے ہوں گے ..... یہ منظر بجلی کی لہر کی طرح آپ کی نگاہوں کے سامنے دوڑتا ہے اور آپ پوری قوت سے چیختے ہوئے اور جسم کی پوری طاقت سمیٹتے ہوئے انتہائی بے تابی کے ساتھ ان نادان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو بچانے کے لیے دوڑ پڑتے ہیں اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ان بے سمجھ بچوں کو کمر سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹتے ہیں۔

ان دو تمثیلوں کے آئینے میں داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی داعیانہ تڑپ، انسانی درد، پُرسوز جذبات، اور اضطراب انگیز احساسات کو دیکھیے اور نظر و فکر کو ذرا وسعت دے کر تصور کی آنکھوں سے داعیٔ اسلام کی بے قراری کا مشاہدہ کیجیے۔

داعیٔ اسلام کا اضطراب:

جہنم کے سیاہ گہرے شعلے دہاڑتے چنگھاڑتے لپک رہے ہیں اور انسانیت کے ان نادان افراد کو بھسم کرنے کے لیے پیہم بڑھ رہے ہیں جو خدا کی حدود کو توڑ کر دین و اخلاق کی انتہائی بلندیوں سے کفر و شرک معصیت و سرکشی، اور بدعت و ضلالت کے گہرے گڑھوں میں گر رہے ہیں، اور برابر گرتے نظر آ رہے ہیں، بپھرے ہوئے شعلے ہولناک آوازوں کے ساتھ اُن کو اپنی گرفت میں لے لینا چاہتے ہیں اور یہ نادان ان کی گرفت سے بچنے اور بھاگنے کے بجائے اُن سے اور قریب ہو رہے ہیں۔ اور اپنی حماقت سے ان میں گر پڑ رہے ہیں۔

نبیؐ اپنے چاروں طرف یہ درد انگیز منظر دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے انسانی درد سے بے قرار ہو جاتا ہے، کفر و شرک اور معصیت و ضلالت کے تباہ کن انجام کا تصور کر کے کانپ اٹھتا ہے اور رسالت کی گراں ترین ذمہ داری کا احساس کر کے لرزتا ہے اور پھر قوم کی سرکشی، بدزبانی اور طنز و تشنیع سے پریشان ہو کر فکر و غم میں گھلتا ہے کہ خدا کا حکم نازل ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ (المدثر: ۱-۵)

"اے چادر لپٹنے والے اٹھ (قوم کو) انجام بد سے ڈرا۔ اپنے رب کی تکبیر کہہ، اور اپنی ذات کو خوب پاک کر اور شرک کی گندگی سے دور رہ۔"

مُدَثِّر کا خطاب اور اس کا مفہوم:

مُدَثِّر یعنی چادر میں لپٹنے والا۔ یہ خطاب دراصل داعیٔ اسلام کے فکر و اضطراب اور سوز و غم کی داعیانہ کیفیت کی تصویر کشی ہے۔ جب انسان کسی گہرے غم میں انتہائی پریشان ہو جاتا ہے تو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے الگ تھلگ چادر تان کر پڑ رہتا ہے اور اندر ہی اندر اپنے غم کا مداوا سوچتا رہتا ہے، یہاں مدثر کہہ کر اسی کی فکر واضطراب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خطاب سے نوازنے کے دو پہلو ہیں:۔

ایک یہ کہ خدا نے آپ کے فکر وغم کو سراہتے ہوئے اس محبت آمیز خطاب میں اپنی رحمت وشفقت کا اظہار فرمایا ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور آپ کا جسم گرد آلود ہو رہا ہے تو آپ نے قُمْ یَا اَبَاتُرَاب کہہ کر اپنی شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا تھا۔

دوسرے یہ کہ آپ کی اس کیفیت کو سامنے لا کر یہ اشارہ کیا گیا کہ داعیٔ حق کا بنیادی وصف یہی فکر واضطراب ہے۔ اس داعیانہ تڑپ کے بغیر نہ حق کے لیے دل کھل سکتے ہیں اور نہ اسلام کے ہمہ گیر تہذیبی انقلاب کو قبول کرنے کے لیے دنیا تیار ہو سکتی ہے۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ آپ قوم کی اس گمراہی پر برابر کڑھتے اور پہروں اسی غم میں ڈوبے رہتے کہ کس طرح ان نادانوں کو اس ذلت اور تباہی سے نکالیں۔ آپ کی کیفیت دیکھ کر خدا کی رحمت جوش میں آئی، اور نہایت پیار بھرے انداز میں کہا، اے چادر میں لپٹ کر گھلنے والے! غم سے اپنی جان ہلکان نہ کرو، بلکہ اٹھو اور یقین کی پوری قوت کے ساتھ اپنی قوم کو بتاؤ کہ اس شرک ومعصیت کا انجام انتہائی تباہ کن ہے، اس سے بچو۔ خدا ہی سب سے بڑا ہے، وہی اکیلا معبود ہے۔ اس کی توحید کو اپناؤ اور اس کی تکبیر کہو جس کی مکمل ترین عملی شکل نماز ہے، اعتقاد کے پہلو سے توحید پورے دین کا سرچشمہ ہے اور عمل کے پہلو سے نماز سارے دین کی بنیاد ہے خدا کی تکبیر کا ایجابی نتیجہ یہ ہے یا ہونا چاہیے کہ ''ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ'' اپنی شخصیت کو پاک صاف رکھو۔ ثیاب سے مراد صرف لباس ہی نہیں ہے بلکہ ثیاب سے مراد ذات اور شخصیت ہے۔ طاہر الثوب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کا نفس اخلاقِ رذیلہ سے پاک اور اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ ہو، جو سچائی، خلوص اور وفا کا پیکر ہو ''وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ'' کا سلبی نتیجہ ہے ''وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ''...... گندگی، شرک ومعصیت سے دور رہو۔ ہر وہ گندگی جو خدا کے غضب اور عذاب کی موجب ہو وہ رُجز ہے اور خدا کی توحید پر ایمان لانے والے کی زندگی اس رُجز سے پاک ہونی چاہیے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو سن کر اپنے منصب کی عظمت کا احساس کرتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات پر پیغمبرانہ جرأت کی نگاہ ڈالتے ہیں اور ماحول کی ناسازگاری اور قوم کے بے جا خطابات ساحر، کاہن، شاعر اور مجنون وغیرہ سے بے پروا، ہر خوف سے بے نیاز اور ہر ایذا کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو کر یقین کی پوری قوت کے ساتھ قوم کو خبردار کرتے ہیں، نادانو! کفر ومعصیت کی اس دلدل سے نکل آؤ۔ میں خدا کے دیئے ہوئے علم کی بنیاد پر تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اس شرک وبغاوت کا بدترین انجام وہ جہنم ہے جس کی بھڑکتی آگ کبھی ٹھنڈی نہ ہوگی۔

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا.

''جب وہ کچھ دھیمی ہوگی ہم اُسے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔'' (بنی اسرائیل:۹۷)

اور پھر داعیٔ حقؐ جب یہ سوچتے ہیں کہ شرک ومعصیت کی طرف لپکنے والے اور جہنم کی لپیٹ میں آنے والے یہ نادان انہی جیسے انسان ہیں، انہی کی طرح گوشت پوست سے بنے ہیں اور انہی کی طرح تکلیف وراحت کا احساس رکھتے ہیں تو وہ ان کی محبت میں تڑپ اٹھتے ہیں، دردمندی کے جذبات سے بے چین ہو کر ان کو ہولناک انجام سے بچانے کے لیے اپنا سکون وآرام قربان کر دیتے ہیں۔ انتھک محنت، مسلسل جدوجہد، مشفقانہ جذبات، سکون انگیز اضطراب اور پُرسوز دعاؤں کے ساتھ ان کو جہنم سے گھسیٹنے اور خدا کے قدموں میں لا ڈالنے کے لیے سرگرم ہو جاتے ہیں اور اسی شوق وسوز اور فکر وغم میں ڈوب کر خدا سے دعائیں کرتے ہیں کہ خدایا اپنے ان بندوں کا تو ہی ہاتھ پکڑ، اپنے غضب سے ان کو محفوظ رکھ اور ہدایت کے لیے ان کے سینوں کو کھول دے۔

اور جب ان کا یقین انہیں جھنجھوڑتا ہے کہ خدا کی نافرمانی، شرک والحاد، گمراہی وسرکشی اور بغاوت وخدا بیزاری کا انجام پُرہول جہنم ہے تو ان کا دماغ لرزنے لگتا ہے...... اور جب تصور ان کے سامنے جہنم کے بھیانک مناظر پیش کرتا ہے تو ان کی نبضیں چھوٹنے لگتی ہیں۔ وہ ہرگز تیار نہیں کہ انسانوں کی دلدوز چیخیں سنیں، ان کے جھلسے ہوئے بے تاب چہرے دیکھیں اور اپنے ہی جیسے انسانوں کو جہنم کے سیاہ ترین شعلوں میں تڑپتا، کراہتا اور موت کی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں کرتا دیکھیں۔

نبیؐ نے اپنی پُرسوز پیغمبرانہ کوششوں اور گمراہ بندوں کی احمقانہ حرکتوں کو ایک بلیغ تمثیل میں یوں بیان فرمایا ہے۔

مَثَلِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدَّوَابُّ الَّتِی تَقَعُ فِی النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا فَأَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيهَا. (متفق علیہ)

''میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور جب آس پاس کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو کیڑے پتنگے اس پر گرنے لگے اور وہ شخص پوری قوت سے ان کیڑوں پتنگوں کو آگ سے روک رہا ہے لیکن پتنگے ہیں کہ اس کی کوششوں کو ناکام بنائے دے رہے ہیں اور آگ میں گرے پڑ رہے ہیں (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑ رہے ہو۔''

داعیانہ اضطراب کے محرکات:

اوپر کی تمثیل اور مدثر کے خطاب سے نبیؐ کے جس داعیانہ اضطراب، بے مثال انسانی محبت بے پایاں شوقِ ہدایت اور غیر معمولی سوز و فکر کی تصویر کشی ہو رہی ہے، اس کے حقیقی محرکات چار ہیں، ان حقیقی محرکات کی حیثیت وہی جو جسم انسانی میں روح کی ہے اور داعیانہ کردار کی ساری دلکشی اور رعنائی انہیں کے دم سے ہے۔

(۱) فریضۂ رسالت کا شدید ترین احساس۔

(۲) رضائے الٰہی کا بے پایاں شوق۔

(۳) انسانیت کا سچا درد۔

(۴) فلاحِ آخرت کی غیر معمولی فکر۔

ان چار محرکات پر تفصیلی گفتگو کرنے سے پہلے ایک بار ذرا تصور کی آنکھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیجئے۔ آپ کا بے مثال شوق و ولولہ، بے پایاں سوز و تڑپ دیکھئے اور ایمانی جذبات کو تازہ کر کے یہ فیصلہ کیجئے۔ شعوری فیصلہ۔ کہ آپ سے تعلق جوڑنے والے ہر مومن داعی کو یہی کردار اپنانا ہے۔ اس انقلابی فیصلہ کے بغیر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے نہ کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ اس فیصلے کے بغیر صحیح معنوں میں کوئی سیرت پاکؐ کے مطالعہ کا حق دار ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چشمِ تصور سے نبی ﷺ کا دیدار:

خیال کی ساری قوتوں کو سمیٹ کر چشمِ تصور سے ذرا اس ''سراپا اضطراب ہستی'' کا دیدار قرآن کے آئینے میں کیجئے۔

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ. (التوبہ:۱۲۸)

''لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسولؐ آئے ہیں۔ تمہارا گمراہی میں پڑنا ان پر انتہائی شاق ہے۔ تمہاری ہدایت کے لیے وہ انتہائی حریص ہیں اور مومنوں کے لیے انتہائی شفیق ومہربان ہیں۔''

کفر وشرک کے تاریک ترین ماحول میں ایک حسّاس انسان آنکھ کھولتا ہے۔ وہ اپنے چاروں طرف ہزار ہا خداؤں کی پرستش ہوتے دیکھتا ہے، بدکرداری اور بداخلاقی کی حیاسوز حرکتیں دیکھتا ہے، ظلم وستم کے ختم نہ ہونے والے انسانیت سوز مناظر دیکھتا ہے تو وہ کڑھتا ہے۔ آدمؑ کی اولاد کا یہ حال اس سے دیکھا نہیں جاتا، وہ ان کی ہدایت کے لیے بے چین ہو جاتا ہے۔ شوقِ ہدایت میں گھلتا ہے اور اسی فکر وغم میں وہ اپنے خدا کے حضور گڑگڑاتا ہے۔

پروردگار! مجھ پر صبر انڈیل دے اور میرے قدموں کو جمادے اور ان کافروں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ○

(البقرہ:۲۵۰)

''اے اللہ تو ہمارے لیے راہِ صبر کشادہ کر دے۔ ہمارے قدموں کو استقامت بخش اور ہمیں کافروں پر فتح ونصرت عطا فرما۔''

اور خدا صبر وثبات کی بے پناہ قوت دے کر وعدہ کرتا ہے، ہم تمہارے پشت پناہ ہیں۔ تم ہماری نگاہوں کے سامنے ہو، ہم ایک لمحے کے لیے تم سے غافل نہیں ہیں۔ ہم نہ تمہیں ضائع ہونے دیں گے اور نہ تمہارا اجر ضائع ہونے دیں گے، تم کھلم کھلا ایک خدا کی دعوت دو۔ شرک کے ہولناک انجام اور جہنم کی عبرتناک تباہی سے اپنی قوم کو بچانے کے لیے جسم وجان کی ساری قوتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا دو، اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ شوق اور درد سے سرشار ایک بے قرار انسان ہے جسے شب وروز ایک ہی دھن ہے ایک ہی غم ہے اور ایک ہی لگن ہے کہ خدا سے بچھڑے ہوئے خدا کے بندے خدا سے مل جائیں۔ اسی غم میں اس کی راتیں کٹتی ہیں، اسی شوق اور دوڑ دھوپ میں اس کے دن بیتتے ہیں۔ گمراہوں کو اپنے خدا سے بیزار اور غافل دیکھ کر اس کا دل روتا ہے اس کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور وہ ایک ایک کے دل میں خدا کا یہ پیغام جمانے اور بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لیے بے چین ہے کہ خدا کے بندو! تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اسی نے تمہا ماں کے پیٹ میں...... تین اندھیروں کے اندر تمہیں پیدا کیا، حسین وجمیل جسم دیا، بے پایاں صلاحیتیں دیں اور اپنی تخلیق کا شاہکار بنا کر تمہیں دنیا میں بھیجا۔ وہی اب بھی تمہاری پرورش کر رہا ہے۔ زمین سے لہلہاتی کھیتیاں وہی اگاتا ہے، آسمان سے پانی وہی برستا ہے، سورج اور چاند کو اسی نے تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے۔ شب وروز کی یہ گردش اسی کے حکم سے ہے۔ اس نے پوری کائنات کو اپنی قدرت سے تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے نہ تمہارے پیدا کرنے میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ زمین وآسمان کے پیدا کرنے میں۔ نہ تمہاری پرورش میں کوئی اس کا معین ومددگار ہے اور نہ اس کائنات کی حکمرانی میں کوئی اس کا شریکِ کار ہے۔ وہ خدا ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ تمہاری بندگی کا تنہا وہی مستحق ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اسی کی اطاعت کرو، اسی سے دعائیں مانگو۔ اسی کے سامنے عاجزی کرو اسی سے مدد چاہو، اسی سے محبت کرو، اسی پر بھروسہ کرو اور اسی سے خوشنودی حاصل کرو۔

آپؐ کی یہ دعوت شب وروز فضا میں گونجتی ہے...... لیکن تھوڑے سے لوگ اس دعوت کو قبول کر کے آپؐ کے ساتھ کام میں لگ جاتے ہیں باقی مکے کے سارے سنگ دل آپؐ کے جانی دشمن بن کر آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو ستانے لگتے ہیں۔ کبھی نماز پڑھتے میں آپؐ کی گردن پر اونٹ کی غلیظ اوج لا کر ڈالتے ہیں، کبھی آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں کبھی آپؐ کو صابی، مجنوں، شاعر اور کاہن کہہ کر دل دُکھاتے ہیں، کبھی آپؐ کے ساتھیوں پر دست درازی کرتے ہیں، کبھی گرم ریت پر لٹا کر اُوپر سے وزنی پتھر رکھ کر ایذا دیتے ہیں، کبھی دہکتے انگاروں پر لٹاتے ہیں اور کبھی زنجیروں اور رسیوں سے باندھ کر مکے کی گلیوں میں گھسیٹتے ہیں، کبھی طائف کے بازاروں میں پتھر برساتے ہیں اور ان سارے حالات میں نبیؐ کے شوقِ ہدایت کا حال یہ ہے کہ آپؐ گڑ گڑا کر ان ظالموں کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ شب وروز ان کے غم میں جان گھلاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ایک ہی دُھن ہے کہ کسی طرح یہ ایمان کی دولت سے محروم نادان، دولت ایمان سے مالا مال ہو جائیں۔خدا کو آپؐ کی اس بیقراری اور سوز و غم پر پیار آتا ہے اور کہتا ہے:۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًاo

(الکہف:٦)

''شاید اس رنج و غم میں آپؐ اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے اگر یہ لوگ اس کلامِ ہدایت پر ایمان نہ لائیں''۔

یہ مختصر سی آیت ایک صاف آئینہ ہے جو رسول ﷺ کی حقیقی تصویر پیش کر رہا ہے اور ہم چشمِ تصور سے دیکھ رہے ہیں کہ ایک بے قرار داعی ہے جس کا شوق، ولولہ، تڑپ، سوز، درد، لگن، اور حوصلہ کسی طرح اس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا، اسے اپنے مقصد سے سچا عشق ہے اور وہ ہر وقت اسی دُھن میں ہے کہ اپنے رب کو خوش کرنے کے لیے بھٹکے ہوئے بندوں کو اس سے ملائے اور وہ اسی شوقِ ہدایت میں گھل کر اپنی جان ہلاک کیے دے رہا ہے کہ خدا کے بندے خدا کے سچے کلام پر ایمان لے آئیں۔

یہ حسین اور دلکش زندگی جس کو چشم تصور سے دیکھ دیکھ کر آپ روحانی سرور و سکون اور ایمان کی تازگی محسوس کر رہے ہیں، یہ حیاتِ رسولؐ کے ایک اہم پہلو ''داعیانہ کردار'' کی ایک دلآویز جھلک ہے۔

داعیانہ اضطراب کے محرّکات پر تفصیلی نظر:

آیئے اب ان عوامل اور محرکات پر ذرا تفصیلی نظر ڈالیں جو اس حسین زندگی کو وجود میں لانے کی بنیاد بنتے ہیں اور اس کے حقیقی جوہر ہیں، یہ محرکات جیسا کہ اوپر معلوم ہوا، بنیادی طور پر چار ہیں:۔

فریضۂ رسالت کا شدید ترین احساس:

اوّلین محرّک جو ہمہ وقت داعی کو تبلیغ حق کے لیے تڑپاتا رہتا ہے وہ اپنے فریضہ کا شدید ترین احساس ہے۔آپ کے غیر معمولی اضطراب و فکر کو دیکھ کر خدا بار بار آپؐ کو تسلی دیتا ہے، اے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ! آپؐ پر یہ ذمہ داری ہرگز نہیں کہ آپؐ کسی کے دل میں ہدایت ڈال دیں آپؐ پر جو کچھ ذمہ داری ہے وہ صرف یہ ہے کہ آپ حق کی دعوت پہنچا دیں۔

اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ.

''(اے نبیؐ) آپؐ کے ذمہ تو صرف دین کو پہنچا دینا ہے۔''

اور آپؐ نے یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا۔اب اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو آپؐ پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں۔اللہ خود ان سے سمجھ لے گا کہ یہ دنیا میں کیا کرتے رہے ہیں اور وہ ہر ایک کے عمل کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دینے والا ہے۔آپؐ کا فریضہ تو صرف اس قدر ہے کہ آپ اُن کو انجامِ بد سے خبردار کردیں اور نیک انجام کی خوش خبری سنا دیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا. (الفرقان:۵۶)

''آپؐ کو ہم نے محض اس لیے بھیجا ہے کہ آپؐ انجامِ نیک کی خوش خبری سنائیں اور انجامِ بد سے ڈرائیں۔''

لیکن ان تمام تسلیوں کے باوجود آپؐ کا حال یہ ہے کہ آپؐ خدا سے بھٹکے ہوئے نادان انسانوں کی ہدایت کے لیے گھلے جاتے ہیں اور آپؐ کے فکر واضطراب میں کوئی کمی نہیں آتی۔گمراہی سے بچانے اور ہدایت کی طرف بلانے کا شوق، تڑپ اور ولولہ اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق جب آپؐ اپنے چچا ابوطالب کو بسترِ مرگ پر دیکھتے ہیں تو احساسِ فرض اور شوقِ ہدایت سے بے تاب ہو کر سوز میں ڈوبی ہوئی دلگیر آواز میں دھیرے سے کہتے ہیں۔''چچا جان! آپ اب بھی کلمۂ توحید پڑھ لیجئے۔میرے کان ہی میں آہستہ سے کہہ دیجئے۔اگر آپ اس وقت بھی کلمۂ توحید کا اقرار کرلیں تو خدا کے حضور میں بھری عدالت میں آپ کے ایمان کی گواہی دوں گا۔''

آخری حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں اونٹنی پر سوار تقریباً ڈیڑھ لاکھ کے عظیم اجتماع کو یقین واذعان اور جوش وجذبے کی پوری قوت سے خدا کے احکام بتاتے اور ہدایتیں دیتے ہیں لیکن ذمہ داری کے احساس کا یہ حال ہے کہ لوگوں سے پوچھتے ہیں۔''کل قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا یا نہیں؟) لوگو! ذرا مجھے جواب دو اس وقت تم کیا کہو گے؟'' مجمع نے ایک آواز ہو کر کہا خدا کے رسولؐ! ہم گواہی دیتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ آپؐ نے رسالت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے کھرے کھوٹے کی خوب خوب نصیحت فرمادی۔" مجمع کی اس اجتماعی شہادت اور فضا کو لرزا دینے والی آواز سے بھی آپؐ کو تسکین نہ ہوئی اور آپؐ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے لوگوں کی طرف جھکائی اور فرمایا (اے خدا! سن تیرے بندے کیا کہتے ہیں) "خدایا تو اپنے بندوں کی گواہی پر گواہ رہنا۔"

پھر فرمایا "خدایا! تو اپنے بندوں کی گواہی پر گواہ رہنا۔" پھر تیسری بار فرمایا "خدا! تو اپنے بندوں کی گواہی پر گواہ رہنا۔ خدایا! یہ صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ میں نے ٹھیک تیرا دین ان کو پہنچا دیا۔"

اور ایک بار آپؐ کو احساسِ فرض نے پھر جھنجھوڑا کہ نہ معلوم امت کے کتنے افراد اب بھی موجود نہ ہوں اور ان تک آپؐ کی بات نہ پہنچے تو آپؐ نے حاضرین کو وصیت فرمائی "جو لوگ یہاں موجود ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں، میری باتیں پہنچا دیں۔"

اور یہ آپؐ کی اس شدّتِ احساس کا طفیل ہے کہ چودہ سو سال سے برابر یہ پیغام ان کروڑوں انسانوں کو برابر پہنچ رہا ہے جو اُس دن عرفات میں موجود نہ تھے۔

ذمہ داری کے شدید ترین احساس کی جو مثال محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی اس سے پہلے نہ آسمان کی آنکھ نے کبھی دیکھی اور نہ اولادِ آدم نے کبھی سنی اور نہ آئندہ اس کی توقع ہے۔

نزع کا عالم ہے، درد کی تکلیف سے مضطرب ہیں، کبھی چادر منہ پر ڈالتے ہیں.........اور کبھی الٹ دیتے ہیں اسی غیر معمولی اضطراب میں حضرت عائشہؓ نے سنا، زبانِ مبارک پر یہ الفاظ ہیں۔

"یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔"

حضرت عائشہؓ کے پاس چند اشرفیاں رکھوائی تھیں، اسی بے چینی کی حالت میں ایک بار فرمایا:

"عائشہؓ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا؟ عائشہؓ! وہ اشرفیاں خدا کی راہ میں خیرات کر دو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضائے الٰہی کا بے پایاں شوق:

داعیانہ تڑپ کا دوسرا زبردست محرّک رضائے الٰہی کا بے پایاں شوق ہے۔ یہ داعیانہ کوششوں کا اصل سرچشمہ ہے اور ایسا زندہ محرّک ہے جسے کبھی فنا نہیں، عمل کے ہزاروں محرک ہو سکتے ہیں لیکن ہر محرک مضمحل ہوسکتا ہے، بے اثر ہوسکتا ہے بلکہ فنا ہوسکتا ہے لیکن خدا کی خوشنودی کا شوق صرف یہی ایک ایسا محرک ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

نبیؐ کی وفات کے وقت جب صحابہ کرامؓ دل شکستہ ہونے لگے اور غم کے ہجوم میں مختلف قسم کی کیفیتیں ان پر طاری ہونے لگیں تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک حقیقت افروز تاریخی خطبہ دیا جو رہتی دنیا تک اسلامی قافلوں کے لیے بانگِ درا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔

اَلا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ.

”اچھی طرح سُن لو! جو کوئی محمد کی بندگی کر رہا تھا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمدؐ اس دنیا سے جا چکے اور جو کوئی خدا کی بندگی کر رہا تھا تو خدا زندہ ہے اور اس کو کبھی موت نہ آئے گی“

ان لفظوں میں آپؓ نے بڑی زبردست حقیقت بیان فرمادی ہے، اسلام نے کسی فانی چیز کو اپنا نصب العین نہیں بنایا ہے، اسلام کا نصب العین خدائے واحد کی خوشنودی ہے یہ وہ ابدی نصب العین ہے جسے کبھی فنا نہیں۔ خدا کو نہ کبھی اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، نہ اس پر کبھی غفلت طاری ہوتی ہے اور نہ بے ہوشی، وہ کسی وقت بھی اپنے بندوں سے غافل نہیں ہوتا۔ ایک ایسے زندۂ جاوید کی رضا کو اپنا نصب العین بنالینے کے بعد آدمی کا جوشِ عمل اور ولولۂ کار اسی وقت سرد پڑ سکتا ہے، جب وہ کسی طرح خود ہی اس نصب العین سے غافل ہوجائے یا خدا کے یقین سے محروم ہوجائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ ، یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ اللَّیْلِ.

”اللہ سوتا نہیں ہے اور نہ سونا اس کی شان ہے۔ وہ اعمال کی ترازو کو اونچا نیچا کرتا رہتا ہے۔ رات کے اعمال دن نکلنے سے پہلے پہلے اس کی جناب میں پیش ہوجاتے ہیں۔ اور اسی حقیقت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک نے دولفظوں میں اس طرح واضح کیا ہے لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ (البقرہ) اسے نہ اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند آتی ہے۔''

طائف والوں کو پیغامِ حق سنانے کے بعد جب آپؐ لہولہان اور غم سے نڈھال واپس ہوئے تو راہ میں آپؐ نے خدا سے دُعا کی، اس دُعا کو پڑھیے، اس کے ایک ایک لفظ سے یہ حقیقت ٹپکی پڑتی ہے کہ رسولِ خداؐ کے دل میں ایک ہی شوق سمایا ہوا ہے کہ مجھ سے میرا پروردگار خوش ہو جائے، اس کی رضا حاصل ہو تو سب کچھ گوارا ہے، اگر پروردگار راضی ہے تو نہ کسی دکھ اور تکلیف کی شکایت ہے اور نہ کسی کے ظلم اور زیادتی کی پروا ہے۔ آپؐ اپنے خدا سے فریاد کرتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ يَاارْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّيْ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَهَجَّمُنِيْ اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ عَلَيَّ غَضَبُكَ فَلَا اُبَالِيْ وَلٰكِنَّ عَافِيَتُكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ يُّنَزِّلَ بِيْ غَضَبُكَ اَوْيَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ (طبری ابن ہشام، ج۲ص۶۲)

''اے اللہ! میں تجھی سے اپنی بے بسی اور بے چارگی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں، اے ارحم الرحمین! تو سارے ہی کمزوروں کا رب ہے، اور تو ہی میرا بھی رب ہے..........تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے۔ کیا کسی بے گانے کے حوالے جو میرے ساتھ درشتی اور سختی سے پیش آئے۔ یا کسی دشمن کے حوالے، جو مجھ پر قابو پالے۔ اگر تو مجھ سے خفا نہیں ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پروا نہیں ہے، مگر پھر بھی اگر تیری طرف سے مجھے عافیت مل جائے تو میرے لیے اس میں زیادہ کشادگی ہے۔ میں پناہ چاہتا ہوں تیری ذات کے نور کی جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے معاملات سُدھر جاتے ہیں، اس سے مجھے بچالے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو، یا میں تیرے عتاب کا مستحق بنوں۔ میں تیری ناراضی دور کرنے میں لگا رہوں یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ خدایا! تیرے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت وقوت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کا سچا درد:

خدا کی خوشنودی کو نصب العین قرار دینے والا کبھی خدا کے بندوں سے بے تعلق نہیں ہو سکتا۔ رضائے الٰہی کی طلب اور بندگانِ خدا سے محبت یہ ایک ہی کردار کے دو پہلو ہیں، بندگانِ خدا سے بے پایاں محبت اور انسانیت کے سچے درد کا جو بے مثال اسوہ نبیؐ نے چھوڑا وہ رہتی زندگی تک داعیانِ حق کے لیے مشعلِ راہ ہے گمراہ بندوں کے غم میں گھلنا ان کی گمراہیوں پر کڑھنا اور ان کو خدا کے غضب اور جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے تڑپنا اور ان کی ہدایت کے لیے غیر معمولی حریص ہونا داعیٔ اعظمؐ کی داعیانہ زندگی کے وہ جوہر ہیں جن کی ایک رمق بھی امت کو مل جائے تو دن کا سکون اور رات کا آرام حرام ہو جائے۔

ایک بار حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ یا رسولؐ اللہ! آپؐ کی زندگی میں اُحد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن گزرا ہے؟ فرمایا ''عائشہؓ! تمہاری قوم قریش سے مجھے بہت بہت تکلیفیں پہنچیں لیکن عقبہ کا دن میری زندگی کا سب سے زیادہ سخت دن تھا۔''

دعوتِ اسلامی کے ساتھ مکہ والوں کا پیہم ظالمانہ سلوک اور مسلسل انکار کا رویہ دیکھ کر جب آپؐ دل شکستہ اور مایوس ہو گئے تو آپؐ طائف والوں کو خدا کا پیغام پہنچانے کے لیے تشریف لے گئے شاید کہ وہاں حق کا بیج جڑ پکڑے اور طائف والوں کے دل دعوتِ حق کو قبول کرنے کے لیے جھکیں، وہاں پہنچ کر آپؐ نے حق کی دعوت پیش کی مگر ان بدنصیبوں نے اس کی قدر نہ کی اور وہاں کے سردار عبد یا لیل نے غنڈوں اور اوباش لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا، ان سنگ دلوں نے پیغام رحمت کے جواب میں رحمت عالمؐ پر پتھر برسائے۔ آپؐ لہولہان ہو گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو آپؐ اٹھے اور غم سے نڈھال اسی پریشانی میں وہاں سے روانہ ہوئے جب قرن الثعالب میں پہنچے تو کچھ غم ہلکا ہوا۔

آپؐ کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی تو دیکھا کہ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کو پکارا۔ یا رسول اللہ! آپ کی قوم نے رحمت کے پیغام کا جو جواب دیا اور جو سلوک آپؐ کے ساتھ کیا خدا نے سب سنا اور دیکھا اور خدا نے ان سنگ دلوں پر غضبناک ہو کر یہ پہاڑوں کا نظم سنبھالنے والا فرشتہ آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپؐ جو چاہیں اس کو حکم دیں'' اور پہاڑوں کے فرشتہ نے رسولؐ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارا، سلام کیا اور پھر بولا ''اے محمد ﷺ! ان سنگ دلوں نے پیغامِ حق کا جو جواب دیا اور جو کچھ آپؐ سے کہا اور جو ظالمانہ برتاؤ آپؐ کے ساتھ کیا سب خدا نے دیکھا اور سنا، میں پہاڑوں کے انتظام پر مامور ہوں۔ آپؐ فرمائیں تو میں ابوقبیس اور جبلِ احمر کو آپس میں ٹکرا دوں کہ یہ بد بخت ان کے بیچ میں پس کر اپنے انجام کو پہنچ جائیں۔''

رحمتِ عالمؐ نے یہ سن کر جواب دیا۔ ''نہیں مجھے اپنی قوم میں پیغامِ حق پہنچانے کا موقع دو، ہو سکتا ہے کہ اللہ ان ہی کے قلوب ہدایت کے لیے کھول دے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو ہدایت قبول کر لیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم لوگ رسولؐ اللہ کے ساتھ سفر جہاد پر جا رہے تھے۔ کچھ لوگوں کے پاس ہمارا گزر ہوا۔ رسولؐ اللہ نے ان سے پوچھا۔ تم لوگ کون ہو؟ وہ بولے۔ ہم مسلمان ہیں، وہاں ایک عورت کھانا پکا رہی تھی اور ایندھن ڈال ڈال کر آگ بھڑکا رہی تھی جب آگ کی لپٹ تیز ہوتی تو وہ اپنے بچے کو آگ سے بچانے کے لیے دُور ہٹا لیتی۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آئی اور بولی ''کیا آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں؟'' آپؐ نے فرمایا ''بیشک میں خدا کا رسولؐ ہوں'' عورت نے کہا ''کیا خدا ارحم الراحمین نہیں ہے؟'' آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں وہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ پھر بولی ''کیا خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی ماں اپنے بچوں پر ہوتی ہے؟'' آپؐ نے جذبے کے ساتھ فرمایا ''بے شک خدا اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے جتنی کہ ایک ماں اپنے جگر کے ٹکڑوں پر ہو سکتی ہے، یہ سن کر عورت نے کہا۔ ''یا رسولؐ اللہ! ماں تو کبھی اپنے بچے کو آگ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی۔'' یہ سنتے ہی رحمتِ عالمؐ نے سر جھکا لیا...... کچھ دیر کے بعد آپؐ نے سر اٹھایا اور یقین میں ڈوبی ہوئی آواز میں فرمایا: ''خدا ہرگز کسی کو عذاب میں نہیں ڈالے گا مگر جو سرکش اور متکبر بن کر اس کی توحید کا انکار کر دے۔''

مکی زندگی میں آپؐ کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کو شہر سے نکال دو۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کو قتل کر دو، ان ہی دنوں ایک ہوشربا قحط نے مکہ کو آ گھیرا...... ایسا قحط کہ قریش کے لوگ پتے اور چھال کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بچے بھوک سے بلبلاتے اور بڑے ان کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ جاتے۔

آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں کو جن کے پہنچائے ہوئے زخم ابھی بالکل تازہ تھے، اپنی دلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی کا پیغام بھیجا، اور ابوسفیان اور صفوان کے پاس پانچ سو دینار بھیج کر یہ کہلوایا کہ یہ دینار قحط کے مارے ہوئے مصیبت زدہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

فلاحِ آخرت کی غیر معمولی فکر:

داعیانہ جذبہ میں جان ڈالنے والا اور اس کو ثبات بخشنے والا اہم ترین محرّک فلاحِ آخرت کی غیر معمولی فکر ہے۔ یہی انسان کا سب سے اہم مسئلہ ہے، یہی اسلام کی جان ہے اسی کی خاطر خدا نے کتابیں نازل فرمائیں اور اسی کی خاطر رسولؑ بھیجے۔ اور یہی غیر معمولی فکر نبیؐ کو ہر وقت بے قرار رکھتی تھی۔ یہ حقیقت سورج سے زیادہ روشن اور موت سے زیادہ یقینی ہے۔

آخرت کی فلاح کا جو تصوّر اسلام نے دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جہنم کے ہولناک عذاب سے نجات پا جائے اور جنت کی بے بہا نعمت و سکون سے سرفراز ہو۔

مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ط وَذَالِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ٥ (الانعام:١٦)

''جس کسی سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر خدا کا رحم ہو گیا اور یہ ایک کھلی کامیابی ہے''

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران:١٨٥)

''جو کوئی آتشِ دوزخ سے بچا لیا گیا اور بہشت میں داخل کر دیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا''۔

زندگی کی منزل بہر حال آخرت ہے یقین کرنے والوں کے لیے بھی اور یقین نہ کرنے والوں کے لیے بھی اور انسان چار و ناچار اس منزل سے قریب تر ہو رہا ہے آخرت میں انسانی زندگی بالیقین دو انجاموں سے دو چار ہوگی، یا دائمی سُکھ ہوگا یا دائمی دکھ، خدا کی رضا ہوگی یا خدا کا غضب، اس حقیقت پر یقین رکھنے والا اور اس فلاح کی فکر کرنے والا یہ کیسے گوارا کر سکے گا کہ اس جیسے گوشت پوست کے دکھ سُکھ کا احساس رکھنے والے انسان اس فلاح سے محروم رہیں اور ہمیشہ کی تباہی مول لیں جب کہ انہی انسانوں میں اس کی عزیز ترین اولاد بھی ہے محبوب ترین بیوی بھی ہے۔ شفقت کرنے والے ماں باپ بھی ہیں۔ سہارا دینے والے اہلِ خاندان بھی ہیں، شہر اور ملک کے وہ لوگ بھی ہیں جن کے ساتھ مل کر اس نے زندگی گزاری، جن سے اس کا انسانی رشتہ ہے اور جو اسی کی طرح جان رکھتے اور تکلیف و راحت کا احساس کرتے ہیں۔

یہ چار جوہر یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) فریضۂ رسالت کا شدید ترین احساس (۲) رضائے الٰہی کا بے پایاں شوق
(۳) انسانیت کا سچا درد (۴) فلاحِ آخرت کی غیر معمولی فکر۔

نبیؐ کی داعیانہ زندگی کو انتہائی حسین و دلکش بناتے ہیں اور وہ داعیانہ تڑپ اور اضطراب پیدا کرتے ہیں جس پر سکون واطمینان کی ساری متاع قربان ہے لیکن نبیؐ کی یہ جمود نا آشنا اور جوشِ عمل سے بیتاب زندگی بے ہنگم اور منتشر نہ تھی بلکہ انتہائی مرتب، منظم اور سوچی سمجھی تھی۔ آپؐ محض جوشِ عمل کے پیکر ہی نہ تھے بلکہ انتہائی ہوش مند، حکیم اور مفکر و مدبر بھی تھے۔

نبیؐ کے داعیانہ اوصاف:

ان چار بنیادی جوہروں کی بدولت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا داعیانہ کردار ایک طرف غیر معمولی جوش واضطراب اور سوز وگداز کا آئینہ دار تھا اور دوسری طرف ہوش وحکمت تدبّر و تنظیم کے کچھ ایسے نمایاں اوصاف سے بھی آراستہ تھا جو اخلاصِ عمل، حکمتِ تبلیغ، حسنِ تدبیر اور سلیقے کا اعلیٰ نمونہ تھے ان اوصاف کو ہم داعیانہ اوصاف کہتے ہیں۔ یہ اوصاف سات عنوانوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔

(۱) داعی الی اللہ (۲) کامل نمونہ (۳) حکمت وسلیقہ (۴) اجتماعی جدوجہد
(۵) صبر وثبات (۶) قربانی اور جاں نثاری (۷) استعانت واستغفار

داعی الی اللہ:

نبیؐ کے داعیانہ کردار کا اوّلین امتیاز یہ تھا کہ آپؐ داعی الی اللہ تھے یعنی صرف اللہ کی طرف دعوت دینا ہی آپ کا مقصودِ حیات تھا خدا کے سوا کسی اور کی طرف بلانا کبھی کسی مرحلے میں بھی آپؐ کا مقصود نہیں رہا۔ زندگی بھر آپ خدا کے بندوں کو خدا کی بندگی کی طرف بلاتے رہے اور اس کا مخلص بندہ بن کر زندگی گزارنے کی تلقین کرتے رہے،

خدا کا ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا o وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ (الاحزاب: ۴۵-۴۶)

''اے نبیؐ ہم نے آپؐ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر“

اس آیت میں نبیؐ کا منصب ہی یہ بتایا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس منصب پر خدا کے اِذن سے وہ مامور ہوتا ہے۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوڑ دھوپ کا اصل مقصود جو خدا کی رضا کو بنا رکھا ہے اور ہر مقصد سے رُخ پھیر کر صرف خدا ہی کی طرف بندگان خدا کو بلا رہا ہے تو یہ نصب العین اس نے اپنے لیے خود متعین نہیں کرلیا ہے بلکہ خدا نے ہی نبیؐ کو اس منصب پر مامور کیا ہے اور اسی کا یہ حکم ہے کہ نبیؐ خدا کے بندوں کو خدا کی طرف دعوت دے۔

نبیؐ کی زندگی کا مطالعہ کیجئے تو یقین بڑھتا جائے گا کہ خدا کے داعی کو صرف داعی الی اللہ ہی ہونا چاہیے۔ نبیؐ زندگی بھر خدا کے بندوں کو خدا ہی کی طرف بلاتے رہے، وطن، قوم، نسل، زبان یا کوئی فرقہ و جماعت، یا کوئی خاندانی اور قبیلہ ہرگز نبیؐ کا مقصود نہیں ہوتا، آپؐ نے ان میں سے کسی چیز کی طرف کبھی کسی کو نہیں بلایا آپؐ کبھی کسی مرحلے میں بھی داعی الی القوم داعی الی الوطن یا داعی الی الجماعۃ وغیرہ نہیں رہے، نہ کبھی محض دنیوی اقتدار، قومی ترقی، ملکی خوشحالی اور مادّی برتری آپ کا نصب العین رہا ہے، بلاشبہ یہ چیزیں اگر دین کی خاطر ہوں، تو نہ صرف یہ کہ قابل نفرت نہیں ہیں بلکہ محمود ہیں اور مومن ان کے لیے بھی جدوجہد کرتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا داعی کبھی یہ دعوت لے کر نہیں اٹھتا کہ آپ دنیوی ترقیاں حاصل کریں اور محض سیاسی غلبہ حاصل کریں، یہ چیزیں مومن کا نصب العین ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ قریش نے خدا کے داعی سے درخواست کی کہ آپؐ ایک خدا کی طرف دعوت دینے کی بات چھوڑ دیں اور آپؐ چاہیں تو ہم آپؐ کو اپنی سرداری اور بادشاہت دے دیں، لیکن آپؐ نے فرمایا مجھے بادشاہت اور سرداری نہیں چاہیے اگر تم میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج بھی لاکر رکھ دو تو میں اس کام سے باز نہیں آسکتا۔

آپؐ کے دل کی گہرائیوں میں یہ یقین پیوست تھا کہ خدا کے بندوں کا نصب العین اگر کوئی ہوسکتا ہے تو صرف یہ کہ وہ خدا سے بچھڑے ہوئے بندوں کو خدا کی طرف بلائیں، اُس کا فرمانبردار اور اطاعت گزار بنائیں اور انہیں صرف خدا کی رضا کے لیے جینا اور مرنا سکھائیں۔

تمام خزانوں کا مالک، تمام بھلائیوں کا سرچشمہ، اور اقتدار کا مرکز صرف خدا ہے، لہٰذا خدا کے بندے، بندے بن کر اور اس کی بندگی بجالا کر ہی زندگی کی عظمت اور حقیقی سکون و اطمینان سے بہرہ ور ہوسکتے ہیں۔ آپؐ کی ۲۳ سالہ پیغمبرانہ زندگی شاہد ہے کہ یہی یقین آپؐ کی داعیانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کا امتیازی جوہر تھا۔ اور یہی وہ بنیادی وصف تھا کہ خدا نے آپ کو تمام عالم کا ہادی و رہنما بنایا اور آج بھی دکھی انسانیت اگر سکھ پا سکتی ہے تو صرف اسی کلمۂ توحید کے آفاق گیر سائے میں۔

زندگی سے فیضیاب ہونے اور دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہونے کی راہ صرف یہ ہے کہ خدا کے بندے خدا پرستی کی بنیاد پر اپنی زندگی کی تعمیر کریں اور صرف اسی کی رضا کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ یہی ایک یقینی مرکز ہے جس پر پوری انسانیت کو متحد کیا جا سکتا ہے اور اسی مرکز پر جمع ہو کر انسانیت سکون پا سکتی ہے۔

وطن، قوم، نسل، قبیلہ، زبان، کلچر، کسی بھی چیز کا یہ مقام نہیں کہ وہ مسلمان کا نصب العین بن سکے۔ ان چیزوں کا تو خیر سوال ہی کیا۔ نبی کی زندگی تو یہ سبق دیتی ہے کہ ایمان لانے والوں کا نصب العین خود اسلامی جماعت بھی نہیں ہے۔ جماعت بھی اصل مقصد کو حاصل کرنے کا ایک لازمی ذریعہ ہے۔ بجائے خود کوئی مقصود ہرگز نہیں۔

خدا کے بندے خدا کے بندے بن کر ہی خدا کی زمین میں زندگی کی قدر و عظمت جان سکتے ہیں اور دنیا اور اس کے سارے وسائل کو اپنی زندگی کی حقیقی تعمیر میں لگا کر فلاح یاب ہو سکتے ہیں۔ نبی کی زندگی اسی فکر و عمل کی زندۂ جاوید مثال ہے۔ عرب کی سرزمین میں آپؐ کے اس اعلان کی گونج اب بھی ہر سال سنی جا سکتی ہے۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. (الانعام:۱۶۲)

”میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میری زندگی اور موت، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اس کے حضور سرِ اطاعت خم کرنے والوں میں سے ہوں۔

کامل نمونہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل خود آپؐ کی زندگی ہے، آپؐ اپنی دعوت کا کامل نمونہ تھے، جو کچھ دوسروں کو بتاتے خود اس پر عمل کر کے دکھاتے، اور اپنی عملی زندگی سے اپنے پیغام کے حق ہونے کی گواہی دیتے، لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تو خود سب سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اسلام کا اعلان کرتے۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ٥ ”اور میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔“

داعی اپنی دعوت کا کامل نمونہ اسی وقت بن سکتا ہے جب اس کو اپنی دعوت پر یقینِ کامل حاصل ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثال یقین کی دولت حاصل تھی، اس لیے آپ ہر لالچ، خوف، مصیبت اور آزمائش سے بے نیاز ہو کر اس جرأت ویقین کے ساتھ اپنی دعوت پیش کرتے کہ سننے والے مسحود ہو جاتے اور ان کے دل گواہی دیتے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا، بات آپؐ کے دل سے نکلتی اس لیے ان کے دل پر اثر کرتی اور جب وہ آپؐ کو دیکھتے کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر آپ کا عمل بھی گواہ ہے تو قبولِ حق کے لیے اُن کے دل کھل جاتے۔

آپ کی نجی زندگی، آپؐ کی گھریلو زندگی، آپؐ کی سماجی زندگی اور آپؐ کے معاملات سب گواہ تھے کہ آپؐ اپنی تعلیمات میں سچے ہیں، آپؐ دوسروں سے جو کچھ مطالبہ کرتے ہیں اس سے زیادہ خود عمل کرتے ہیں......... ۲۳ سالہ مبارک زندگی میں لوگوں نے طرح طرح کے اعتراضات کیے، بھانت بھانت کے الزامات لگائے، لیکن اس طویل مدّت میں کسی ایک زبان سے بھی یہ اعتراض نہیں سنا گیا کہ آپؐ جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں......... قول وعمل کی اس مطابقت ہی کی برکت تھی کہ لوگ بے اختیار آپؐ کی طرف کھنچتے اور جو بھی قریب آتا وہ آپؐ کی مبارک زندگی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا، اِلّا یہ کہ اس نے اپنی فطرت ہی مسخ کر لی ہو۔ یہی صورتِ حال دیکھ کر مکہ کے مشرکین آپؐ کو کاہن، جادوگر اور شاعر جیسے القاب سے یاد کرتے اور اپنی قوم کے لوگوں کو آپؐ کے قریب آنے اور آپؐ کی باتیں سننے سے روکتے۔ ان کو بجا طور پر یہ خدشہ ہوتا کہ جو بھی قریب جائے گا وہ اس شمع کا پروانہ بن کر اسی کے گرد طواف کرنے میں مگن ہو جائے گا اور پھر نہ لوٹ سکے گا۔

آپؐ نے خدا کے بندوں کو خدا کی عبادت کی طرف بلایا تو خود عبادت کی وہ اونچی مثال قائم کی جس کی کامل اتباع بھی کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ آپؐ رات رات بھر خدا کے حضور کھڑے رہتے، پیروں میں ورم آجاتا، جاں نثار کہتے۔ حضورؐ! خدا نے آپؐ کی اگلی پچھلی ساری لغزشیں معاف فرما دی ہیں پھر آپؐ کیوں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں؟ تو آپؐ جواب دیتے۔
اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا تو کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر شکر گزار بندہ بننے کی کیسی تڑپ تھی۔

آپؐ کی عظمت کا راز ہی یہ ہے کہ آپؐ نے خدا کے بندوں کے سامنے زبان سے جو کچھ کہا، اس پر ایسا عمل کیا کہ خدا نے رہتی زندگی تک کے لیے امت کو ہدایت فرمائی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط (الاحزاب: ۲۱)

''حقیقت یہ ہے کہ تم لوگوں کے لیے رسول اللہ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔''

خدا کی رضا اور آخرت کی کامرانی حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ آپؐ کی زندگی کو اسوۂ حسنہ بنایا جائے اور اس کی کامل پیروی کی جائے۔ خدا نے قرآن میں بندوں کے لیے جو دین اتارا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کر کے امت کو بتادیا کہ تمہیں اس طرح عمل کرنا ہے۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ امت کے سب سے بہتر گروہ نے آپؐ کی اتباع اور پیروی کا حق ادا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ کے دور کو سب سے بہتر دور قرار دیا ہے۔ اور امت کو وصیت فرمائی ہے کہ ''میرے صحابہؓ ''روشن ستارے'' ہیں، ان میں سے جس کے نقش قدم پر بھی چلو گے ہدایت یاب ہو گے'' یہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس حقیقت کی گواہی ہے کہ رسولؐ کے ساتھی اور آپؐ کے بعد اسلام کی دعوت دینے والا یہ بہترین گروہ اپنی دعوت کا کامل نمونہ تھا اور ان کی زندگیاں اسلام کی سچی تصویر تھیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب لوگ آپؐ کو اور آپؐ کے پاکیزہ ساتھیوں کو دیکھتے تو ان پر اسلام کی حقیقت کھل جاتی۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ دین حق کو اپنانے سے کیسا کردار بنتا ہے، کیسی قابلِ رشک خانگی زندگی بنتی ہے، کیسا اعلیٰ سماج بنتا ہے، اور کیسا مثالی نظام تہذیب وتمدن وجود میں آتا ہے۔ جس میں عدل ہے، مساوات ہے، باہمی ہمدردی اور خیر خواہی ہے، خلوص ومحبت ہے، تعاون اور سلوک ہے، سکون واطمینان ہے، اور کسی کے دل میں کسی کے لیے کوئی کپٹ نہیں کسی کے لیے کسی کے دل میں کوئی نفرت نہیں، نہ کسی کا استحصال ہے اور نہ کسی کی تحقیر وتذلیل، تو ان کے دل پکار اٹھتے کہ یہ لوگ جھوٹے نہیں ہو سکتے اور یقیناً ان کا دین سچا ہے اور یہ بھی قول وعمل کے اتحاد اور اسلام کی کامل اتباع ہی کا نتیجہ تھا کہ ۲۳ سال کی مختصر مدّت میں تاریخ کا وہ بے مثال تہذیبی انقلاب آیا جس پر انسانیت رہتی زندگی تک فخر کرتی رہے گی اور تین تہائی عرب نے اس عظیم رسولؐ کی پیروی کو اپنے لیے سعادت سمجھا جو اپنے پیش کیے ہوئے دین کا کامل نمونہ تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت وسلیقہ:

دنیا کے ہر کام کے لیے حکمت وسلیقہ ایک اہم ضرورت ہے، لیکن دعوت وتبلیغ کے لیے حکمت وسلیقے کی اہمیت یہ ہے کہ خدا نے خود اس کا حکم دیا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ ط (النحل:۱۲۵)

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت وسلیقہ کے ساتھ دعوت دیجیے۔''

اور یہ حقیقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت وتبلیغ میں حکمت وسلیقہ کا جو اہتمام فرمایا وہ خاتم نبوتؐ ہی کا حق ہے۔ بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ اگر آپ یہ جاننا اور سمجھنا چاہیں کہ قرآن کی اس ہدایت کا منشا کیا ہے اور حکمت کا مفہوم کیا ہے تو اس کا ایک ہی صحیح اور یقینی طریقہ ہے، کہ داعیٔ اعظم نے، دعوت وتبلیغ کا فریضہ جس طرح انجام دیا، وہی حکمت ہے۔ دعوت وتبلیغ کی حکمت کو پانے کا ایک ہی اطمینان بخش ذریعہ ہے کہ آپؐ کی دعوتی زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے اور بار بار مطالعہ کیا جائے۔ آپؐ کی دعوتی زندگی ہی حکمت کی صحیح تفسیر ہے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی سے بے نیاز ہو کر حکمت کی ہر تفسیر، حکمت نہیں ضلالت اور گمراہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی دعوت وتبلیغ کا جو فریضہ انجام دیا خدا کی نگرانی، حفاظت اور رہنمائی میں انجام دیا۔ خدا نے ہر طرح کی لغزش اور خطا سے آپؐ کو محفوظ رکھا، اور آپؐ نے خدا کی منشا اور ہدایت کے مطابق اس فریضہ کو انجام دیا، اور اس سلسلے میں اعلیٰ ترین حکمت اور سلیقہ کا حق ادا کیا۔

حضورؐ کی دعوتی زندگی پر جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو دعوت وتبلیغ کے فریضے کے تقدس اور عظمت کا پورا پورا احساس تھا۔ آپؐ انسانی نفسیات کا بھی لحاظ فرماتے، مخاطب کے جذبات واحساسات کا بھی خیال رکھتے، موقع ومحل کو بھی نگاہ میں رکھتے، اور یہ بات بھی پیش نظر رہتی کہ کس سے کیا کہنا ہے، کس انداز میں کہنا ہے، کس رُخ سے کہنا ہے۔ آپؐ خیال رکھتے کہ مخاطب میں بیزاری اور اکتاہٹ نہ پیدا ہو، دعوت سے بے پروائی اور اس کی تحقیر کا جذبہ نہ ابھرے، وہ اسے اپنی سب سے قیمتی دولت اور سب سے اہم ضرورت سمجھ کر قبول کرے، اور اسے اپنی ہی چیز تصور کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر صحابۂ کرامؓ نے ایک موقع پر دریافت کیا ”یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟“
”سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ.“ ”یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔“

جواب کا یہ انداز کس قدر حکیمانہ ہے، یہ جواب سن کر پوچھنے والوں میں اس سنت کو قبول کرنے کے جذبات کس طرح ابھرے ہوں گے اور کس طرح قربانی کو اپنے باپ دادا کی سنت سمجھ کر انہوں نے دل کی رغبت سے ادا کیا ہوگا..... آپ اس کا جواب یہ بھی دے سکتے تھے کہ یہ خدا کا حکم ہے، یا خدا کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت ہے، یا کچھ اور لیکن آپ نے مخاطب کی نفسیات اور جذبات کا جس طرح لحاظ رکھا اور حکمِ خداوندی کے لیے قبولیت کی فضا پیدا کرنے کی غرض سے جو اندازِ بیان اختیار کیا، حکمت کے لحاظ سے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

خدا نے آپؐ کو حکم دیا کہ اہلِ کتاب یہود کے سامنے توحید اور اس کے تقاضے پیش کیجئے کہ یہی ہمارے تمہارے درمیان متفقہ بنیاد ہے، ہم بھی اسے مانتے ہیں، تم بھی اسے ماننے کا دعویٰ کرتے ہو تو آؤ اس کے تقاضوں پر غور کریں اور ان کو پورا کریں، خدا کا ارشاد ہے:۔

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ. (آل عمران ۶۴)

”کہیے، اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے..... یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔“

اس ہدایت سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مخالفین سے گفتگو میں متفقہ بنیادوں کو سامنے رکھا جائے، اور اختلافی موضوعات کو چھیڑنے کے بجائے متفقہ بنیادوں کے تقاضے واضح کیے جائیں، تاکہ وہ اس سے بدکنے کے بجائے قریب آئیں، اور اس طرح دعوت کے لیے ان کے دل کھلیں۔ اور رسولِ برحق نے اپنی دعوت میں اس حکمت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا۔

☆ حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے آپؐ نے ہدایت فرمائی تھی۔

”تم دونوں دین کو لوگوں کے لیے آسان بنانا، مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا، ایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں اور دور بھاگیں۔“ (جمع الفوائد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کو آسان بنانے کا مطلب یہ ہے کہ دین کی دعوت اس طرح پیش کی جائے کہ مخاطب کو دین اپنانا اور اس پر عمل کرنا آسان محسوس ہو، دین کو اس انداز سے سامنے نہ لایا جائے کہ سننے والوں کی ہمتیں جواب دینے لگیں اور وہ کچھ اس طرح سوچنے لگیں کہ ایسے دین کو قبول کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔

☆ ایک بار کسی بدنصیب نے داعیٔ اعظم کی شان میں گستاخی کی اور کچھ نامناسب الفاظ استعمال کیے۔اس پر صحابۂ کرامؓ کی حالت غیر ہوگئی.............ممکن تھا کہ غصہ سے بے قابو ہو کر لوگ اس گستاخ کو قتل کر ڈالتے، آپؐ نے حالات کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے لوگوں کو جس انداز سے داعیانہ حکمت کا سبق دیا وہ ہمیشہ نگاہ میں رکھنے کے لائق ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''میری اور اس شخص کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بدک گئی اور رسّی تڑوا کر بھاگ کھڑی ہوئی لوگوں نے اس کا پیچھا کیا، اور طاقت وتشدد کے ذریعے اس پر قابو پانا چاہا......ان کی ان کوششوں کے نتیجے میں وہ کچھ اور بھڑک گئی اور ہزار جتن کے باوجود کسی طرح قابو میں نہ آسکی،

اونٹنی کے مالک نے لوگوں سے کہا، تم ہٹ جاؤ، میں خود ہی اسے قبضے میں کرلوں گا، میں بہت اچھی تدبیر جانتا ہوں، مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ کس طرح قابو میں آئے گی۔اب اس نے اونٹنی کا پیچھا نہیں کیا، بلکہ اونٹی کے آگے سے آیا، زمین سے کچھ گھاس لی، اور پیار سے چمکار کر اس کی طرف بڑھا، اونٹنی اس کے پاس آگئی اور بیٹھ گئی۔اس نے اونٹنی پر کجاوہ باندھا اور اطمینان سے اس پر سوار ہو گیا۔''

☆ مشہور، صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہر پنجشنبہ کو پابندی کے ساتھ وعظ وتلقین کیا کرتے تھے۔ان سے کسی نے گزارش کی، اے ابوعبدالرحمٰن! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ وعظ ونصیحت کا یہ پروگرام روزانہ رکھیں۔عبداللہ بن مسعودؓ نے اس شخص سے کہا ''روزانہ تقریر و وعظ کا یہ پروگرام رکھنے سے جو چیز میرے لیے مانع بن رہی ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگ کہیں اس سے اکتا نہ جائیں اور مجھے یہ ہرگز گوارا نہیں کہ آپ لوگ دین کی دعوت سے اکتا جائیں، میں اسی طرح وقفہ وقفہ سے تمہیں نصیحت وتلقین کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناغہ دے کر نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ اُکتا نہ جائیں۔'' (بخاری، مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل دین ہی انسان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، یہ سرمایہ یونہی اندھا دھند بکھیرنے اور ہوا کے رُخ پر اُڑانے کے لیے نہیں ہے، داعی کا فرض ہے کہ وہ اپنی دعوت کے تقدس اور عظمت کا پورا پورا احساس رکھے، اس کے لیے مناسب زمین کا انتخاب کرے، موزوں حالات اور اچھے موسم کا لحاظ کرے، اور یونہی دانے بکھیر کر غافل نہ ہو جائے بلکہ ان قیمتی دانوں کی باقاعدہ کاشت کرے، ان کی آبیاری اور پرورش و پرداخت اور نگرانی کا مناسب بندوبست کرے ہر طبقے، ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی فکری رسائی، ذہنی کیفیت، استعداد وصلاحیت، سماجی حیثیت اور رجحان ومیلان کا لحاظ رکھے، اور اس بات کو بھی نگاہ میں رکھے کہ مخاطب میں جب قبولیت کا رجحان اور جذبات پیدا ہوتے نظر آئیں اس وقت انتہائی سوز اور اہمیت کے ساتھ اپنی بات رکھے۔ اور اپنی دعوت مخاطب کے دل میں اتارنے کی کوشش کرے۔

☆ حضرت عکرمہؓ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے ارشاد فرمایا ''ہفتہ میں صرف ایک بار وعظ وتلقین کا پروگرام رکھو زیادہ کرو تو دو دن رکھ لو، اور تین بار سے زیادہ تو ہرگز نہ رکھو...... دیکھو اس قرآن سے لوگوں میں بیزاری نہ پیدا کرو۔ ایسا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس دین کی دعوت دینے کے لیے پہنچو، اس وقت وہ اپنے کسی کام میں لگے ہوئے ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کردو۔ اور ان کی بات کاٹ کر اپنی بات کہنے لگو۔ اگر تم ایسا کروگے تو اُن کو دین کی دعوت سے دور کردوگے...... صحیح بات یہ ہے کہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو۔ اور جب خود ان کے اندر دین کی طلب دیکھو اور وہ تم سے خود مطالبہ کریں تو اس وقت اپنی بات کہو، اور دیکھو تقریر میں قافیہ آرائی اور عبارت سازی اور شاعرانہ انداز اختیار کرنے سے بچو، کیونکہ میں نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ وہ بناوٹ اور عبارت آرائی سے بہت دور رہتے تھے۔ (بخاری)

☆ حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو ناپسندیدہ بات کرتے دیکھتے تو بہت کم ایسا ہوتا، کہ آپؐ اسے براہِ راست منہ در منہ ٹوکتے...... ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا، اس کے کپڑوں پر کچھ پیلے پیلے دھبے تھے، جب وہ آدمی اٹھ کر گیا تو آپؐ نے فرمایا ''اگر یہ شخص اپنے کپڑے بدل لیتا، یا ان دھبوں کو صاف کرلیتا تو کتنا اچھا ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام سرخسیؒ نے مبسوط میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے، جس میں حضورؐ نے فرمایا:۔

''دیکھو ایسا ڈھنگ نہ اختیار کرنا کہ اللہ کے بندے اللہ کی بندگی سے نفرت کرنے لگیں۔''

یعنی داعیانِ حق دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں کوئی ایسا غیر حکیمانہ اور بھونڈا انداز ہرگز نہ اختیار کریں کہ لوگوں کو اپنے رب کی راہ پر چلنے اور دین کو اپنانے ہی سے نفرت ہونے لگے۔

ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو نگاہ کی حفاظت، راہ خدا میں پہرہ دینے کی عظمت اور خوفِ خدا میں رونے کی اہمیت وفضیلت کی طرف متوجہ فرمایا اور ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لیے آپؐ نے ایسا حکیمانہ انداز اختیار فرمایا جو داعیانہ حکمت کی اعلیٰ مثال ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔

''قیامت کے روز ہر آنکھ روئے گی۔ سوائے اس آنکھ کے جس نے کسی حرام چیز پر نگاہ نہ ڈالی، اور سوائے اس مجاہد کی آنکھ کے جو پہرہ دینے کے لیے جاگتی رہی ہو، اور وہ آنکھ قیامت کے روز نہ روئے گی جس سے دنیا میں خوف خدا کی وجہ سے کسی وقت آنسو نکلا ہو چاہے وہ مکھی کے سر کے برابر حقیر اور چھوٹا ہو۔''

اجتماعی جدوجہد:

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی اشاعت واقامت کے لیے محض انفرادی کوششیں ہی نہیں کیں، بلکہ ایک نہایت مضبوط اور منظم جماعت بنا کر اجتماعی جدوجہد کی، آپؐ کی بے مثال عظمت وشخصیت سے کون انکار کرسکتا ہے لیکن دین کی اقامت کے لیے آپؐ نے بھی اجتماعی جدّ وجہد فرمائی، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اجتماعی جدوجہد کے بغیر دین کی اقامت کا فریضۂ انجام دینا ممکن نہیں۔ آپؐ نے باطل کے مقابلے میں ایک منظم جماعت تشکیل دی اور اس جماعت نے کندھے سے کندھا ملا کر باطل کے خلاف جنگ کی۔ خدا کو اس جماعت کی یہ منظم اور اجتماعی جاں نثاری اور سرفروشی اس قدر پسند آئی کہ اس کو اپنا محبوب قرار دیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ.

(الصف:۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک خدا ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھے لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

اس جماعت کو خدا نے اس لیے اپنی محبوبیت کا شرف بخشا کہ یہ سیسہ پلائی دیوار بن کر حق کو غالب کرنے کے لیے باطل کے مقابلے میں آئی۔ اور منظم جماعت بن کر ان فدا کاروں نے باطل کا مقابلہ کیا اور دنیا میں ایک نئی تاریخ کا باب کھولا۔

خدا نے رسولؐ کی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (التوبہ:۳۳)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے، چاہے مشرکین کو یہ بات کتنی ناگوار ہو۔''

دین حق سے مراد وہ آسمانی نظامِ بندگی ہے، جس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اقتدار کا مالک تنہا وہ خدا ہے جو ساری کائنات کا خالق و پروردگار ہے......... وہی انسان کا حقیقی مالک، معبود اور حاکم ہے اور عبادت واطاعت صرف اسی کا حق ہے۔ یہی وہ دینِ حق ہے جو ہر دور میں خدا کے پیغمبروں کے ذریعے انسانوں کی ہدایت کے لیے آتا رہا ہے، اور اسی دینِ حق کے ساتھ خدا نے اپنے آخری رسولؐ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ حیاتِ نبوت میں اسی دین کو غالب اور نافذ کرنے کی مبارک سعی فرمائی۔ اس دورِ سعادت میں دین کو ہمہ گیر غلبہ حاصل ہوا اس دور میں دینِ حق کو فکری اور ذہنی غلبہ بھی حاصل تھا، اس سے انفرادی زندگیاں بھی آراستہ تھیں اور اس دین کو سیاسی اور مادّی غلبہ بھی حاصل تھا۔ اور دین کو غالب کرنے کے لیے ہی نبیؐ اور آپؐ کے سچے جاں نثاروں نے خدا کی اس ہدایت پر عمل کا حق ادا کیا جو سورۂ توبہ میں بعثتِ رسولؐ کا مقصد بتانے والی آیت کے دو ہی آیتوں کے بعد دی گئی ہے۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ

''اور مشرکوں کے مقابلے میں سب متحد ہو کر لڑو۔ جس طرح وہ سب تمہارے مقابلے میں متحد ہو کر لڑتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی دین کو قائم کرنے اور پورے دین کو نافذ اور غالب کرنے کے لیے منظم باطل کے مقابلے میں سارے مادّی وسائل سے مسلح ہوکر اجتماعی منظم جدو جہد کرو۔ اور جس طرح اہلِ باطل تمہارے مقابلے میں منظّم ہیں تم بھی متحد اور منظّم ہوکر ان کا مقابلہ کرو۔

دراصل منظّم برائی اور چھائے ہوئے باطل نظام کے بجائے خدا کے پسندیدہ نظامِ حق کو قائم کرنے کے لیے خدا پرستوں کی انفرادی کوششیں، انفرادی تزکیۂ نفوس، پُرسوز دعائیں، خشوع وخضوع کی عبادتیں، اور ذکر وفکر ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان سب کے ساتھ ساتھ مضبوط اور منظّم اجتماعیت، ایک قائد کی سرکردگی میں، ٹھوس، منظّم اور مسلسل اجتماعی جدو جہد بھی لازمی ہے۔ اس کے بغیر منظّم منکر اور چھائے ہوئے باطل کو ہٹا کر زندگی کے ہر شعبے میں معروف کو قائم اور نافذ کرنا ممکن نہیں منظّم باطل کو منظّم اجتماعی کوشش کے ذریعے ہی مٹایا جاسکتا ہے اور حق کو قائم کرنے کے لیے منظّم انقلابی جدو جہد ناگزیر ہے۔ یہ عقل وبصیرت کا تقاضہ بھی ہے اور خدا کا عائد کیا ہوا فریضہ بھی۔ اس سے پہلوتہی دراصل حق کی اطاعت سے پہلوتہی ہے اور اس جدو جہد میں جان کھپانا، اور اجتماعی جدو جہد میں وقت، مال اور جان کی قربانی دینا عین دینداری ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ جماعتی زندگی گزاریں اور دین کے لیے اجتماعی جدو جہد کرتے رہیں۔

حضرت حارثؓ اشعری کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اٰمُرُکُم بِخَمسٍ بِالْجَمَاعَةِ، وَالسَّمعِ وَالطَّاعَةِ، وَالْهِجرَةِ وَالْجِهَادِ.

(مشکوٰۃ، مسند، احمد، ترمذی)

''میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جماعت کا، سننے کا، اطاعت کا، ہجرت کا اور خدا کی راہ میں جہاد کا۔''

اس ہدایت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان جماعتی زندگی گزاریں، اپنا ایک سربراہ منتخب کریں، اس کے حکم کو سنیں اور اس کی اطاعت کریں، دین کے لیے اپنا وطن بھی چھوڑیں اور دین کو قائم اور غالب کرنے کے لیے ہر طرح کی اجتماعی جدو جہد کریں ضرورت ہو تو مسلح جدو جہد بھی کریں۔

دین کی بنیاد پر بننے والی اجتماعیت اور دین کی اشاعت واقامت کے لیے اجتماعی جدو جہد کرنے والوں کی قدر وقیمت خدا کی نظر میں کیا ہے اس کی ایک جھلک ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر بن عتبہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا۔

قیامت کے دن خدائے رحمٰن کے داہنے جانب کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہید مگر ان کے چہروں کا نور دیکھنے والوں کی نظر کو خیرہ کر رہا ہوگا۔ ان کے بلند مقام اور اونچے مرتبے کو دیکھ دیکھ کر نبی اور شہید خوش ہو رہے ہوں گے...... لوگوں نے پوچھا...... اللہ کے رسولؐ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا یہ مختلف قبیلوں اور مختلف بستیوں کے لوگ ہوں گے جو دنیا میں اسلام لائے اور قرآن سمجھنے اور سکھانے اور اللہ کو یاد کرنے کے لیے اکٹھا ہوتے تھے۔ اس طرح یہ لوگ بہترین پاکیزہ باتیں چنتے تھے جس طرح کھجور کھانے والا، اچھی اور لذیذ کھجوریں چنتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو خدا ہی کے لیے آپس میں محبت کرنے والے ہیں، اور اپنے خدا کو یاد کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے تھے۔''

صبر وثبات:

''صبر'' داعی کی ایک بنیادی صفت ہی نہیں بلکہ بہت سی اہم صفات کی اساس ہے قرآن پاک کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر محض ایک اخلاقی خوبی ہی نہیں ہے بلکہ بہت سی اخلاقی خوبیوں کی بنیاد اور سرچشمہ ہے، قرآن میں ایک مقام پر اہل ایمان کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد کہا گیا ہے۔

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (الرعد:۲۴)

''اور فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ تم پر سلام ورحمت ہو۔ یہ صلہ ہے تمہارے صبر کا، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔'' یہ نہیں کہا گیا کہ اوپر کی آیات میں مومنوں کی جو خوبیاں بیان کی گئی ہیں یہ جنت میں ان کا صلہ ہے بلکہ کہا گیا یہ صلہ ہے صبر کا، گویا صبر ان تمام خوبیوں کا قائم مقام ہے، اس لیے کہ صبر ہی دراصل سرچشمہ اور بنیاد ہے دوسری تمام خوبیوں کا۔

صبر کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ آدمی دنیا کے مقابلے میں آخرت کے اجر وثواب کے لیے زندگی لگا سکے، اور دعوتِ دین کی راہ میں مردانہ وار قدم جما سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی گئی۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ. (الاحقاف:۳۵)

''پس صبر وثبات اختیار کیجیے جس طرح اور عالی ہمت رسول صبر وثابت سے کام لیتے رہے ہیں۔''

قرآن پاک میں ہے حضرت نوحؑ ساڑھے نو سو سال تک خدا کے دین کی دعوت استقلال کے ساتھ دیتے رہے، اور اس پوری مدت میں آپ کی شب وروز کی جدوجہد سے صرف چند نفوس ہی ایمان کی سعادت حاصل کر سکے، باقی سارے کے سارے طوفانِ نوحؑ میں غرق کر دیئے گئے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ صبر کی عظیم مثال ہے۔ کون نہیں چاہتا کہ اس کی کوششوں کا نتیجہ جلد از جلد سامنے آئے۔ اور وہ جلد از جلد اپنی سرگری کا ثمرہ دیکھے...... داعی کی فطری خواہش بھی یہی ہوتی ہے کہ اس کی مبارک کوششوں کا نتیجہ بھی جلد برآمد ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اپنی جدوجہد کا ثمرہ دیکھے...... لیکن اسے ہدایت کی گئی ہے کہ اپنی کوششوں کے نتائج دیکھنے کے لیے بے تابی کا مظاہرہ نہ کرے اور یہ دیکھ کر جی نہ چھوڑ بیٹھے کہ کوششوں کے نتائج سامنے نہیں آ رہے ہیں۔

صبر کے کئی پہلو ہیں، مگر ہم ان سارے پہلوؤں کو تین جامع عنوانوں میں سمیٹ سکتے ہیں۔

☆ اپنے جذبات اور خواہشات پر قابو رکھنا۔

☆ سخت سے سخت حالات میں حق پر جمے رہنا، اور کسی قیمت پر بھی اپنے اصولوں سے نہ ہٹنا۔

☆ راہ حق میں آنے والی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا۔

جذبات اور خواہشات پر قابو رکھنے کے معنی یہ بھی ہیں، کہ آدمی ہر طرح کے لالچ اور نفسانی خواہشات سے اپنے کو روکے اور یہ بھی کہ وہ متحمل، بردبار اور مضبوط قوتِ ارادی کا مالک ہو۔

قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی گئی۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا. (المزمل:١٠)

''اور سہتے رہیے ان کی دل آزار باتوں کو اور ان سے اچھے انداز میں کنارہ کشی اختیار کیجیے''

یعنی ان کے بیہودہ الزامات، لغو باتوں کا آپؐ کوئی اثر نہ لیجیے طبیعت میں ہرگز اشتعال نہ پیدا ہونے دیجیے بلکہ اچھے انداز میں درگزر کیجیے اور تحمل، بردباری، وقار اور اعلیٰ ظرفی سے کام لے کر ان کے پاس سے ہٹ جایئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے مقام پر ہدایت دی گئی ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ (الکھف:۲۸)

''اور اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا کے طالب بنے ہوئے ہیں۔ان کی طرف سے کبھی نگاہیں نہ پھیریئے کہ آپ دنیا کی آرائش چاہنے لگیں۔''

داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایات کو کس طرح جذب کیا،اور کس مثالی صبر وثبات کا مظاہرہ کیا۔اس کی ایک جھلک دیکھیے۔

نجاشی نے کفارِ قریش کو جب مایوس اپنے دربار سے لوٹا دیا تو انہوں نے باہمی مشورے سے ایک اور اسکیم تیار کی اور مکہ کا مشہور سرمایہ دار عتبہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا۔

''میرے بھتیجے محمدؐ! تم نے جو یہ دھندا پھیلا رکھا ہے،اگر تم اس کے ذریعے مال ودولت جمع کرنا چاہتے ہو،تو ہم تمہارے لیے اتنا کچھ جمع کر دیں گے کہ تم مالا مال ہو جاؤ گے،اگر تم عزت ووقار کے خواہش مند ہو،تو ہم سب تمہیں اپنا سردار بنائے لیتے ہیں،اگر تمہیں بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تمہیں عرب کا بادشاہ بنانے کو تیار ہیں،جو تم چاہو ہم کرنے کے لیے تیار ہیں،مگر تم اپنا یہ دھندہ چھوڑ دو۔''

عتبہ کی گفتگو کے جواب میں داعیٔ اعظمؐ نے فرمایا......نہ مجھے مال کی ضرورت ہے اور نہ میں عزت وحکومت کا بھوکا ہوں،اگر تم میری حقیقت سمجھنا چاہتے ہو تو قرآن کی ان آیتوں پر غور کرو، پھر آپؐ نے چوبیسویں پارے کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں۔

خدا کا کلام سن کر عتبہ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی،وہ ہاتھوں پر سہارا دیئے گردن پیچھے کی طرف ڈالے سننے میں محو تھا......اور آخر کار چپ چاپ اٹھ کر چلا آیا،قریش کے لوگ منتظر تھے کہ عتبہ کیا جواب لے کر آتے ہیں......عتبہ کے پہنچتے ہی لوگوں نے پوچھا۔کہو کیا خبر لائے ہو؟

عتبہ۔میں تو محمدؐ کی زبان سے عجیب وغریب کلام سن کر آیا ہوں،یہ کلام نہ تو شاعروں کی شاعری ہے،نہ کاہنوں کے تیر تکے ہیں،نہ جادو منتر ہے......وہ تو کچھ اور ہی ہے......تم میرا کہنا مانو اور میرے کہے پر چلو......محمدؐ کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔سرداروں نے عتبہ کی زبان سے یہ کلمات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنے تو کہا...... معلوم ہوتا ہے عتبہ پر بھی محمد کا جادو چل گیا ہے۔

قریش جب اس اسکیم میں بھی ناکام ہوئے تو انہوں نے ایک اور چال چلی۔ سارے سردار اکھٹے ہوئے۔ حضور کے چچا ابو طالب کے پاس پہنچے اور کہا۔

''برداشت کی حد ہو گئی، آپ اپنے بھتیجے کو ان حرکتوں سے روکیے ورنہ ہم اس کا کام تمام کر دیں گے۔''

تمام قریش کی مخالفت دیکھ کر بوڑھے چچا کا دل بھتیجے کی محبت سے بھر آیا آپؐ کو بلا کر نہایت پیار اور دلسوزی سے کہا، ''بھتیجے! مجھ بوڑھے پر ترس کھاؤ۔ اور توحید کی اس دعوت سے باز آؤ۔ میں کمزور بوڑھا کب تک تمہاری حمایت کر سکوں گا؟''

داعیٔ اعظمؐ نے فرمایا: چچا اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں توحید کی دعوت سے باز نہ آؤں گا۔ اور خدا کے حکم میں ذرہ بھر کمی بیشی نہ کروں گا چاہے اس راہ میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

دعوت الی اللہ کی ذمہ داری عظیم ترین ذمہ داری ہے، اس کا حق وہی ادا کر سکتا ہے جو صبر وثبات کی دولت سے مالا مال ہو، جو حق پر جمے رہنے کے لیے ہر لالچ، ہر خوف اور ہر خواہشِ نفس پر قابو پا سکے، جو خوشی خوشی اس راہ کی تمام مشکلات اور پریشانیوں کو برداشت کر سکے اور ہر طرح کے خطرات اور اذیتوں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے باطل کے مقابلے میں چٹان کی طرح جما رہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی۔

وَاتَّبِعْ مَايُوْحٰى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ. (یونس:۱۰۹)

''آپؐ اس ہدایت کی پیروی کیجئے جو آپؐ کی طرف نازل کی جا رہی ہے، اور اس پر مضبوطی سے جمے رہیے۔ پھر خدا نے آپؐ کو تلقین فرمائی۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ٥

(البقرۃ:۲۵۰)

''اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے، ہمارے قدم جما دے، اور کافر گروہ کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

قرآن پاک میں ایک مقام پر دعوت الی اللہ کی فضیلت وتحسین فرمانے کے بعد داعیٔ حق کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت دی گئی ہے کہ برائی کو بھلائی سے دفع کرو۔ اس طرز عمل سے کٹر دشمن بھی تمہارے جگری دوست بن جائیں گے۔

قرآن پاک کی اس ہدایت کی تشریح کرتے ہوئے حضورؐ کے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

''دعوت کا فریضہ انجام دینے والوں کو صابر اور بردبار ہونا چاہیے۔ لوگ اگر غصہ دلانے والی حرکتوں پر اُتر آئیں تو ایسے موقع پر غصہ کا جواب غصہ سے نہ دیں، غصہ آئے تو اُسے تھوک دیں، ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والوں کی خدا حفاظت فرمائے۔ دشمن ان کے آگے جھک جائے گا اور ان کا گہرا دوست اور پُر جوش حامی بن جائے گا۔

اُحد کی جنگ میں جس بہادری، استقلال اور ثابت قدمی کا ثبوت آپؐ نے دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ کا بیان ہے، خدا کی قسم جب لڑائی ہوتی تو حضورؐ ہم سب سے آگے ہوتے اور ہم لوگ آپؐ کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے اور ہم میں سب سے زیادہ بہادر وہ سمجھا جاتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا۔

مصائب کے مقابلے میں جمنے اور سخت سے سخت حالات میں بھی قدم جمائے رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے آپؐ نے ہدایت فرمائی۔

اَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ. (بخاری، مسلم)

''لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو نہ کرو۔ اور خدا سے عافیت کی دعا کرو۔ ہاں جب دشمن سے مقابلہ ٹھن جائے تو ثابت قدم رہو، اور خوب سمجھ لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ میں جو مصائب برداشت کیے..... اور آزمائش و آلام کے جن جن مرحلوں سے گزرے، ان کے تصور ہی سے دل لرزنے لگتا ہے، اور یہ حقیقت کہ ان دل ہلا دینے والے مرحلوں میں آپؐ نے صبر و ثبات کا جو نمونہ پیش کیا۔ وہ صرف آپؐ ہی کا حق ہے خود آپ ہی کا ارشاد ہے۔

''مجھے خدا کی راہ میں اتنا اتنا ڈرایا گیا کہ آج تک کوئی انسان اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ اور مجھے خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی راہ میں ایسا ایسا ستایا گیا کہ آج تک کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ہم پر تین دن اور راتیں تو ایسی گزریں کہ میرے اور بلالؓ کے لیے کوئی چیز نہ تھی جسے کوئی انسان کھا سکے، سوائے اس معمولی توشے کے جو بلالؓ کی بغل میں تھا۔''

قربانی اور جاں نثاری:

داعیٔ اعظمؐ کی زندگی کیا ہے، بے مثال قربانی اور جاں نثاری کی ایک ایمان افروز داستان۔ جتنی بار پڑھیے اور سنیے ایمان تازہ ہوتا ہے اور قربانی کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ آپؐ نے قربانی اور جاں نثاری کی تلقین و نصیحت ہی نہیں کی بلکہ عظیم مقصد کی خاطر آپؐ نے جاں نثاری اور قربانی کی وہ مثال قائم کی جس کی نظیر نہ تاریخ انسانی آج تک پیش کر سکی ہے اور نہ پیش کرنا ممکن ہے۔

جوانی کا عالم ہے، کامیاب تجارت ہے، جوانی کے جذبات ہیں مگر چونکہ خدا کو ایک عظیم مقصد کے لیے آپؐ کی تربیت مطلوب تھی اس لیے ایک عمر رسیدہ خاتون سے آپؐ کی شادی ہوتی ہے اور آپؐ ۲۵ سال تک اُمّ المومنین کے ساتھ صبر و ضبط کی زندگی گزارتے ہیں، یہ وہ قربانی ہے جو کارِ نبوت انجام دینے کے لائق بننے کے لیے نبوت ملنے سے پہلے آپؐ نے دی اور یہ حقیقت ہے کہ یہ بہت بڑی قربانی ہے۔

نبوت سے سرفراز ہوئے تو کامیاب کاروبار اپنے مقصد پر قربان کر دیا۔ اور اس کامیاب تجارت سے حاصل کی ہوئی دولت اپنے مشن پر لٹا دی،...... پھر جب فتح و نصرت سے نوازے گئے۔ اور خدا نے آپ کے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگا دیے تو اس وقت بھی دولت دوسروں پر لٹاتے رہے، دوسروں کو تقسیم کرتے رہے لیکن اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔

حضرت عمرو بن حارثؓ آپؐ کی بے مثال قربانی کا ایمان افروز حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''خدا کے رسولؐ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ تو آپؐ نے نہ کوئی درہم و دینار چھوڑا نہ کوئی باندی اور غلام، اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی، ہاں ایک مادہ خچر جو سفید تھا اور جس پر آپ سواری فرمایا کرتے تھے، اور اپنے ہتھیار اور تھوڑی سی زمین تھی جو آپؐ نے راہِ خدا میں وقف کر دی تھی۔''

دونوں ہاتھوں سے دولت بانٹنے والے جب رخصت ہوئے تو نہ آپ کا کوئی اندوختہ تھا، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر والوں کے لیے کوئی جائیداد اور جاگیر نہ اپنے وارثوں کے لیے کوئی موروثی گدّی چھوڑی، سرورِ کونین نے فقیرانہ زندگی گزاری اور جب رخصت ہوئے تو گھر میں حال یہ تھا کہ پڑوس سے تیل مانگ کر چراغ جلایا گیا۔

ہر وقت کے حاضر باش صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپؐ کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے، کہ اسلام کی دعوت دینے والوں کے لیے داعیٔ اعظمؐ کی زندگی میں کیا نمونہ ملتا ہے۔

خدا کے رسولؐ کھجور کی ایک چٹائی پر سو رہے تھے، جب اٹھے، تو ہم نے دیکھا کہ آپؐ کے مبارک پہلو میں چٹائی گڑنے کے نشان پڑے ہوئے ہیں ہم نے کہا، یارسولؐ اللہ! اگر اجازت ہو تو ہم آپؐ کے لیے ایک گدا تیار کر دیں، فرمایا، مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میں تو اس دنیا میں ایسا ہوں جیسے کسی مسافر نے کسی درخت کے سائے میں چند لمحے آرام کیا اور پھر سب کچھ چھوڑ کر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔

خدا کے رسولؐ نے اپنے عظیم مقصد کے لیے اپنا سب کچھ بے دریغ لگا دیا، اور اپنی بے مثال قربانیوں اور کاوشوں کا کوئی اجر اس دنیا میں کسی سے نہیں چاہا، صرف خدا کی رضا کے لیے اپنا سب کچھ لگایا اور حضرتؐ اسی سے اجر کے طالب رہے، جوانی کی امنگیں، کامیاب کاروبار، بہترین ذہنی اور فکری صلاحیتیں، جسم و جان کی بہترین قوتیں، مال و دولت اور زندگی کے سارے قیمتی اوقات اپنے مشن کے لیے قربان کر دیے۔

قرآن پاک میں اسلام کے خادموں سے کہا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱)

''درحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

سوال یہ ہے کہ یہ زندگی کس بات میں نمونہ ہے؟ بے شک اس کا یہ جواب بالکل حق ہے کہ حیات طیبہ ہر معاملہ میں مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اس لیے بھی کہ اسلام دراصل نام ہی ہے رسولؐ پاک کی پیروی کا، اور اس لیے بھی کہ اس آیت کے الفاظ عام ہیں اور اس آیت میں کوئی ایسی تخصیص نہیں کی گئی ہے کہ فلاں معاملے ہی میں رسولؐ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

مگر آیت کے سیاق وسباق اور پس منظر پر غور کرنے سے اتنی بات ضرور سامنے آتی ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر آپؐ کے طرزِ عمل کو نمونے کے طور پر پیش کرنے سے مقصود دراصل ان لوگوں کو سبق دینا تھا جنہوں نے جنگ احزاب میں عافیت کوشی، آرام طلبی اور مفاد پرستی سے کام لیا تھا۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم رسول اللہ کی اتباع اور پیروی کے دعوے میں سچے ہو تو پھر یہ عافیت کوشی اور مفاد پرستی کیسی؟

اس راہ میں جو خطرہ بھی سامنے آیا، جس مشقت اور صعوبت سے بھی تم دوچار ہوئے جو محنت اور جانفشانی بھی تمہیں کرنی پڑی اس میں رسولؐ اللہ نہ صرف یہ کہ تمہارے ساتھ بنفسِ نفیس شریک رہے بلکہ ہر موقع پر آگے آگے رہے، کسی موقع پر ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے خطرے کے وقت کوئی کمزوری دکھائی ہو یا نکل بھاگنے کی تیاریاں کی ہوں محاصرے کے دوران میں آپؐ ہر وقت محاذِ جنگ پر موجود رہے، اور ایک لمحے کے لیے بھی دشمن کے مقابلے سے نہ ہٹے۔ بنی قریظہ کی غداری کے بعد بے شک تمہارے بال بچے خطرے میں تھے۔ مگر رسولِ خدا کے بال بچے بھی تو خطرے میں تھے، انہوں نے اپنے بال بچوں کی حفاظت کے لیے کوئی خصوصی انتظام تو نہیں کیا۔ بھوک اور سردی کی تکلیف اگر تم نے اٹھائی تو خدا کے رسولؐ بھی تمہارے ساتھ برابر شریک رہے جس عظیم مقصد کے لیے انہوں نے تم سے قربانی کا مطالبہ کیا، اس کے لیے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہے۔

اسلام کی اقامت اور اشاعت کے لیے جب بھی کوئی گروہ اٹھے تو اس حقیقت کو پیش نظر رکھے، کہ اس راہ میں اُسے اپنا سب کچھ اسی طرح کھپانا ہے، جس طرح خدا کے رسولؐ نے کھپایا ہے، اور داعیانِ حق کے لیے آپؐ کی زندگی اس معاملہ میں خصوصیت سے بہترین نمونہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ جو ہمہ وقت رسولؐ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کچھ نادار مجاہدین کو مجھ سے پیچھے رہ جانا گوارا نہ ہوگا اور میرے لیے بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ میں ان کے لیے سواری وغیرہ کا انتظام کر سکوں تو میں راہِ خدا میں نکلنے والے کسی ایک دستے سے بھی پیچھے نہ رہتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میرا تو جی چاہتا ہے کہ میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوعمیرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''میں راہِ خدا میں کام آ جاؤں یہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ روئے زمین کے سارے لوگ میرے بن جائیں۔''

حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''میں صبح و شام خدا کی راہ میں نکلنے والے کسی مجاہد کو رخصت کرنے کے لیے کچھ دور تک جاؤں اور سوار ہونے میں مدد دوں یہ مجھ کو دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہے۔''

کوئی بھی مقصد ہو وہ محنت و جانفشانی، ایثار و قربانی اور جدو جہد کا تقاضا کرتا ہے ...... کسان زمین سے اُسی وقت پیداوار حاصل کرتا ہے، جب جھولی کے سارے دانے خاک میں ملا کر شب و روز اس میں محنت کرتا ہے اور اپنی سخت کوشی اور جاں فشانی سے اُسے پیداوار کے لائق بناتا ہے...... دینِ حق کی اقامت اور تمام ادیان پر اس کو غالب کرنے کا عظیم مقصد بھلا مسلسل قربانی، اور بے مثال جانفشانی اور محنت و کاوش کے بغیر کیسے پورا ہو سکتا ہے۔ جتنا عظیم مقصد ہوگا اتنی ہی محنت اور کاوش اس کے لیے درکار ہوگی...... اور کامیابی انہیں کا حصہ ہے جو اس راہ میں اپنا سب کچھ قربانی کرنے کی ہمت اور عزم رکھتے ہوں۔ تاریخ شاہد ہے کہ داعیانِ حق نے ہر دور میں اپنے خون سے اپنی تاریخ لکھی ہے۔ اور ان کی بے مثال قربانیوں کی بدولت ہی انہیں وہ سب کچھ ملا ہے، جس کی آرزو سے کسی مومن کا سینہ خالی نہیں ہو سکتا۔

حضرت اُمِ حارثہؓ کے بارے میں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بولیں، اے اللہ کے نبی! کیا آپؐ حارثہؓ کے بارے میں مجھے کچھ بتائیں گے؟ غزوۂ بدر سے پہلے نہ جانے کدھر سے کوئی تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہو گئے...... اگر حارثہؓ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں ورنہ جی بھر کے روؤں۔ آپؐ نے فرمایا، اے اُمِ حارثہ! جنت میں تو بہت سے باغات ہیں، تمہارا جگر گوشہ تو فردوسِ بریں میں ہے۔

حضرت راشد بن سعد صحابہؓ میں سے کسی آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبیؐ سے پوچھا: ''یارسول اللہ! کیا بات ہے کہ سارے مومن اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں، ارشاد فرمایا: ''شہید قبر کی اس آزمائش سے بچا رہتا ہے اس کے سر پر تلواروں کا چمکنا ہی اس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش ہے؟''

قرآن پاک میں خدا کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَo فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ o يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لا وَّاَنَّ اللّٰهَ لَايُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَo (آل عمران ۱۶۹......۱۷۱)

''جولوگ راہِ خدا میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ خدا نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، اس پر خوشیاں منا رہے ہیں، اور مطمئن و مسرور ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں، ان کے لیے بھی کسی خوف اور غم کا موقع نہیں ہے وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُo (التوبہ:۸۸)

''لیکن رسولؐ نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لا کر رسولؐ کے ساتھ ہو لیے ہیں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد کیا اور اب ساری بھلائیاں انہی کے لیے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے عظیم الشان کامیابی۔''

ذرا آنکھیں بند کر اس منظر کو تو یاد کیجئے جسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا ہے:۔

کہ نبیوںؑ میں سے ایک نبی کا حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے، وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے ہے، آپؐ نے فرمایا کہ دعوت دینے کے جرم میں اس نبیؑ کو قوم کے لوگوں نے اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا...... نبی کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے، اے اللہ! میری قوم کے اس جرم کو معاف فرما دے (اور ان پر ابھی عذاب نہ نازل فرما) اس لیے کہ یہ لوگ ناواقف ہیں، اصل حقیقت کو نہیں جانتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعیانِ حق کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تنبیہہ ہمیشہ نگاہ میں رکھنا چاہیے۔ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے:۔

''حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ دین کے لیے محنت، قربانی اور جاں فشانی نہ کریں گے تو خدا ایسے لوگوں پر اپنا عذاب مسلّط کر کے رہے گا۔'' (ترغیب بحوالہ طبرانی)

استعانت واستغفار:

داعیٔ اعظمؐ نے ۲۳ سال کی مختصر مدت میں جو عظیم کارنامہ انجام دیا، اور افکار و عقائد، عادات واخلاق، تہذیب و معاشرت، معیشت و سیاست میں جو مثالی انقلاب برپا کیا اور جاہلیت میں ڈوبی ہوئی ایک قوم کو اپنی غیر معمولی داعیانہ کوششوں سے جس طرح امامتِ عالم کے منصب پر لا بٹھایا، اس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، مگر اتنا عظیم اور بے مثال کارنامہ انجام دینے کے بعد بھی داعیٔ اعظمؐ کی مبارک زندگی میں نہ اپنے کارناموں پر فخر ہے، نہ اپنی کامرانی اور فتح کے لیے کوئی جشن ہے، نہ اپنی حمد وثنا ہے، بلکہ عاجزی اور انکساری، توبہ واستغفار میں اور زیادہ انہماک ہے، خدا کی حمد وثناء، ذکر وفکر اور عبادت وریاضت میں اور زیادہ شدت کے ساتھ مشغولیت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دینِ حق کی اشاعت واقامت کے لیے اخلاص اور دل سوزی کے ساتھ اپنا سب کچھ قربان کرنے والا کبھی فخر وغرور کا شکار نہیں ہو سکتا، اس کی نظر ہمیشہ اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر ہوتی ہے اور جو کارنامہ...... انجام دیتا ہے، یہ نہیں سوچتا کہ یہ اس کا کمال ہے، بلکہ وہ اسے خدا کی توفیق اور اس کا فضل وکرم تصور کرتا ہے۔

داعیٔ اعظمؐ نے شب وروز کی انتھک محنت اور دعوت وتبلیغ کی مسلسل کوششوں سے پورے عرب میں ایک تہذیبی انقلاب برپا کر دیا، صرف ظاہری فتح ہی حاصل نہ کی بلکہ دلوں کو مسخّر کر لیا اور پورے عرب میں کوئی ایک مشرک بھی شرک کی نجاست پھیلانے کے لیے باقی نہ رہا، پھر ایک لاکھ چالیس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ آپؐ نے فریضۂ حج ادا کیا...... جس میں وہ تاریخی اور انقلابی خطبہ دیا، جس کا ایک ایک فقرہ انسانیت کی فلاح وکامرانی کی ضمانت ہے۔ یہ بے مثال کامیابی سامنے رکھیے اور پھر اس بات پر غور کیجیے کہ اس موقع پر خدا تعالیٰ نے آپؐ پر جو سورہ نازل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اس میں آپؐ کو کیا تلقین کی گئی۔

وفات سے تین ماہ پہلے خدا تعالیٰ نے آپؐ پر سورہ النصر نازل فرمائی۔

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا o

''جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور آپؐ دیکھ لیں کہ لوگ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ یہ سورت سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ حضورؐ کی وفات سے صرف ۸۱ دن پہلے نازل ہوئی...... اس روایت کی رو سے سورۂ نصر اس وقت نازل ہوئی جب اسلام اپنی تمام برکتوں اور عظمتوں کے ساتھ عرب میں غالب آ گیا تھا۔ اور جب پورے پورے قبیلے اور بڑے بڑے علاقوں کے باشندے کسی مزاحمت کے بغیر از خود اسلام کی آغوش میں آ رہے تھے، عرب کے گوشے گوشے سے وفود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ پہنچ کر اسلام لا رہے تھے، اور ہر طرف توحید کا غلغلہ بلند ہو چکا تھا۔ اس عظیم اور زبردست کامیابی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے جو ہدایت دی ہے، اور جس چیز کی طرف متوجہ کیا ہے۔ داعیانِ حق کو چاہیے کہ اسے کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں.........

حضورؐ سے فرمایا گیا...... جب آپ کو فتح نصیب ہو اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگیں، تو آپؐ خدا کی حمد و ثنا کریں، اور اس سے اپنے قصوروں کے لیے استغفار کریں۔ دین حق کی کامیابی اور لوگوں کا دینِ حق کی طرف جوق در جوق متوجہ ہونا بیشک بہت بڑی کامیابی ہے مگر داعی کو اس موقع پر بھی یہ حقیقت نگاہ میں رکھنی چاہیے کہ یہ سب کچھ خدا کی توفیق اور اس کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اس کے سوچنے کا انداز یہ نہ ہو کہ میری انتھک کوششوں سے مجھے یہ کامیابی ملی بلکہ اسے خدا ہی کی حمد و ثنا کرنی چاہیے اور اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کو یاد کر کے خدا سے استغفار کرنا چاہیے۔ غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے کے بعد داعی کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ فخر و غرور کی گندگی سے اپنی مخلصانہ سعی و کوشش کو برباد کرے بلکہ اسے پھل دار ٹہنی کی طرح اور زیادہ جھک جانا چاہیے۔ اور اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کرنا چاہیے کہ پروردگار میں جو کچھ کر سکا، تیری توفیق سے ہی کر سکا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اپنی کوتاہیوں اور قصوروں کا خوب احساس ہے، پروردگار! تو میرے قصوروں پر مغفرت کا پردہ ڈال دے اور مجھے معاف فرمادے۔ صحابۂ کرامؓ کی گواہی یہ ہے کہ جب سورۂ النصر نازل ہوئی تو آپؐ کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.

''اے اللہ تو پاک ہے، حمد وثنا تیرے لیے ہے، اے اللہ میرے قصوروں کی مغفرت فرما دے، تو پاک ہے اے ہمارے رب! حمد وثنا تیرے لیے ہے۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرمادے، بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا۔ اور بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.

''اے اللہ تو پاک ہے، حمد وثنا تیرے ہی لیے ہے، میں تجھ سے اپنے قصوروں کی معافی چاہتا ہوں، اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ! یہ کیسے کلمات ہیں جو آپؐ نے اب پڑھنا شروع کر دیئے ہیں فرمایا میرے لیے ایک علامت مقرر کر دی گئی کہ جب میں اُسے دیکھوں تو یہ الفاظ کہا کروں اور وہ علامت ہے۔ ''اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ''

یہ حقیقت بھی نگاہ میں رکھنے کے قابل ہے، کہ استغفار کا مفہوم صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی ان الفاظ کو بے شعوری اور لاپروائی کے ساتھ زبان کی نوک سے ادا کر لے۔ یہ استغفار نہیں، استغفار کا مظاہرہ ہے۔ اصل استغفار یہ ہے، کہ واقعی آدمی پر اپنے قصوروں کی یاد سے لرزہ طاری ہو، وہ اندرونی کیفیت سے بے تاب ہو کر خدا کے حضور گڑگڑائے اور اپنی پوری شخصیت اور دل ودماغ کے ساتھ خدا کے حضور جھک جائے۔

آدمی کسی وقت بھی خطا اور لغزش کے خطرے سے باہر نہیں ہے، شیطان ہر وقت اس کی گھات میں ہے، نفس ہر وقت اسے دھوکا دینے کی فکر میں ہے، اور قدم قدم پر اس کے بہکنے اور بھٹکنے کا اندیشہ ہے، اس لیے وہ ہر وقت خدا کی مدد کا محتاج ہے، اور ضروری ہے کہ ہر وقت اس پر توبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واستغفار کی کیفیت طاری رہے۔

اور کسی کا تو ذکر کیا، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف تھیں، جو معصوم تھے...... اور جن کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ وہ اپنا حال یہ بتاتے ہیں کہ دن میں سو سو بار استغفار کرتا ہوں، آپؐ اپنی امت کو توبہ واستغفار کی کثرت کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ فَإِنِّي أَتُوبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم)

''اے لوگو! اللہ کی طرف پلٹو اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو، میں دن میں سو سو بار استغفار کرتا ہوں۔''

خدا ہی سے استعانت اور استغفار کی تلقین اور ترغیب دیتے ہوئے آپؐ خدا کے بندوں کو خدا کا یہ ارشاد سناتے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہتا ہے۔

''میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کرلیا ہے۔ تو تم بھی ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو حرام سمجھو، اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس شخص کے جس کو میں ہدایت دوں پس مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو۔ تو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھانا دوں، پس مجھ ہی سے روزی مانگو، میں تمہیں روزی دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھانا دوں، پس مجھ ہی سے روزی مانگو۔ میں تمہیں روزی دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جس کو میں پہناتا ہوں، تم مجھ ہی سے لباس مانگو، میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات میں اور دن میں گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہ معاف کرسکتا ہوں۔ پس مجھ ہی سے معافی مانگو، میں تمہیں معاف کردوں گا۔''

حضرت ابوالدرداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جب ذرا آندھی چلتی تو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا جاتے اور گھبرائے ہوئے مسجد کی طرف دوڑ پڑتے۔''

نصر بن عبداللہؒ کا بیان ہے کہ حضرت انسؓ کی زندگی میں ایک بار اندھیرا چھا گیا میں حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا دور رسالت میں بھی اس طرح کے حادثات پیش آتے ہوں گے، صحابہؓ کیا کرتے تھے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کے دورِ سعادت میں تو یہ حال تھا کہ ذرا ہوا تیز ہوتی اور ہم لوگ قیامت کے خوف سے لرز کر مسجدوں کی طرف دوڑ پڑتے تھے۔"

میدانِ بدر میں جب کفر و اسلام کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئیں تو رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے ساتھیوں پر ایک نظر ڈالی، ایک طرف بے سروسامان نہتے تین سو تیرہ جوان ہیں، جن کے پاس نہ ضرورت کے مطابق ہتھیار ہیں، اور نہ سواریاں، دوسری طرف ایک ہزار مسلح سپاہی ہیں، جن میں چھ سو زرہ پوش جوان ہیں، ایک سو سے زائد سوار، سامانِ جنگ کی بھی فراوانی ہے اور اونٹوں کی بھی .... خدا کے رسولؐ کا دل بھر آیا، آنکھیں بھیگ گئیں، آپؐ پر رقت طاری ہو گئی اور بے اختیار دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر آپؐ اپنے رب سے مدد کی دعائیں فرما رہے تھے، آپؐ فرما رہے تھے:۔

"الٰہی یہ قریش ہیں۔ کبر و غرور کے نشہ میں سرشار، یہ اس لیے میدانِ جنگ میں اُترے ہیں کہ تیرے بندوں کو تیری بندگی سے روک دیں، اور تیرے رسول کو جھٹلائیں۔ پس اے پروردگار! تو نے مجھ سے جو وعدہ کر رکھا ہے اسے پورا کر اور کل کی صبح ان کے لیے ہلاکت لے کر آئے۔"

آپؐ پر محویت اور رقت کی عجیب کیفیت طاری تھی ...... بے خودی کے عالم میں چادر آپؐ کے شانوں سے بار بار نیچے گر پڑتی تھی، پھر بے تابی کے عالم میں آپؐ خدا کے حضور سجدے میں پڑ جاتے، اور کہتے "اے اللہ! اگر یہ چند جانیں آج ختم ہو گئیں تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہو سکے گی۔"

اسی دوران دو صحابی کہیں سے آ رہے تھے، کفار نے انہیں گھیر لیا۔ اور کہا، تم محمدؐ کی مدد کو جا رہے ہو، انہوں نے صحیح بات بتائی اور وعدہ کیا کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں گے، جب وہ حضور کی خدمت میں پہنچے، اپنا واقعہ بیان کیا تو اس نازک ترین موقع پر جب کہ اسلامی فوج میں ایک شخص کے بڑھنے کی بھی بڑی اہمیت تھی، آپؐ نے ذرا پروا نہ کی اور فرمایا "ہم ہر حال میں اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ ہمیں صرف اپنے خدا کی مدد درکار ہے۔"

ذرا میدانِ عرفات کا تصور کیجئے، ایک لاکھ چالیس ہزار انسانوں کا ہجوم ہے، پوری فضا لبیک کی دلنواز صداؤں سے گونج رہی ہے، ۲۳ سال کی بے مثال قربانیوں اور محنتوں کا عظیم ثمرہ نگاہوں کے سامنے ہے، مگر داعیٔ اعظمؐ انسانوں کے اس جنگل میں احرام باندھے، عجز و نیاز کی تصویر بنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ننگے سر کھڑے ہیں، نہ اپنی کامیابی اور عظمت کا غرّہ ہے، نہ فخر و نمود کا اظہار ہے بلکہ اپنی بے کسی اور لغزشوں کا احساس ہے، خدا کے عظمت و جلال کی ہیبت ہے، اور دل کی اس ایمانی کیفیت کا اظہار وہ دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر کر رہے ہیں، خدا سے استعانت اور استغفار اور اپنی درماندگی اور فقر و عجز کا اظہار ایسے کلمات میں ہے جن کی مثال انسانی ادب کے پورے ذخیرے میں ملنا محال ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ، اَلْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْاَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ، وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَّکُنْ بِیْ رَؤُفًا رَّحِیْمًا. یَاخَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ.

’’اے اللہ تو میری بات کو سن رہا ہے، میری جگہ تیری نظر میں ہے، میرے پوشیدہ اور ظاہر سے تو واقف ہے، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی، میں مصیبت کا مارا ہوں محتاج ہوں تیرے حضور فریادی ہوں، تیری پناہ کا طالب ہوں، پریشان حال ہوں، تیری ہیبت سے ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقراری ہوں، مجھے اپنی لغزشوں کا اعتراف ہے، تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں، جیسے خطا کار، ذلیل خوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے مانگ رہا ہوں جس طرح ایک خوفزدہ مصیبت کا مارا مانگتا ہے، جس طرح وہ شخص مانگتا ہے، جس کی گردن تیرے حضور جھکی ہوئی ہو، اور اس کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی لگی ہوئی ہو، اور جسم و جان سے وہ تیرے حضور فروتنی کیے ہوئے ہو اور عاجزی سے تیرے سامنے اپنی ناک رگڑ رہا ہو، اے اللہ! تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام و نامراد نہ رکھ! اور میرے حق میں بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا بن جا۔ اے سب مانگے جانوں والوں میں سب سے بہتر، اے سب دینے والوں میں سب سے اچھے۔‘‘

دعوتِ دین کی راہ میں بے لوث خدمت کرتے ہوئے جب آپ دیکھیں کہ آپ کی طرف لوگوں کا رجوع بڑھ رہا ہے، اسلام کا پیغام قبول کیا جا رہا ہے، دین کے لیے دل کھل رہے ہیں اور آپ کی دعوت کامیاب ہو رہی ہے، تو اپنی لغزشوں، کوتاہیوں، اور گناہوں کا احساس کیجئے، خدا کی عظمت و ہیبت سے لرز جایئے۔ اور اپنی بے بسی، درماندگی اور عاجزی کا اظہار دعا کے انہی الفاظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کیجئے، دل کی گہرائی سے خدا کے حضور اپنی فریاد رکھیے، گڑگڑائیے اور ان کیفیات کو تازہ کر کے خدا سے استعانت اور استغفار کیجئے جن کیفیات کے ساتھ داعیٔ اعظم ؐ نے خدا کے حضور اپنے دل کی ترجمانی کی تھی...... داعیٔ اعظم ؐ کی اس بے مثال دُعا کے الفاظ دہراتے ہوئے آج بھی آپ کا دل بھر آئے گا۔ جذبات اُمنڈ آئیں گے، آنکھیں اشکبار ہو جائیں گی۔ خدا کی عظمت اور اس کے جلال و جبروت سے آپ کا دل لرز اٹھے گا اور آپ کے اندر اپنے عجز و فقر، احتیاج و درماندگی، بے کسی اور بے مائیگی کا وہ پاکیزہ احساس اُبھرے گا جو خدا کی نظر میں آپ کو انتہائی بلندی اور عظمت بخشے گا۔

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم:

مثالی کردار

☆ آپ رشتہ داروں کے حق ادا کرتے ہیں
☆ ہمیشہ سچ بولتے ہیں
☆ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرتے ہیں
☆ معذوروں اور بے کسوں کا ساتھ دیتے ہیں
☆ مہمانوں کی عزت وخاطر کرتے ہیں
☆ آپ کو خدا ہرگز رسوا نہ کرے گا
☆ اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں

وفا شعار بیوی نے
خاتم النبیّین ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

(بخاری جلد:۱،عن عائشہؓ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلآویز شخصیت کی عظمت کا راز

داعیٔ اعظم ؐ کی دلآویز شخصیت کی عظمت کا اصل راز یہ ہے کہ آپؐ کے قول وعمل میں کوئی فاصلہ نہ تھا۔ آپؐ اپنی تعلیمات کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے، جو دوسروں کو بتاتے اسے خود کر کے دکھاتے، بلکہ عمل کا ایسا اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرماتے کہ آپ کے فداکار دل وجان سے آپؐ کے عمل کی نقل کرنے کے باوجود پیروی کا حق ادا نہ کر پاتے۔ قول وعمل کی یہ بے مثال مطابقت ہی تھی کہ آپؐ سے جو جتنا زیادہ قریب ہوتا اتنا ہی زیادہ گرویدہ ہو جاتا۔

آپؐ انسانوں ہی میں پیدا کیے گئے، انسانوں ہی کی طرح پیدا کیے گئے......اور انسانوں ہی میں آپؐ نے پوری زندگی کے شب وروز گزارے۔ آپؐ باپ بھی تھے، بیٹے بھی، بھائی بھی تھے، شوہر بھی تھے، اور ساتھی بھی، خسر بھی تھے اور داماد بھی، عمر میں چھوٹے بھی تھے، اور بزرگ بھی، رفیقِ سفر بھی تھے، اور تجارت کے شریک بھی، آقا ومولیٰ بھی تھے، اور محنت کش بھی، مگر آپؐ کی شخصیت اس قدر کامل اور جامع تھی کہ کسی ایک آنکھ نے بھی کبھی کردار کے کسی رُخ میں کوئی جھول محسوس نہیں کیا۔ آپؐ انسانیت کے لیے اسوۂ کامل تھے اور کردار کے ہر رُخ میں اسوۂ کامل تھے۔ تعلقات، معاملات اور خاندان وسماج میں مختلف حیثیتوں سے آپؐ کے تابناک کردار کا ہر رُخ سامنے آیا، اور جس رُخ پر بھی نگاہ پڑی دل نے یہی کہا۔

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

کردار کی ہیبت:

قبیلہ اراش کا ایک شخص مکے میں اپنے اونٹ بیچنے کے لیے لایا۔ ابوجہل نے اس سے سارے اونٹوں کا سودا کر لیا۔ اونٹ قبضہ میں کرنے کے بعد ابوجہل نے قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول شروع کر دی، اراشی کئی روز مکے میں ٹھہرا رہا، مگر ابوجہل برابر حیلے بہانے کرتا رہا۔ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اراشی تنگ آ گیا تو اس نے ایک روز حرمِ کعبہ میں پہنچ کر قریش کے سرداروں کو اپنی بپتا سنائی اور فریاد کی کہ میری رقم ابوجہل سے دلوادو...... میں ایک غریب الوطن مسافر ہوں، خدارا میری مدد کرو۔

اتفاق کی بات جس وقت وہ قریش کے سرداروں سے فریاد کر رہا تھا، خدا کے رسولؐ بھی حرمِ کعبہ کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے...... سردارانِ قریش کو مذاق سوجھا، اور بولے، بھائی اس معاملہ میں ہم کچھ نہیں کر سکتے، ہاں دیکھو، حرمِ کعبہ کے اس گوشے میں وہ جو ایک صاحب بیٹھے ہیں، بڑے بااثر ہیں، ان کے پاس جاؤ۔ اور ان کے سامنے اپنا مقدمہ رکھو، وہ ضرور تمہاری رقم دلوا دیں گے۔

سردارانِ قریش نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے کہ اب مزہ آئے گا۔ وہ ابوجہل کو محمدؐ سے الجھا کر لطف لینے کے خواہش مند تھے۔ مظلوم اراشی اپنی فریاد لے کر اللہ کے رسولؐ کے پاس گیا، آپ کو سارا ماجرا سنایا اور درخواست کی کہ ابوجہل سے میری رقم دلوادیجئے، یہ ظالم کئی روز سے ٹال مٹول کر رہا ہے اور میں یہاں بے یارومددگار ہوں، کوئی نہیں جو میرا ساتھ دے سکے۔

خدا کے رسولؐ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے، اور اراشی کے ساتھ سیدھے ابوجہل کے مکان پر پہنچے۔ باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل نے اندر سے پوچھا، کون؟ آپؐ نے فرمایا محمدؐ۔
ابوجہل حیران ہو کر باہر نکل آیا۔ اور خدا کے رسولؐ کو دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا آپؐ نے رُعب دار آواز میں کہا "تم نے اس اراشی سے اونٹ خریدے ہیں، فوراً اونٹوں کی رقم لا کر اس شخص کو دے دو۔"

ابوجہل کچھ کہے بغیر سیدھا گھر میں گیا، اور رقم لا کر خاموشی کے ساتھ اراشی کے ہاتھ پر رکھ دی۔
قریش کے سرداروں نے اراشی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کر کے ایک آدمی پیچھے پیچھے بھیج دیا تھا، کہ جو کچھ گزرے وہ اس کی خبر ان کو لا کر دے...... قریش کے اس مخبر نے یہ ساری روداد سردارانِ قریش کو آ کر سنائی۔ اس نے بتایا کہ آج میں نے وہ عجیب معاملہ دیکھا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا...... ابوجہل گھر سے باہر نکلا، تو محمدؐ کو دیکھ کر اس کا رنگ اُڑ گیا۔ اور جب محمدؐ نے اس سے کہا کہ اس اراشی کی رقم لا کر دے دو۔ تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابوجہل کے جسم میں جان ہی نہیں ہے...... وہ بغیر کچھ کہے خاموش گھر کے اندر گیا......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ پر رکھ دی۔

قریش کے سرداروں کو حیرت بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا۔انہوں نے ابوجہل کو بہت ملامت کی کہ بڑا بزدل نکلا، ابوجہل نے کہا کم بختو! تمہیں کیا بتاؤں کہ مجھ پر کیا گزری جس وقت اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو اس کی ہیبت اور رعب سے میری کچھ ایسی حالت ہوگئی جیسے کوئی بے جان پتلا ہو۔اور بے اختیار لرزتے کانپتے میں نے وہ سب کچھ کیا جس کی تمہیں خبر لانے والے نے خبر دی۔

محسن آقا:

آٹھ سال کے ایک معصوم بچے کو اس کی ماں سُعدیٰ اپنے میکے لے کر گئیں، سُعدیٰ قبیلہ طے کی ایک شاخ بن معن کے لڑکے ثعلبہ کی بیٹی تھیں، جن کی شادی قبیلۂ کلب کے ایک شخص حارثہ بن شرحبیل سے ہوئی تھی۔ سُعدیٰ اپنے پیارے بیٹے کو اپنے میکے لے کر گئیں تو وہاں ایک انتہائی قیامت خیز حادثہ پیش آیا۔قبیلہ بن قین بن جبیر کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر دھاوا بول دیا۔سب کچھ لوٹ کر لے گئے، یہ ظالم جن لوگوں کو پکڑ کر لے گئے ان میں سعدیٰ کا پیارا بچہ ''زید'' بھی تھا۔

ان دنوں طائف کے قریب عکاظ کا میلہ لگتا تھا، جس میں ہر طرح کی ضرورت کا سامان بکتا تھا، اسی میلے میں یہ لوگ زید کو بیچنے کے لیے لے کر پہنچے۔اور حکیم بن حزام نے بچے کو خرید لیا، حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے، حکیم بن حزام کو بچہ بہت پسند آیا، وہ اسے لے کر اپنی پھوپھی کے پاس پہنچے اور اپنی پھوپھی کی خدمت میں اسے نذر کر دیا...... کچھ ہی عرصے کے بعد حضرت خدیجہؓ کا نکاح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیارے بچے کو حضرت خدیجہؓ کے یہاں دیکھا تو اس کی عادات واطوار آپ کو بہت پسند آئیں اور آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے اس بچے کو مانگ لیا۔

حضرت زیدؓ کی قسمت کھل گئی......اور وہ سرورؐ کائنات کی خدمت میں پہنچ گئے۔اس وقت حضرت زیدؓ کی عمر صرف پندرہ سال تھی، اس کے چند سال بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔حضرت زیدؓ آپؐ کی خدمت میں رہتے رہے اور اُن کی یہ خدمت گزاری اور غلامی رنگ لائی۔تاریخ کی کتابوں میں ان کو محبوبِ رسولؐ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور حضور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی معیّت اور سرپرستی میں سب سے بڑی سعادت جو حضرت زید کو ملی وہ یہ کہ خدا نے اپنی آسمانی کتاب میں ان کا ذکر فرمایا، ہزاروں سال سے کروڑوں انسان ان کے نام کی تلاوت کر رہے ہیں اور رہتی دنیا تک اسی طرح نہ جانے کتنے انسان کرتے رہیں گے۔ سورۂ احزاب میں حضرت زید کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا. (احزاب:۳۷)

''پھر جب زیدؓ نے ان سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے ان (مطلّقہ خاتون) کا آپؐ کے ساتھ نکاح کر دیا۔''

دن گزرتے رہے اور زیدؓ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے رہے، ادھر ان کے والدین کو پتہ چلا کہ ان کا جگر گوشہ مکے میں ہے، زید کے والد حارثہ اور چچا کعب تلاش میں نکلے اور تلاش کرتے کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔

حارثہ:۔ آپؐ انتہائی کریم اور شریف انسان ہیں، ہمارے بچے کو ہمارے ساتھ کر دیجئے۔ اس کی جدائی کے صدمے سے ان کی ماں کا برا حال ہے، اور ہمارا سکون بھی جا تا رہا ہے، آپؐ جو فدیہ فرمائیں گے، حاضر ہے، مگر بچے کو ہمارے ساتھ کر دیں۔

کعب:۔ آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ سے ہمیں پوری طرح توقع ہے کہ آپؐ ہمارے بچے کو ضرور ہمارے حوالے کر دیں گے، اس کے بدلے میں آپؐ جو فدیہ چاہیں گے وہ ہم بلا تامل آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

حضرت محمدؐ:۔ بے شک اپنے جگر گوشے کی جدائی تمہارے لیے بہت شاق ہوگی اور اس کی ماں بھی اس کے غم میں بے قرار ہوگی...... میں زید کو بلاتا ہوں، میری طرف سے بالکل اجازت ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو میں ہرگز کوئی فدیہ نہ لوں گا۔ تمہارا بچہ ہے، تم اُسے بالکل لے جا سکتے ہو، ہاں اگر وہ میرے پاس رہنا ہی پسند کرے تو میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ جو شخص میرے پاس رہنا چاہتا ہو، میں خواہ مخواہ اسے نکال دوں۔

حضرت محمدؐ کی بات سن کر کعب اور حارثہ بہت خوش ہوئے اور بولے آپؐ نے تو یہ انصاف سے بھی بڑھ کر درست بات فرمائی ہے، بے شک آپؐ زید کو بلایئے اور اس سے معلوم کر لیجئے۔

زید کے والد حارثہ اور چچا کعب بجا طور پر یہ خیال کرتے تھے، کہ زید جونہی انہیں دیکھے گا، ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لپٹ جائے گا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر روئے گا اور اتنے دنوں کی غلامانہ زندگی بسر کرنے کے بعد وہ آزاد ہو کر اپنے ماں باپ اور اپنے گھر کے لوگوں کے پاس پہنچنے کے لیے بے تاب ہو جائے گا۔

زید بُلائے گئے...... حضورؐ نے زید سے کہا، تم ان دونوں کو جانتے ہو؟ زید: جی ہاں، یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔

حضرت محمدؐ:۔ اچھا تم ان دونوں کو بھی جانتے ہو اور مجھ سے بھی واقف ہو، میری طرف سے تمہیں پوری آزادی ہے، تم چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ اور چاہو تو میرے ساتھ رہو۔

مگر یہ کسی عام انسان کے الفاظ نہیں تھے، خدا کے رسولؐ کے الفاظ تھے، حضرت زید اس عظیم ہستی کی غلامی میں تھے، جن کی غلامی کے مقابلے میں دنیا جہان کی بادشاہی ہیچ ہے۔

زید نے ایک نظر باپ اور چچا پر ڈالی اور حضورؐ کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا:

''میں تو آپ ﷺ کو چھوڑ کر اب کہیں نہیں جا سکتا۔''

حارث اور کعب نے خلاف توقع بیٹے کی طرف سے یہ بات سنی تو کہا زید! کیا ہم تمہارے باپ اور چچا نہیں ہیں، کیا تم آزادی کے مقابلے میں غلامی کی زندگی پسند کرتے ہو؟ اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتے ہو؟

زید کا دل دھڑکنے لگا آنسو جاری ہو گئے، اور بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

''ابا جان بے شک آپ میرے والد ہیں، بے شک یہ میرے چچا ہیں۔ بے شک میری ماں بھی مجھے یاد کر رہی ہو گی۔ لیکن میں بتا نہیں سکتا کہ میں نے کیا چیز دیکھی ہے اپنے آقا کے جو اوصاف میں نے دیکھے ہیں، اب مجھے تا زیست ان کی غلامی ہی سب سے زیادہ محبوب ہے، اب میں دنیا میں کسی کو بھی اپنے محسن آقا پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

زید کا یہ جواب سن کر حارثہ اور کعب نے کہا، زید اگر ایسی بات ہے تو ہم خوشی سے تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ تم یہیں رہو، تمہاری خوشی ہمارے لیے سب کچھ ہے۔

حضورؐ نے اسی وقت زید کو آزاد کر دیا، اور حرم میں جا کر قریش کے مجمع میں اعلان فرمایا ''آپ لوگ گواہ رہیں آج سے زید میرا بیٹا ہے، میں نے زید کو منہ بولا بیٹا بنا لیا ہے'' حارثہ اور کعب حیران تھے کہ وہ کیا دیکھ رہے ہیں، یہ کوئی خواب ہے، یا واقعی زمین پر کوئی عظیم فرشتہ اتر آیا ہے، اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد قریش کے لوگ زید کو زید بن محمدؐ کے نام سے یاد کرنے لگے۔

یہ وہی زیدؓ ہیں کہ جب حضورؐ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے، تو سب سے پہلے ایمان لائے...... حضورؐ کو ان سے کتنا لگاؤ تھا، اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حضرت عمرؓ اپنے دور میں جب حضرت اُسامہ کا وظیفہ مقرر کرنے لگے تو اپنے بیٹے کا وظیفہ ڈھائی ہزار مقرر کیا اور حضرت اسامہ کا تین ہزار اور جب حضرت عبداللہ نے شکایت کی تو فرمایا...... "عبداللہ! اسامہ کے والد تمہارے والد سے زیادہ حضورؐ کی نظر میں محبوب تھے، اور اُسامہ خود تم سے زیادہ رسولؐ کی نظر میں محبوب تھے۔"

یتیموں کا والی:

مدینے کی گلیوں میں ہر طرف چہل پہل ہے، مسلمان بوڑھے، جوان، اور ہوشیار بچے صاف ستھرے کپڑے پہنے، خوشبو لگائے عیدگاہ جا رہے ہیں، مدینے کی گزرگاہیں اور راستے تکبیر وتہلیل کی صداؤں سے گونج رہی ہیں...... ایک راستے سے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی عید کی نماز پڑھنے کے لیے عیدگاہ کی طرف ذرا تیز تیز جا رہے ہیں۔......... چلتے چلتے ایک جگہ بے اختیار آپؐ رُک جاتے ہیں، مدینے کے کچھ بچے بڑی بےفکری سے اچھے اچھے کپڑے پہنے خوش خوش کھیل رہے ہیں، کچھ فاصلے پر ایک طرف کو ایک بچہ سب سے الگ افسردہ اور غمگین بیٹھا ہے، میلے کچیلے، اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے، کھیلنے والے بچوں کو بڑی حسرت کے ساتھ دیکھ رہا ہے......

خدا کے رسولؐ اس مصیبت زدہ لڑکے کے پاس پہنچے۔ اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

"بیٹے تم نہیں کھیلتے؟ تم نے کپڑے نہیں بدلے؟ بیٹے تم اتنے غمگین اور افسردہ کیوں ہو؟

آپؐ میری مصیبت کی داستان سن کر کیا کریں گے؟...... میں ایک یتیم بچہ ہوں۔ میرے باپ نہیں ہیں...... اور میری ماں...... یہ کہتے ہوئے بچے کی آواز حلق میں گھٹنے لگی اور وہ اپنا جملہ پورا نہ کر سکا۔

خدا کے رسولؐ نے بچے کو اپنے سے کچھ اور قریب کر لیا، اور پھر پیار سے بولے، بیٹے! تمہارے ماں باپ کا انتقال کب ہوا؟" اور تم کہاں رہتے ہو؟"

میرے باپ ایک جنگ میں خدا کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، میری ماں خدا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر ہے زندہ ہیں لیکن انہوں نے دوسری شادی کر لی ہے اور میرے باپ کا چھوڑا ہوا سامان لے کر اپنے نئے گھر چلی گئیں، اور میں بھی خوشی خوشی اپنی ماں کے ساتھ گیا۔ مگر کچھ ہی دن وہاں رہا تھا کہ میرے دوسرے باپ مجھ سے خوش نہ رہ سکے اور مجھے گھر سے نکال دیا۔ اب نہ میرا کوئی گھر در ہے اور نہ کوئی ولی اور سرپرست،.......... اب مجھ پر ترس کھانے والا کوئی نہیں...... میرا کوئی بھی تو نہیں ہے۔'' لڑکے کی ہچکی بندھ گئی۔ میری امی بھی تو کچھ نہیں کرتیں...... انھیں تو مجھ سے بڑا پیار تھا مگر وہ مجبور ہیں، ان کے بس میں کیا ہے، وہ اب کچھ نہیں کر سکتیں۔

بچے کا حال سن کر اور اُسے اس طرح زاروقطار روتے دیکھ کر رحمتِ عالمؐ کی آنکھیں بھی بے اختیار بہ پڑیں...... کچھ دیر آپؐ بھی کھڑے آنسو بہاتے رہے۔ اور یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر اپنی حالت پر قابو پانے کی کوشش فرماتے رہے۔ پھر نہایت پیار و محبت کے ساتھ اس بچے سے کہا:۔

'' بیٹے کیا تم یہ پسند کرو گے کہ محمدؐ تمہارے باپ ہوں، عائشہؓ تمہاری ماں ہوں، فاطمہؓ تمہاری بہن ہوں اور حسنؓ و حسینؓ تمہارے بھائی ہوں۔

محمدؐ اور فاطمہؓ کا نام سن کر بچہ سنبھلا، اس نے حیرت اور عقیدت سے آپؐ کے نورانی چہرے کو دیکھا اور پھر نہایت احترام سے نگاہیں نیچی کر لیں۔ کچھ دیر خاموش رہا پھر انتہائی عاجزی اور ادب سے بولا۔

''یارسولؐ اللہ! مجھے معاف فرمایئے...... میں آپؐ کو پہچان نہ سکا۔ اور پہلی بار میں نے بڑی لاپروائی سے آپؐ کو جواب دیا''

نہیں بیٹے کوئی بات نہیں، خدا کے رسولؐ نے بچے کو تسلی دی۔

یارسولؐ اللہ! میرے باپ ہزار بار قربان ہیں، خدا کے رسولؐ پر، حضرت عائشہؓ سے اچھی ماں کہاں ملیں گی۔ حضرت فاطمہؓ سے اچھی بہن اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے اچھے بھائی کہاں میسر آئیں گے...... مجھ سے زیادہ خوش نصیب اور کون ہوگا کہ مجھے خدا کے رسول کا خاندان مل رہا ہے...... یارسولؐ اللہ میں دل و جان سے آپؐ کی خدمت کروں گا، کبھی آپؐ کو ذرا دُکھ نہ دوں گا۔ لڑکا کہتا رہا۔ اور اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرتے رہے۔

یتیموں کے والیؐ نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا...... اُسے اپنے گھر لائے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لو عائشہ! خدا نے عید کے دن تمہیں ایک بیٹا دیا ہے...... لو اپنے بیٹے کو نہلا دھلا کر کپڑے پہناؤ، اسے کچھ کھلاؤ، اور حضرت عائشہؓ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

یہ لڑکا آخر وقت تک خدا کے رسولؐ کی خدمت میں رہا آخر رسولِ خدا کی رخصت کا وقت آ پہنچا اور آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے تو اس لڑکے کا بُرا حال تھا، اس کی ہچکی بندھی ہوئی تھی وہ غم سے نڈھال تھا اور کہتا تھا کہ آج میں یتیم ہو گیا۔ صدیق اکبرؓ نے لڑکے کی یہ کیفیت دیکھی تو ان پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ پیار سے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آج سے تم ہمارے ساتھ رہو گے...... اور پھر یہ لڑکا ابوبکر صدیقؓ کی سرپرستی میں پہنچ گیا۔

(نوادرات۔ از شہاب الدین قلیوبی)

یتیم کا غمخوار:

غم کا مارا ایک بچہ رحمتِ عالمؐ کے دربار میں پہنچا اور فریاد کرنے لگا اس نے کہا، یا رسول اللہ! فلاں شخص نے زبردستی میرے کھجوروں کے باغ پر قبضہ کر لیا ہے اور مجھے کچھ نہیں دیتا۔

بچے کی فریاد سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس شخص کو دربارِ رسالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ شخص حاضر ہوا۔ اور دربارِ رسالت میں دونوں نے اپنا اپنا مقدمہ پیش کیا۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غور سے دونوں کے بیانات سنے اور ہر طرح اطمینان کر لینے کے بعد آپؐ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

رسولؐ کا فیصلہ یتیم بچے کے خلاف تھا۔ اپنے خلاف فیصلہ سن کر یتیم بچہ رونے لگا...... مگر زبان سے کچھ نہ کہہ سکا۔ یتیم بچے کو روتا دیکھ کر خدا کے رسولؐ کا دل بھر آیا اور آپؐ بھی رونے لگے، پھر آپؐ نے اس شخص سے کہا "بھائی واقعی باغ کا فیصلہ تو تمہارے ہی حق میں ہوا ہے، اور باغ تمہارا ہی ہے...... لیکن کیا اچھا ہو اگر تم اپنا وہ باغ اس یتیم بچے کو ہبہ کر دو...... خدا تمہیں اس کے بدلے جنت میں سدا بہار باغ عطا فرمائے گا۔

اس وقت دربارِ رسالت میں حضرت ابوالدحداحؓ بھی تشریف رکھتے تھے وہ فوراً اٹھے اور اس شخص کو خاموشی سے ایک طرف لیجا کر اس سے کہا۔

"اگر میں تمہیں اس باغ کے بدلے اپنا فلاں باغ دے دوں تو تم اپنا باغ میرے حوالے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو گے؟

''کیوں نہیں'' ...... وہ شخص فوراً راضی ہو گیا...... اس لیے کہ ابوالدحداحؓ کا باغ اس کے باغ سے کہیں زیادہ اچھا اور قیمتی تھا۔

اب ابوالدحداحؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے اور بولے یا رسولؐ اللہ میں آپؐ سے ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا پوچھو ابوالدحداحؓ! ابوالدحداحؓ نے کہا، یا رسولؐ اللہ! آپؐ جو باغ اس یتیم بچے کو دلوانا چاہتے تھے، اگر وہ باغ میں اسے دے دوں تو مجھے اس کے بدلے جنت میں باغ ملے گا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اور مسکراتے ہوئے آپؐ نے یقین میں ڈوبی ہوئی بلند آواز سے کہا، ہاں ہاں ضرور ملے گا۔

ابوالدحداحؓ خوشی سے جھوم اٹھے اور کہا یا رسولؐ اللہ! میں نے وہ باغ اپنے ایک باغ کے بدلے اس شخص سے لے لیا ہے، اور اب میں وہ باغ اس یتیم بچے کو دے رہا ہوں، خدا کے رسولؐ! آپؐ گواہ رہیں کہ میں نے صرف خدا کی رضا کے لیے ایسا کیا ہے۔

یتیم بچے کا کُملایا ہوا چہرہ کِھل اٹھا۔ اور یتیم کے غم خوار خدا کے رسولؐ کے چہرے پر بھی خوشی کی چمک دوڑ گئی...... اور ابوالدحداحؓ جنت کے باغ کا سودا کر کے خوشی سے سرشار دربارِ رسالت سے واپس ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وسلم۔

جامع اور دلکش شخصیت:

حضرت حسنؓ نے ایک دن اپنے والد حضرت علیؓ سے پوچھا۔ ابا جان! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل و کردار اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیسا تھا؟

حضرت علیؓ نے جوشِ عقیدت سے اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

''آپ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپؐ اخلاق و برتاؤ میں انتہائی نرم تھے، سہولت کی زندگی بسر کرنے والے تھے، آپؐ نہ سخت مزاج تھے اور نہ بدخو، نہ کبھی بیہودہ بات زبان سے نکالتے اور نہ کبھی کسی کی عیب جوئی کرتے، کوئی چیز پسند نہ ہوتی تو اس سے بے پروائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتتے، نہ اس کی برائی بیان کرتے، نہ رغبت کا اظہار فرماتے۔...... تین چیزوں سے آپؐ نے ہمیشہ اپنی ذات کو محفوظ رکھا، ☆ کبر وغرور سے۔ ☆ مال و دولت جمع کرنے سے۔ ☆ فضول اور لایعنی باتوں سے...... اسی طرح تین چیزوں سے آپؐ نے دوسروں کو محفوظ رکھا۔ ☆ کبھی کسی کے پوشیدہ عیوب کی کرید نہیں کی...... آپؐ صرف وہی بات کرتے جس پر خدا سے اجر و ثواب کی توقع ہوتی۔

مجلس میں جب آپؐ کچھ ارشاد فرماتے تو لوگ اس طرح خاموش، ادب اور محویت کے ساتھ سنتے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپؐ جب تک بولتے سب یکسوئی اور توجہ سے سنتے، کوئی بیچ میں آپؐ کی بات کاٹ کر نہ بولتا، جب آپؐ خاموش ہو جاتے تو لوگ اپنی بات کہتے، اگر کبھی کوئی اجنبی بدّو آپ سے سوال کرنے یا کچھ کہنے میں بے ادبی کر بیٹھتا تو آپؐ صبر وتحمل سے کام لیتے، کبھی غصے کا اظہار نہ فرماتے، لوگ ناگواری کا اظہار کر کے اسے وہاں سے ہٹانے کی کوشش کرتے تو آپؐ اسے گوارا نہ کرتے اور فرماتے، جب کوئی ضرورت مند تمہارے سامنے اپنی حاجت رکھے تو اسے مایوس نہ کرو۔ جہاں تک ہو سکے اس کی حاجت پوری کرو۔ ورنہ نرمی سے صبر وشکر کی تلقین کرو۔ اپنی تعریف سے کبھی خوش نہ ہوتے۔ ہاں اگر کبھی کسی کے جواب میں آپؐ کی طرف سے کوئی بات کہہ دی جاتی یا کسی غلط فہمی اور زیادتی کی تلافی کے لیے آپؐ کی شان میں کوئی کلمۂ خیر کہہ دیا جاتا تو اسے گوارا کر لیتے، کسی کی بات کاٹ کر آپؐ کبھی اپنی بات نہ کہتے، آپؐ کی شخصیت علم وصبر کی جامع تھی...... اپنی ذات کے لیے نہ کبھی آپؐ غضبناک ہوتے، اور نہ کبھی نفرت و بیزاری کا اظہار فرماتے۔ ہاں اگر کوئی دین کے معاملے میں سرکشی کرتا، یا کسی کا حق دباتا تو آپؐ کا غصہ اس وقت تک ٹھنڈا نہ ہوتا جب تک اس کی تلافی نہ ہو جاتی۔

چار چیزوں میں آپؐ انتہائی چاق و چوبند تھے، ان میں کبھی سستی نہ دکھاتے، ☆ نیکی اور بھلائی اختیار کرنے میں ☆ برائی اور بدی ترک کرنے میں ☆ امت کی فلاح و بہبود کے کاموں میں غور وفکر کرنے میں ☆ اور ان امور کو اختیار کرنے میں جو امت کی دنیا و آخرت کو سنوارنے والے ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے مثال مخدوم:

حضرت انسؓ ابھی دس سال کے بے شعور بچے ہی تھے کہ ان کی والدہ حضرت اُمّ سلیم ان کو سرورِ کونین کی خدمت کے لیے ان کے سپرد کر آئیں۔ حضرت انسؓ اس لاأبالی کی عمر سے برابر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے، اور شب و روز ہر طرح کے حالات میں آپؐ کی خدمت بجالاتے رہے۔

حضرت انسؓ سے کام میں کوتاہیاں بھی ہوتیں، بہت سے کام بننے کے بجائے بگڑ بھی جاتے۔ اور اس کچی عمر میں لاابالی کا اظہار بھی ہو جاتا مگر حیرت ہے کہ دس سال کی طویل مدّت میں سخت سُست کہنا تو درکنار پیکرِ عفو و کرمؐ نے کبھی زبان سے اُف تک بھی نہیں کہا......

حضرت انسؓ کا بیان ہے:

''میں نے مسلسل دس سال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارے۔ اس طویل مدّت میں کبھی ایک بار بھی میں نے یہ نہیں دیکھا کہ آپؐ مجلس کے ساتھیوں اور ہم نشینوں کی طرف اپنے پاؤں پھیلائے ہوں نہ کبھی یہ دیکھا کہ کسی نے آپؐ سے مصافحہ کیا ہو، اور آپؐ نے پہلے اپنے ہاتھ کھینچ لیے ہوں، آپؐ برابر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیئے رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا۔

میں نے کبھی یہ بھی نہیں دیکھا کہ کوئی شخص آپؐ سے ملنے کے لیے آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو، اور آپؐ اس کے پاس سے خود کبھی ہٹ گئے ہوں، آپؐ برابر کھڑے رہتے جب تک کہ وہ شخص خود ہی نہ ہٹ جاتا۔

اور میں نے جو کام بھی کیا ٹھیک ہو گیا یا خراب، کبھی حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا اور ایسا کیوں کیا، نہ کبھی یہ فرمایا کہ ایسا اور ایسا کیوں نہیں کیا۔

میں نے بارہا عطر سونگھا ہے اور اچھے سے اچھا عطر سونگھا ہے، مگر آج تک میں نے رسولؐ کی خوشبو سے بہتر خوشبو نہیں سونگھی۔''

اور آج تک میں نے کبھی یہ بھی نہیں دیکھا کہ کسی نے سرگوشی کے لیے آپؐ کی طرف سر جھکایا ہو، اور اس شخص کے سر ہٹانے سے پہلے خدا کے رسولؐ نے کبھی اپنا سر اٹھایا ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالی شوہر:

ایک دن حضرت عائشہ روٹھ گئیں، کسی گھریلو اور نجی بات پر شوہر سے اختلاف ہو گیا۔ جذبات ذرا تلخ ہو گئے۔ خدا کے رسولؐ صبر و تحمل سے کام لیتے رہے لیکن حضرت عائشہؓ کی آواز ذرا بلند ہو گئی۔ حضورؐ مسکرا مسکرا کر بات سمجھاتے رہے، لیکن حضرت عائشہؓ اسی طرح زور زور سے بولتی رہیں، اتفاق دیکھئے اسی وقت حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابو بکرؓ آ گئے۔

میاں بیوی میں اختلاف دیکھ کر قدرتی طور پر بہت غمزدہ ہوئے، ایک طرف خدا کے رسولؐ ہیں جن کی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے، اور دوسری طرف اپنی جگر گوشہ عائشہؓ ہیں...... باپ کے سامنے بھی حضرت عائشہؓ کی آواز اسی طرح اونچی رہی ابو بکرؓ برداشت نہ کر سکے، ''ہائیں! تم خدا کے رسولؐ سے یہ منہ زوری کر رہی ہو، تمہاری جرأت اب اتنی بڑھ گئی!'' غصہ میں اٹھے اور ہاتھ اٹھا کر مارنا ہی چاہتے تھے، کہ درمیان میں فخر کائنات آ گئے......... حضرت عائشہؓ سہم کر بیٹھ گئیں۔ حضرت ابو بکرؓ غصے میں باہر چلے گئے۔

خدا کے رسولؐ کب برداشت کر سکتے تھے، کہ ان کی حبیبہ حضرت عائشہؓ کے نازک دل کو ٹھیس لگے اور وہ ذرا دیر کے لیے بھی مضمحل ہوں،...... آپؐ حضرت عائشہؓ کے قریب گئے اور پیار بھرے انداز میں کہا...... کہو عائشہ کیسا بچایا...... عائشہ صدیقہ مسکرا پڑیں اور رسولؐ سے لپٹ گئیں، یارسولؐ اللہ! معاف کر دیجئے، مجھے نہ جانے کیا ہو گیا تھا، خدا معاف کرے اور رسولِ خدا کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

کچھ دنوں کے بعد ابو بکر صدیقؓ پھر بیٹی سے ملنے آئے تو دیکھا کہ مثالی شوہر اور معیاری بیوی کے گھریلو حالات میں مثالی خوشگواری ہے، کیوں نہ ہوتی امت کے لیے یہی تو نمونے کا گھرانہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ پیار و محبت کی یہ فضا دیکھ کر بہت ہی مسرور ہوئے اور خدا کے رسولؐ سے فرمایا، یارسولؐ اللہ ایک دن میں آپ دونوں کی لڑائی میں شریک ہوا تھا، اس صلح و پیار میں بھی مجھے شریک فرمایئے۔

داعیٔ اعظمؐ نے کہا۔ ہاں ہاں ضرور.........

۲۔ عائشہ صدیقہؓ صرف نو سال کی تھیں، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ماں حضرت امّ رومان زینبؓ نے ان کو بلا بھیجا۔ اب عائشہؓ کی رخصتی کا وقت تھا، دن چڑھے خدا کے رسولؐ بھی پہنچ گئے۔ اور عائشہ صدیقہؓ ایک نوعمر لڑکی رخصت ہو کر کاشانۂ نبوت میں آ گئیں...... ایک ذہین وطبّاع نوعمر لڑکی۔ لااُبالی کی نئی نئی عمر...... اور شریکِ حیات وہ جن کے کندھوں پر پورے عالم کی قیادت کا بوجھ.......... انتہائی حلیم وثقہ، عمر بھی ڈھل گئی تھی کس قدر فرق تھا دونوں کے مزاج، معیار فکر اور دلچسپیوں میں مگر مثالی شوہر نے جس طرح ایک نوعمر لڑکی کے نازک جذبات واحساسات کا خیال رکھا، جس طرح ناز وانداز برداشت کیے اور اپنی مثال زندگی سے رہتی زندگی تک خوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے جو نمونہ چھوڑا وہ خدا کے رسول ہی کا حق تھا۔

عید کا دن تھا، حرم نبویؐ کے قریب ہی کچھ حبشی اپنے سپاہیانہ کرتب دکھا رہے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ کو معلوم ہوا۔ ایک کمسن لڑکی کس طرح مطالبہ نہ کرتیں کہ میں بھی دیکھوں گی...... سرورِ کونینؐ اپنی آڑ میں اپنی حبیبہ عائشہؓ کو لے کر دروازے میں کھڑے ہو گئے اور امت کی ماں دوشِ مبارک پر ٹھوڑی رکھ کر حبشیوں کا تماشہ دیکھنے لگیں۔ دیر تک دیکھتی رہیں...... رسولِ خدا نے پوچھا، عائشہ! کیا ابھی جی بھرا نہیں، ابھی نہیں...... عائشہؓ نے بے تکلف کہا۔

اور خدا کے حبیب غیر معمولی ذمہ داریوں کے باوجود اپنی حبیبۂ پاک کو اسی طرح کھڑے یہ تماشا دکھاتے رہے...... یہاں تک کہ خود امّ المومنین ہی تھک کر ہٹ گئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ نئی دلہن کے پاس کم سن بچیاں کھیلنے کے لیے جمع ہو جاتیں گڑیوں کا کھیل ہوتا رہتا...... ایک دن خدا کے رسولؐ آئے، لڑکیاں گڑیوں سے کھیل رہی تھیں، گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پر بھی لگے ہوئے تھے۔

''عائشہؓ! یہ کیا ہے؟'' خدا کے رسولؐ نے پوچھا۔

''یہ گھوڑا ہے'' عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا۔

''گھوڑے کے پَر کہاں ہوتے ہیں؟'' رسولِ خدا نے پھر پوچھا۔

''حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے تو پر تھے''۔ عائشہ حمیرا نے برجستہ جواب دیا اور خدا کے رسولؐ اس بے ساختہ جواب پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

۳۔ شادی کے کچھ ہی دنوں بعد، مدینے سے باہر رسولِ خدا نے عائشہ صدیقہؓ سے کہا ''آؤ! دوڑ میں مقابلہ کر لیں''؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہاں کیوں نہیں'' عائشہ صدیقہؓ فوراً تیار ہو گئیں۔

اور دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ صدیقہ حمیرا کم سن تھیں اور چھریرا بدن تھا۔ آگے نکل گئیں اور خدا کے رسولؐ پیچھے رہ گئے...... عائشہ صدیقہؓ کی خوشی دیکھنے کے قابل ہو گی۔ بہت دنوں کے بعد پھر ایک ایسا ہی موقع آیا۔ اور آپؐ نے پھر تحریک کی۔ عمر کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا بدن کچھ بھاری پڑ گیا تھا...... دوڑ ہوئی تو اس بار پیچھے رہ گئیں...... اور خدا کے رسولؐ آگے نکل گئے...... آپؐ نے پہلا مقابلہ یاد دلا کر کہا عائشہ! یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔''

۴۔ رسولِ خدا سفر میں ہیں، ازواجِ مطہرات بھی ہمراہ ہیں، خدا کا کرنا حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں.......... خدا کے رسولؐ پاس پہنچے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں، وجہ معلوم کی اور تسلی دینے کی کوشش فرمانے لگے مگر آپؐ جس قدر تسلی دیتے وہ اور زیادہ روتیں، دیر تک آپؐ چادر کے پلو سے ان کے آنسو پونچھتے رہے۔

۵۔ حضرت صفیہؓ سے آپؐ کو انتہائی محبت تھی، ہرگز گوارا نہ تھا کہ ان کے دل پر میل آئے، اور ان کے نازک دل کو کوئی دکھ پہنچے۔ ایک بار آپؐ ان کے یہاں پہنچے تو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ حضورؐ کو دیکھ کر ان کا دل اور بھر آیا۔ اور زار و قطار رونے لگیں۔

حضورؐ نے پیار سے پوچھا ''صفیہ، کیوں کیا بات ہے''؟

حضرت صفیہؓ کچھ کہنے کے بجائے اور زیادہ رونے لگیں۔ خدا کے رسولؐ نے فرمایا آخر بتاؤ تو سہی کیا بات ہے؟''

''عائشہؓ اور زینبؓ نے ستا رکھا ہے، کیا بتاؤں کہتی ہیں ہم دونوں ساری بیویوں سے افضل ہیں۔ ہم رشتہ میں رسول اللہؐ کی بہنیں بھی ہیں''...... یہ کہہ کر حضرت صفیہؓ نے ایک اور ہچکی لی۔

''ارے یہ کونسی اہم بات ہے، تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ حضرت ہارونؑ میرے باپ، حضرت موسیٰؑ میرے چچا اور محمدؐ میرے شوہر ہیں...... تم مجھ سے افضل کیسے ہو سکتی ہو''...... یہ سن کر حضرت صفیہؓ کھل اٹھیں اور رسولِ خدا کا دل باغ باغ ہو گیا۔

۶۔ ایک بار خدا کے رسولؐ کہیں سفر پر جا رہے تھے، پاک بیویاں بھی آپؐ کے ساتھ تھیں، اونٹوں پر سوار قافلہ جا رہا تھا، ساربانوں نے جوش میں اونٹ دوڑانا شروع کر دیئے...... آپؐ کو فوراً عورتوں کا خیال آیا اور ساربانوں سے فرمایا۔ ذرا خیال رکھو یہ آبگینے بھی ساتھ ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے لیے آپؐ کے دل میں کیا جذبات تھے، ان کے نازک جذبات کا کس قدر لحاظ تھا۔ اس کیفیت کو آپؐ نے جس ادبی جملے میں ظاہر فرمایا، خدا گواہ ہے کہ آبگینوں کی نزاکت کا احساس ظاہر کرنے کے لیے اس بہتر انداز ممکن نہیں۔

۷۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں...... ان کی بہن ہالہ ایک بار خدا کے رسولؐ سے ملنے کے لیے گھر تشریف لائیں...... سلام کہہ کر اندر آنے کی اجازت چاہی، ہالہ کی آواز حضرت خدیجہؓ سے بہت ملتی جلتی تھی...... آپؐ کے کانوں میں یہ مانوس آواز آئی تو بے اختیار خدیجہؓ یاد آگئیں، آپؐ نے لمبی سانس لی اور مسکرا کر فرمایا ہالہؓ ہو گی۔

عائشہ صدیقہؓ یہ کیفیت بھانپ گئیں، انہیں انتہائی رشک ہوا اور بولیں، یا رسولؐ اللہ! آپؐ ایک ایسی بوڑھی عورت کو یاد کر رہے ہیں جو مر چکی ہیں اور خدا نے آپؐ کو ان سے کہیں زیادہ اچھی اور جوان بیویاں عطا فرما دی ہیں...... خدا کے رسولؐ نے کوئی جواب نہ دیا، اس وقت آپؐ پر خدیجہؓ کی یاد میں کچھ اور ہی کیفیت طاری تھی۔

شفیق باپ:

۱۔ حضرت زینبؓ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، کم سنی ہی میں ان کی شادی ابوالعاص بن ربیع سے ہو گئی تھی، ابوالعاص حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن ہالہؓ کے نورِ نظر تھے۔ حضرت زینبؓ ماں باپ کی بڑی لاڈلی تھیں۔ ماں نے جہیز بھی بڑا قیمتی دیا تھا، جہیز میں حضرت خدیجہؓ نے یمنی عقیق کا اپنا قیمتی ہار بھی بیٹی کو دیا تھا۔

مکے میں تیرہ سال دعوتِ حق کا کام کرنے کے بعد جب خدا کا حکم آیا کہ مدینے کو ہجرت کر جاؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی اور حضرت زینبؓ مکہ میں اپنی سسرال میں رہ گئیں...... دوسرے سال بدر کی جنگ ہوئی تو ان کے شوہر ابوالعاص بھی مشرکینِ مکہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔ بدر میں عبداللہؓ بن جبیر نے بہت سے دشمنوں کو قید کیا ان میں رسولؐ کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔

مکے والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے فدیے بھیجے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینبؓ کو شوہر کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو وہ بھی بے چین ہوگئیں اور ان کی رہائی کے لیے اپنی ماں کا دیا ہوا ہار اپنے دیور عمرو بن ربیع کو دے کر مدینے بھیجا۔

یہ تمام فدیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ فدیے کی چیزوں میں جب آپؐ کی نظر اس ہار پر پڑی، تو حالت غیر ہوگئی، دل بھر آیا، بیٹی کی محبت نے بھی جوش مارا اور خدیجہؓ کی یاد بھی تازہ ہوگئی، کچھ دیر آپؐ غمزدہ بیٹھے رہے۔

پھر آپؐ نے صحابہؓ سے کہا، یہ ہار محمدؐ کی بیٹی زینبؓ کا ہے جو اس کی ماں نے اسے جہیز میں دیا تھا، میں کیسے کہوں کہ ابوالعاص کو فدیہ لیے بغیر چھوڑ دو۔ مگر میرے غم کو تم لوگ سمجھ رہے ہو، تم لوگ خود ہی سوچو کہ ابوالعاص کا فدیہ کیا ہو، مناسب ہو تو یہ ہار بھی زینب کو واپس کر دو اور ابوالعاص کو بھی رہا کر دو۔

صحابہؓ نے مشورہ کیا اور کسی طرح یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ ابوالعاص کو فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا جائے، یہ امتیازی سلوک اسلامی ذہن پر بڑا گراں تھا، مشورہ یہ ہوا کہ ابوالعاص کو فدیہ لیے بغیر رہا نہ کیا جائے، لیکن رسولؐ کی بیٹی کا ہار واپس کر دیا جائے اور ابوالعاص کا فدیہ یہ ہے کہ وہ مکہ پہنچ کر رسولؐ کی بیٹی حضرت زینب کو یہاں بھیج دیں۔ ابوالعاص نے بخوشی اس بات کو منظور کر لیا۔ رسولؐ اللہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا کہ ابوالعاص کے ساتھ زید بن حارثہ کو بھی بھیج دو۔ زید مکے سے پہلے بطن یاجج میں قیام کر کے انتظار کریں۔ اور ابوالعاص زینبؓ کو ان کے پاس بطن یاجج پہنچا دیں اور زید بن حارثہ زینبؓ کو لے کر مدینے واپس آجائیں۔ زید اور ابوالعاص دونوں روانہ ہوگئے، زید بن حارث بطن یاجج میں ٹھہر گئے اور ابو العاص مکے پہنچے اور اپنے وعدے کے مطابق بطن یاجج میں حضرت زید کے پاس حضرت زینبؓ کو پہنچا گئے۔

حضرت زینبؓ کو انہوں نے مدینے روانہ کر دیا لیکن زینبؓ کے بغیر ان کے شب و روز بے نور ہوگئے۔ وہ مغموم رہنے لگے۔ ایک بار شام کے سفر میں تھے کہ بیوی کی یاد نے بے تاب کر دیا۔ اور وہ بے ساختہ یہ اشعار گنگنانے لگے:۔

''میں مقام ارا سے گزر رہا تھا، کہ زینبؓ کی یاد نے مجھے تڑپا دیا، اور بے اختیار میری زبان سے دعا نکلی...... خدا اس شخص کو شاداب اور شادکام رکھے جو حرم میں قیام پذیر ہے، اور امینؐ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکی کو خدا جزائے خیر دے، شوہر اسی بات کو یاد کر کے تعریف کرتا ہے، جس کو وہ خوب جانتا ہے۔“

ابوالعاص جب شام سے اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ واپس آرہے تھے، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے تعاقب میں ایک سوستر سوار روانہ کیے عیص کے مقام پر ان سواروں نے تجارتی قافلے کو جا پکڑا۔ مشرکین گرفتار کر لیے گئے اور ان کا سامان قبضے میں لے لیا گیا۔ مگر اسلامی شہسواروں نے دامادِ رسولؐ ابوالعاص سے کچھ نہ کہا۔

اب ابوالعاص نے مکے کے بجائے مدینہ کا رُخ کیا۔ مدینہ پہنچ کر زینبؓ کا گھر معلوم کیا اور ان کے پاس پہنچ کر ان سے پناہ کے طالب ہوئے، مسجد نبویؐ میں فجر کی نماز ہو رہی تھی، لوگوں نے ایک نسوانی آواز سنی ”میں نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم لوگوں نے آواز سنی ہے؟ عجیب معاملہ ہے کہ مسلمانوں کی کمزور ہستیاں دشمنوں کو پناہ دے رہی ہیں۔“

آپؐ گھر پہنچے تو پیاری بیٹی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے شفیق باپ سے کہا، یارسول اللہ! کیا یہ ممکن نہیں کہ ابوالعاص کے قافلے کا جو سامان چھینا گیا ہے وہ واپس کر دیا جائے،...... بیٹی کا مطالبہ سن کر آپ کا دل بھر آیا مگر خاموش رہے،...... اور کچھ دیر کے بعد، ان لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا ”ابوالعاص میری پیاری بیٹی کا شوہر ہے، اور زینب کی خواہش ہے کہ ابوالعاص کا سامان واپس کر دیا جائے...... میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ تم ضرور ایسا کرو۔ مگر تم جانتے ہو، زینبؓ کی خوشی میری خوشی ہے اگر تم ابوالعاص کے ساتھ احسان کرو تو مجھے خوشی ہوگی...... سب نے یک زبان ہو کر کہا، حضورؐ ہم آپؐ پر قربان ہم سب کچھ واپس کرنے کو تیار ہیں۔ رسولؐ خدا اپنی پیاری بیٹی کے پاس آئے اور فرمایا۔ دیکھو سامان سب واپس ہو جائے گا۔ تم ابوالعاص کی خاطر تواضع اور عزت واحترام میں ذرا کمی نہ کرنا...... رسولؐ خدا کی پیغمبرانہ نگاہیں وہ کچھ دیکھ رہی تھیں جس تک دوسروں کی نگاہیں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔

ابوالعاص سارا مال واسباب لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئے، مگر اس مرتبہ وہ بار بار مڑ مڑ کر مدینے کو دیکھتے تھے، قدم کچھ بوجھل تھے اور دل کی دنیا کچھ بدلی ہوئی تھی۔ رسولِ پاکؐ کا بے پناہ احسان وسلوک رنگ لیا، ابوالعاص مکے پہنچے۔ جس جس کا جو مال تھا ادا کیا۔ ابوالعاص ہمیشہ سے مکہ میں ایک تجربہ کار اور دیانت دار تاجر کی حیثیت سے مشہور تھے، سب کے مطالبات ادا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے بعد آپ نے اعلان کیا، مکہ کے کسی شخص کا میرے ذمہ کوئی اور مطالبہ ہو تو وہ مجھ سے وصول کر لے۔ مکے والوں نے کہا، آپ انتہائی باوفا، اور انتہائی شریف بھائی ہیں..... اب ابوالعاص دل کی بات زبان پر لائے اور کہا اس بار مدینے سے واپس ہونے کو ہرگز جی نہیں چاہ رہا تھا، مگر یہ سوچ کر واپس ہوا کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ میں نے تمہارا مال واسباب غبن کر لیا۔ اب جبکہ میں تمہارے سارے مطالبے ادا کر چکا۔ اور خدا نے یہ بوجھ میرے دل اور کندھے سے اُتار دیا، تو میں اعلان کرتا ہوں سن لو۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔''

۷ھ محرم کے مہینہ میں حضرت ابوالعاصؓ دولتِ ایمان سے مالا مال ہو کر رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ بات پوری ہوئی جس کو رسول پاکؐ کی پیغمبرانہ نگاہیں اس وقت دیکھ چکی تھیں جب آپؐ ابوالعاص کو مکے رخصت کر رہے تھے اور اس خبر سے مدینے میں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت فاطمہ زہراؓ مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے ذرا فاصلے پر رہتی تھیں۔ ایک دن خدا کے رسولؐ اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے ان کے یہاں پہنچے بات چیت ہو رہی تھی کہ شفیق باپؐ نے شفقت کرتے ہوئے فرمایا:

''لختِ جگر! تم بہت دور رہتی ہو، میرا جی چاہتا ہے کہ میں تمہیں اپنے قریب بلا لوں، شفیق باپ کے قریب رہنے کی بات سن کر حضرت فاطمہؓ بے چین ہو گئیں، بولیں یا رسول اللہ حارث بن نعمان کے کئی مکان ہیں، ایک تو آپؐ سے بہت ہی قریب ہے اگر آپؐ ان سے فرما دیں تو وہ ہرگز انکار نہ کریں گے۔''

''مگر بیٹی میں ان سے کیسے کہوں؟ مجھے تو یہ بات کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا۔ خیر خدا خود ہی کوئی انتظام فرما دے گا'' حضورؐ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرا دعائیں دیں اور رخصت ہو گئے۔

حارثؓ کو کسی طرح یہ بات معلوم ہو گئی کہ خدا کے رسولؐ اپنی بیٹی کو اپنے قریب بلانا چاہتے ہیں، وہ خود ہی دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں نے سنا ہے کہ آپؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ زہرہؓ کو اپنے قریب کسی مکان میں بلانا چاہتے ہیں، خدا کے رسولؐ خاموش تھے، حارثؓ نے کہا یارسول اللہ! میرا مال و جان سب کچھ خدا اور اس کے رسولؐ پر قربان ہے۔ آپؐ جانتے ہی ہیں کہ آپؐ کے قریب میرے کئی مکان ہیں اور خدا شاہد ہے کہ میری جو چیز آپؐ قبول فرمالیں گے، اس کا آپؐ کے پاس رہنا مجھے اپنے پاس رکھنے سے زیادہ محبوب ہوگا، یارسول اللہ! میرا جو مکان پسند ہو حاضر ہے، میری خوشی بھی یہی ہے کہ آپؐ فاطمہ زہرؓ کو اپنے قریب بلالیں۔

رسولؐ اللہ نے حارثؓ کو دعائیں دیں اور فرمایا حارثؓ! تم نے جو کچھ کہا سچ کہا، اور پھر آپؐ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرہؓ کو اپنے قریبی مکان میں بلالیا۔

۳۔ رحمتِ عالمؐ کے سب سے چھوٹے صاجزادے مدینے کے بیرونی علاقے میں ایک لوہار ابوسیف کے یہاں پرورش پارہے تھے، آپؐ اکثر پیدل وہاں جاتے، ابوسیف لوہار تھے، گھر دھوئیں سے بھرا رہتا، خدا کے رسولؐ اپنی نظافتِ طبع کے باوجود بیٹے کی محبت میں وہاں بیٹھے رہتے، اور اسی دھوئیں میں اپنے پیارے بچے کو گود میں لیتے، پیار کرتے، اپنا منہ اور ناک اس کے گالوں پر رکھتے گویا سونگھ رہے ہیں اور پھر پیدل مدینہ واپس آجاتے۔

ایک بار آپؐ ابوسیف کے یہاں پہنچے تو پیارے بچے کی سانس اُکھڑ چکی تھی حضرت انسؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی ہمراہ تھے، آپؐ لختِ جگر کو گود میں لیے بیٹھے تھے، آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں تھے..... عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے یہ منظر دیکھا تو خدا کے رسولؐ سے کہا، یارسولؐ اللہ! آپ بھی رورہے ہیں، فرمایا "ابن عوف! یہ آنسو رحمت کی نشانی ہیں"......اور آنکھوں سے آنسو پھر ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

نگاہیں حضرت ابراہیم پر تھیں، شفیق باپ کا دل دُکھی تھا، آپؐ فرمارہے تھے، "آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، دل دُکھتا ہے، مگر ہم زبان سے صرف وہی کہتے ہیں جس کو ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے اور اے ابراہیم ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے۔"

۴۔ سرورکائنات کا مستقل معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو مسجد میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جاتے اور اسی طرح جب بھی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے یہاں سے رخصت ہوتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہؓ کو بھی شفیق باپ سے ایسی ہی مثالی محبت تھی۔ رسولﷺ اللہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تسلی اور تشفی کے کلمات کہنے لگے تو فاطمہ زہرا ؓ نے حضرت انسؓ سے کہا:۔

''آخر تمہارے دل نے یہ کیسے گوارا کیا کہ منوں خاک کے نیچے خدا کے رسولﷺ کو دبا دیا ''اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے، پھر مبارک قبر پر پہنچیں اور زار و قطار روتی رہیں، پھر قبر سے مٹی اٹھائی، آنکھوں پر ملی اور یہ دو شعر پڑھے:۔

جو شخص بھی حضورﷺ کے مزار کی خاک سونگھے، اس پر لازم ہے کہ وہ پھر زندگی بھر کوئی دوسری خوشبو نہ سونگھے۔

مجھ پر جو مصیبتیں آئیں ہیں اگر یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو یہ دن رات بن جاتے۔

نرم دل نانا:

۱۔ خدا کے رسولﷺ اپنی مسجد میں خطبہ دے رہے تھے، دیکھا کہ مسجد میں حضرت حسن اور حضرت حسینؓ بھی آ رہے ہیں، مسجد کے صحن میں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے نانا جان کے پاس جلد پہنچنا چاہتے ہیں، لیکن قدم لڑکھڑا رہے ہیں اور ہر قدم پر خطرہ ہے کہ کہیں گر نہ جائیں۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے، سرخ جوڑا پہنے بڑے پیارے لگ رہے ہیں، ننھی ننھی ٹانگیں لرز رہی ہیں اور وہ نانا جان کی طرف بڑھ رہے ہیں، خدا کے رسولﷺ کچھ دیر تک تو دیکھتے رہے، مگر ضبط نہ کر سکے، ممبر سے اُترے، نواسوں کو آغوش میں لیا اور لے جا کر اپنے سامنے بٹھالیا، اب سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، خدا نے کتنی سچی بات فرمائی ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط

''فی الواقع تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے ذریعہ آزمائش ہیں۔''

آپﷺ اکثر فرمایا کرتے ''حسین میرا ہے اور میں حسین کا، خدا اس سے محبت رکھے جو میرے حسین سے محبت رکھتا ہے۔''

۲۔ حضرت حسنؓ یا حسینؓ محبت کرنے والے نانا کے پیروں پر پیر رکھے کھڑے تھے۔ آپﷺ نے دونوں ہاتھ پکڑے اور فرمایا بیٹے اور اوپر چڑھ آؤ، اور وہ اوپر چڑھتے چڑھتے اس سینے پر چڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے، جس میں پوری انسانیت کا درد تھا، نانا جان نے پیار سے نواسے کا منہ چوما اور خدا سے التجا کی، ''پروردگار! میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر۔

۳۔ خدا کے رسولؐ کسی کے یہاں مدعو تھے، تیز تیز قدموں سے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے رُک گئے۔ پیارے نواسے، حضرت حسینؓ راستے میں کھیل رہے تھے۔ آپؐ نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے، اور نواسے کو سینے سے لگانے کے لیے بلایا۔ حضرت حسین ہنستے اور دوڑتے ہوئے آئے مگر پاس آکر ہر بار کترا جاتے، اور بچ کر نکل جاتے، آخر ایک بار پکڑ میں آگئے، حضورؐ نے ایک ہاتھ ان کی تھوڑی پر رکھا اور ایک ہاتھ ان کے سینے پر، اور مبارک سینے سے جوش محبت میں چمٹا لیا۔ اور پھر بڑے پیار سے فرمایا ''حسین میرا ہے اور میں حسینؓ کا ہوں۔''

۴۔ آپؐ ایک شاہراہ سے گزر رہے ہیں، پیارا نواسہ اس کندھے پر سوار ہے، جس پر پورے عالم کی قیادت کا بوجھ تھا۔ راہ میں کسی نے کہا، کیا اچھی سواری ہاتھ آئی ہے تمہیں صاحبزادے! پیار کرنے والے نانا نے کہا، ''سوار بھی کیسا اچھا ہے۔''

۵۔ خدا کے رسولؐ نماز پڑھ رہے ہیں وہ نماز جس کے خلوص اور خشوع وخضوع کی کوئی رمق بھی مل جائے، تو پوری امت کی نماز، نماز ہو جائے۔ اسی دوران ایک پیاری معصوم بچی آتی ہے اور کندھے پر سوار ہے۔ آپؐ نہایت نرمی سے پیاری بچی کو کندھے سے اتار دیتے ہیں، اور خدا کے حضورؐ رکوع اور سجود کرتے ہیں، پھر کھڑے ہوتے ہیں تو بچی پھر سوار ہو جاتی ہے، نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو پیاری نواسی کو نہ ڈانٹتے ہیں نہ جھڑکتے ہیں بلکہ جوشِ محبت میں سینے سے لپٹا لیتے ہیں۔

ایک بار خدا کے رسولؐ کے پاس کچھ تحفے آئے، اچھے اچھے تحفے، ان تحفوں میں ایک سنہرا خوبصورت ہار بھی تھا، یہی بچی ایک کونے میں کھیل رہی تھی، خدا کے رسولؐ نے فرمایا، یہ ہار تو میں اپنے گھر والوں میں اُسے دوں گا جو مجھے بہت زیادہ پیاری ہے۔ لوگوں نے سمجھا کہ ضرور آپؐ یہ ہار حضرت عائشہؓ کے گلے کی زینت بنائیں گے..... مگر آپؐ نے کھیلنے والی پیاری بچی کو اپنے پاس بلایا، پیار کیا، اور اپنے مبارک ہاتھوں سے وہ ہار پیاری نواسی امامہؓ کے گلے میں ڈال دیا۔

۶۔ شفیقؐ نانا پیارے نواسے حسینؓ کو پیار کر رہے تھے، اسی دوران مکے کے ایک دولت مند سردار اقرع بن حابسؓ بھی خدمت میں حاضر ہوئے، اقرع بن حابسؓ نے یہ منظر دیکھا تو انہیں حیرت ہوئی کہ اتنی عظیم ہستی بچوں کو اس طرح پیار کر رہی ہے۔ اور اپنی حیرت کا اظہار کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے بولے:۔

"مجھے خدا نے دس بچے دے رکھے ہیں، مگر میں نے تو آج تک کسی ایک بچے کو بھی پیار نہیں کیا ہے" رحمتِ عالمؐ نے فرمایا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے "حسنؓ اور حسینؓ میرے گلدستے ہیں۔" جب کبھی آپؐ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ زہراؓ سے فرماتے، "فاطمہؓ! میرے بچے کہاں ہیں لاؤ انہیں،" وہ دونوں بیٹوں کو آپؐ کے پاس لاتیں، آپؐ ان کو سینے سے لپٹاتے، پیار کرتے اور ان کے رخساروں پر اپنا منہ اور ناک رکھ کر اس طرح پیار فرماتے گویا سونگھ رہے ہیں۔

۷۔ پیاری بیٹی زینبؓ نے اپنے شفیق باپؐ کے پاس قاصد بھیجا اور کہلوایا میرے بچے کی جان کنی کا نازک وقت ہے، ذرا دیر کے لیے تشریف لے آیئے۔ خدا کے رسولؐ کے پاس پیغام پہنچا تو قدرتی طور پر غمزدہ ہوئے، ضبط سے کام لیا اور قاصد سے کہلا بھیجا، بیٹی! تم پر سلامتی ہو، جو کچھ خدا نے لے لیا وہ خدا ہی کا ہے اور جو کچھ اس نے عطا فرما دیا وہ بھی خدا ہی کا ہے، ہر چیز کا اس کے یہاں وقت مقرر ہے...... بیٹی! صبر سے کام لو، تمہیں ضرور اس کا بہترین صلہ دے گا۔

حضرت زینبؓ بچے کی جاں کنی کا منظر دیکھ کر بے حال تھیں۔ جگر گوشہ گود میں پڑا اپنی آخری گھڑیاں پوری کر رہا تھا، آپؓ نے پھر قاصد بھیجا اور کہلوایا، حضورؐ ضرور تشریف لائیں بڑا سخت وقت ہے، حضورؐ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہؓ، معاذ بن جبلؓ، اُبیؓ ابن کعب، زیدؓ بن ثابت اور کچھ دوسرے صحابہؓ بھی تھے۔ خدا کے رسول بیٹی کے یہاں پہنچے تو بچے کو آپؐ کی گود میں دیا گیا۔ بچے کی جاں کنی ہو رہی تھی، معصوم بچہ آخری ہچکیاں لے رہا تھا، نواسے کی یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار آپؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپاٹپ گرنے لگے۔

سعدؓ بن عبادہ بولے یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ رو رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا یہ رحم ہے رحم، جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادب شناس بیٹا:

جعرانہ کے مقام پر آپؐ بیٹھے گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت آئیں، یہ قبیلہ بن سعد کی ایک خاتون تھیں، آپؐ نے بوڑھی عورت کو دیکھا، تو استقبال اور احترام کے لیے فوراً اٹھے۔ اور اپنے قریب ہی اپنی چادر بچھائی، پھر نہایت عزت و اکرام کے ساتھ اس بوڑھی خاتون کو بٹھایا، ادب و احترام کے ساتھ ان سے گفتگو کرتے رہے...... ایک صحابی ابوالطفیلؓ نے یہ دیکھا تو لوگوں سے پوچھا، یہ کون خاتون ہیں، جن کا آپؐ اتنا احترام فرما رہے ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ قابلِ احترام خاتون حلیمہ سعدیہؓ ہیں جنھوں نے خدا کے رسولؐ کو پالا تھا، اور اپنا دودھ پلایا تھا۔

حق شناس بھائی:

مجاہدینِ اسلام نے قبیلہ بنی ہوازن پر حملہ کیا، اور بہت کچھ سامان، لونڈی غلام قبضے میں آئے...... ان عورتوں میں حارث کی بیٹی شیما بھی تھیں۔ یہ باندیاں خدا کے رسولؐ کی خدمت میں پیش کی گئیں تو شیما دیر تک ٹکٹکی باندھے حضورؐ کو دیکھتی رہیں پھر بولیں، جانتے ہو میں کون ہوں، میں تمہاری رضاعی بہن شیما ہوں...... دیکھو یہ ہے میری نشانی، جس سے تم واقف ہو،...... حضورؐ نے وہ نشانی دیکھی تو کچھ یادیں تازہ ہوگئیں، آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ منظر یاد آ گیا جب شیما حضورؐ کو اپنی والدہ سعدیہ کے یہاں گود میں کھلایا کرتی تھیں۔

شیما بولیں، محمدؐ! تمہیں یاد ہے جب میں تمہیں گود میں لیے کھلاتی تھی اور یہ گیت گایا کرتی تھی۔

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا حَتّٰی اَرَاہُ یَافِعًا وَ اَمْرَدًا

ثُمَّ اَرَاہُ سَیِّدًا مُسَوَّدًا وَاَکْبِتْ اَعَادِیْهِ مَعًا وَالْحُسَّدًا

وَاَعْطِهٖ عِزًّا یَدُوْمُ اَبَدًا

"اے ہمارے رب! محمد کو جیتا رکھ کہ ہم اپنی آنکھوں سے ان کو جوان دیکھیں پھر ہم اس کو ایک معزز سردار دیکھیں اور اس سے حسد رکھنے والے دشمن، ذلیل اور سرنگوں ہوں، خدایا! تو اس کو ایسی عزت عطا کر جو ہمیشہ ہمیشہ رہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کا شکر ہے یہ سب کچھ آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور شیما کی آنکھوں سے خوشی کے دو موٹے موٹے آنسو ٹپک پڑے۔ رسولؐ اللہ کی نگاہوں میں بچپن کا پورا منظر گھوم گیا۔ پرانی یادیں تازہ ہوگئیں، آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اپنی پاک چادر اپنے ہاتھ سے بچھائی۔ بڑی بہن کو عزت کے ساتھ اس پر بٹھایا، کچھ دیر باتیں کرتے رہے، خوشی سے آپ کا چہرہ دمک رہا تھا، پھر بہن سے کہا، اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرو تو یہاں تمہیں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ عزت و آسائش سے یہاں رہو، اور اگر اپنے قبیلے ہی میں واپس جانا چاہتی ہو تو تمہیں وہی آرام عزت کے ساتھ روانہ کر دیا جائے۔

شیما نے کہا، پیارے بھائی! سب سے پہلے تو مجھے کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کلمہ پڑھ کر شیما اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگئیں۔ پھر درخواست کی یارسولؐ اللہ! اب مجھے میرے قبیلے ہی میں واپس بھیجنے کا انتظام فرما دیجئے۔ آپؐ نے شیما کو تین غلام، ایک باندی، ایک بکری اور کچھ نقد رقم دے کر عزت و اکرام کے ساتھ رخصت کر دیا۔

مہربان خُسر:

ایک بار حضرت علیؓ نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "یارسولؐ اللہ آپؐ اپنی بیٹی اور اپنے داماد دونوں میں کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں"؟ عجیب و غریب سوال تھا۔ مگر ہادیٔ اعظمؐ نے بھی بڑا عجیب و غریب جواب دیا "تم سے زیادہ مجھے فاطمہؓ محبوب ہے اور فاطمہؓ سے زیادہ تم مجھے عزیز ہو۔"

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان کسی بات پر ایک بار خفگی ہوگئی۔ حضرت علیؓ نے ذرا سخت رویہ اختیار کیا، فاطمہ زہراؓ روٹھ کر اپنے شفیق باپ کے یہاں پہنچیں کہ باپ کو اپنا غم سنا کر دل کا کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ پیچھے پیچھے رسولؐ اللہ کے داماد بھی گھبرائے ہوئے پہنچے اور آڑ میں کھڑے ہو گئے۔ خدانخواستہ خدا کے رسولؐ ناراض ہو گئے تو دین و دنیا تباہ ہو جائے گی۔ فاطمہؓ نے اپنے شوہر کی سختی اور غصہ کی شکایت کی، ان کی زیادتی کا حال سنایا اور زار و قطار رونے لگیں شفیق باپؐ نے اس طرح بیٹی کو روتے دیکھا تو ان کا دل بھی بھر آیا، آبدیدہ ہو گئے مگر داماد کے حق میں کوئی جملہ کہنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے بیٹی کو سمجھاتے ہوئے شفیق باپ ﷺ نے کہا ''بیٹی میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو قریش کے جوانوں میں اور اسلام لانے میں سب سے افضل ہے۔''

''بیٹی! میاں بیوی میں کبھی کبھی ایسی باتیں ہو ہی جاتی ہیں، وہ کون سے میاں بیوی ہیں جن کے درمیان کبھی کوئی رنجش کی بات نہ ہو، اور بیٹی یہ کیسے ممکن ہے کہ مرد سارے کام ہمیشہ عورت کی مرضی کے مطابق ہی کیا کرے۔ اور اپنی بیوی سے کچھ نہ کہے، بیٹی جاؤ اور اپنے گھر جاؤ، خدا تمہیں ہمیشہ خوش اور آباد رکھے اور میں تم دونوں کو خوش دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کروں''، بیٹی کے دل سے کبیدگی دور ہوگئی اور ادھر علی مرتضیٰؓ نے مہربان خسر کی مشفقانہ گفتگو سنی تو ان کا دل بھی بھر آیا، سامنے آئے۔ آنکھوں میں آنسو تھے، رقت کے انداز میں فاطمہؓ سے کہا.......... ''خدا کی قسم آئندہ تم کوئی ایسی بات نہ دیکھو گی جس سے تمہارے نازک دل کو دُکھ پہنچے۔'' فاطمہؓ کا دل بھی بھر آیا، بولیں ''نہیں، غلطی تو میری ہی تھی''، اور دونوں ایک دوسرے کی محبت سے سرشار خوش خوش اپنے گھر لوٹ گئے، رحمتِ عالم ﷺ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے..... اور پھر یہ محبت اس قدر بڑھی کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات ہوئی تو آپؓ روزانہ ان کی قبر پر بے تابانہ پہنچتے اور یہ اشعار آپؓ کی زبان پر ہوتے۔

''اے اللہ! یہ میری کیا حالت ہوگئی کہ میں روزانہ قبر پر سلام کرنے آتا ہوں..... لیکن میرے حبیبؓ کی قبر مجھے کوئی جواب ہی نہیں دیتی، اے قبر تجھے کیا ہوا کہ پکارنے والے کی پکار کا کوئی جواب ہی نہیں دیتی کیا تو احباب کی محبت سے کبیدہ خاطر ہوگئی ہے؟''

رحمدل بھتیجا:

ا۔ غزوۂ احد میں حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے، کفار کی صفوں میں ان کی جان بازی سے افراتفری مچی ہوئی تھی، جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام تھا، وحشی، جبیر نے وحشی سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ حمزہؓ کو قتل کر دے تو آزاد کر دیا جائے گا۔ اس لیے وہ برابر حضرت حمزہؓ کی تاک میں لگا رہا...... ایک موقع پر حضرت حمزہؓ، وحشی کے قریب آئے تو اس حبشی نے اپنا چھوٹا نیزہ حربہ تاک کر پیٹ میں مارا، نیزہ ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ نے چاہا کہ پلٹ کر وحشی پر حملہ کریں لیکن زخم کاری تھا، لڑکھڑا کر گر پڑے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامِ شہادت نوش کیا۔

اس غزوہ میں اگرچہ رسولِ برحق کی غیر معمولی شجاعت اور استقلال اور بے مثال تدبر وبصیرت سے مسلمانوں کی شکست، فتح میں بدل گئی تھی لیکن یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں کو اس جنگ میں سخت زک اٹھانی پڑی اور بہت مسلمان شہید ہوئے۔ اسلامی فوج جب جنگ سے واپس مدینے پہنچی تو مدینے میں گھر گھر ماتم بپا تھا، خواتین اپنے اپنے شہیدوں کو یاد کر کے نوحہ کر رہی تھیں۔ بڑا رقت انگیز منظر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا کو عورتیں اپنے جگر گوشوں اور عزیزوں کا ماتم کر رہی ہیں تو آپؐ کا دل بھر آیا، حضرت حمزہؓ کی شہادت کا منظر سامنے آگیا اور بڑے ہی رقت انگیز انداز میں فرمایا ''کیا حمزہؓ کا ماتم کرنے والا کوئی نہیں ہے''......وحشی جنگ طائف کے بعد ایمان لے آئے تھے لیکن جب بھی وحشی پر رحمتِ عالمؐ کی نظر پڑتی، چچا یاد آجاتے۔ بہت ضبط فرماتے۔ مگر ایک دن وحشی سے فرمایا تم میرے سامنے نہ آیا کرو''

۲۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں رحمتِ عالمؐ کے چچا عباس بھی قید ہو کر آئے......مسلمانوں نے قیدیوں کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر باندھ دیئے تھے، عباس برابر درد سے کراہ رہے تھے......ان کے کراہنے کی آواز رحمدل بھتیجے کے کان میں پہنچ رہی تھی......اور آپؐ بے قراری اور بے چینی میں کروٹیں بدل رہے تھے، نیند کسی کروٹ پر نہیں آرہی تھی......مگر کیسے کہتے کہ عباس کے بندھن ڈھیلے کر دو۔ آپؐ کو بے قرار دیکھ کر جان نثار بھی بے قرار ہو گئے اور سمجھ گئے کہ عباس کی کراہوں نے آپؐ کو بے چین کر رکھا ہے......لوگوں نے عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے۔ ان کے درد وکرب میں کمی آئی۔ کراہیں بند ہوئیں......تو رحمتِ عالمؐ کو بھی آرام ملا۔ اور آپؐ سو گئے۔

ضعیفوں کا ماویٰ:

۱۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بازار کی طرف جا رہے تھے۔ جیب میں صرف آٹھ درہم تھے، راستے میں ایک ضعیف عورت بیٹھی رو رہی تھی، آپؐ رک گئے۔ اس کے قریب پہنچے اور اس کے غم میں شریک ہونے کے لیے اس سے پوچھا ''بڑی بی کیوں رو رہی ہو؟ کیا حادثہ پیش آیا ہے''؟

''بی بی نے دو درہم لے کر سودا لینے کے لیے بھیجا تھا، درہم راستے میں کہیں گر گئے، اب وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا خیال کریں گی!'' یہ کہہ کر بڑھیا پھر زاروقطار رونے لگی۔آپؐ نے جیب سے دو درہم نکالے، بڑھیا کے ہاتھ پر رکھے اور اس کو تسلی دیتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

بازار پہنچ کر خدا کے رسولؐ نے دو درہم میں ایک قمیص خریدی اور واپس ہو گئے۔ واپسی میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فقیر بالکل ننگا کھڑا ہے، پھٹا پرانا چیتھڑا ٹانگوں پر باندھ رکھا اور صدا لگا رہا ہے ''جو مجھے پہنائے گا خدا اسے جنت کا جوڑا عطا فرمائے گا''۔

آپؐ ذرا رُکے، فقیر نے پھر صدا لگائی، جو مجھے پہنائے گا، خدا اسے جنت کا جوڑا عطا فرمائے گا۔'' آپؐ نے وہ قمیص اس وقت فقیر کو پہنا دی۔ اور پھر بازار کی طرف چل دیئے۔ وہاں جا کر آپؐ نے دوسری قمیض دو درہم میں خریدی اور اپنے گھر جانے کے لیے واپس ہوئے، دیکھا کہ راستے میں پھر وہی بڑھیا کھڑی رو رہی ہے۔ دریافت فرمایا، بڑی بی! اب کیا بات ہے''؟

بولی: ''یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، میں کہاں تک آپؐ کو پریشان کروں! گھر سے نکلے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ گھر والیاں انتظار کر رہی ہوں گی۔ یہاں دیر لگ گئی اتنی دیر میں پہنچوں گی تو وہ ناراض ہوں گی برا بھلا کہیں گی، سزا دیں گی...... بوڑھی ہڈیوں میں اب سزا برداشت کرنے کی تاب کہاں ہے۔'' بڑھیا یہ کہہ کر پھر زور زور سے رونے لگی...... آپؐ نے بڑھیا کی فریاد نہایت دھیان سے سنی، بڑھیا پر بڑا ترس آیا۔ اسے تشفی دی اور فرمایا چلو، اچھا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، بڑھیا خوش خوش چل دی، خدا کے رسولؐ بھی ساتھ ساتھ تھے، تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ کچھ انصار کے گھر نظر آئے۔ بڑھیا نے رسولؐ اللہ کو بتایا ''میں انہیں گھروں میں کام کرتی ہوں،...... ان گھروں کے مرد باہر گئے ہوئے ہیں، گھروں میں صرف عورتیں ہی ہیں۔''

آپؐ گھروں کے قریب پہنچے اور ذرا بلند آواز سے کہا

''اے بیبیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ''!

آواز مانوس تھی، ہر خاتون متوجہ ہو گئی مگر بالکل خاموشی رہی کسی گھر سے کوئی جواب نہ آیا۔

آپؐ نے پھر بلند آواز سے کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پھر وہی خاموشی رہی...... کسی گھر سے کوئی جواب نہ آیا۔

خواتین دروازوں کے قریب آگئیں اور مشتاق تھیں کہ دلنواز آواز پھر آئے خدا کے رسولؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تیسری بار پھر ذرا بلند آواز سے کہا:

''اے بیبیو! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبراکاتہٗ۔''

تیسری آواز پر سارے گھروں کی عورتوں نے مل کر جواب دیا

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ''...... فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ !'' آپؐ نے پوچھا، ''بیبیو! کیا تم نے میری پہلی آواز نہیں سنی تھی؟''

''یارسول اللہ! ہم نے آپؐ کا پہلا ہی سلام سن لیا تھا، اور آپؐ کی آواز پہچان لی تھی، لیکن جواب اس لیے نہیں دیا کہ آپؐ کی زبان مبارک سے سلامتی اور رحمت وبرکت کی دعائیں ہم اور ہمارے بچے بار بار سنیں''...... عورتوں نے عقیدت وارادت کا اظہار کرتے ہوئے کہا...... خدا کے رسولؐ مسکرادیئے۔ پھر فرمایا۔

''یہ تمہاری خادمہ ڈر رہی تھی، کہ تم اسے ڈانٹو گی اور سزا دو گی اتفاق سے اس کی خدا کی بندی کو دیر ہوگئی تھی...... میں اس کی سفارش کے لیے آیا ہوں'' رسولؐ خدا کے الفاظ سن کر خواتین کی آنکھوں میں آنسو آگئے......اور ایک زبان ہو کر بولیں ''یارسولؐ اللہ! یہ آپؐ کو سفارش میں لے کر آئی ہے تو آپؐ گواہ رہیں اسی وقت اس کو آزاد کرتے ہیں اب اس پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔''

باندی کی آزادی پر آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اور آپؐ ان نیک خواتین کو دعائیں دیتے ہوئے خوش خوش گھر واپس آگئے۔

۲۔ فتح مکہ ہو چکا ہے اور لوگ جوق در جوق اسلام کا شرف حاصل کرنے کے لیے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں...... آپؐ کے رفیقِ غار سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی ایک کمزور بوڑھے شخص کو لیے آرہے ہیں، بوڑھے کی ٹانگیں لرز رہی ہیں، آنکھوں کی بینائی جاتی رہی ہے۔ کمزوری کی وجہ سے سانس پھول رہی ہے...... یہ ابوبکر صدیقؓ کے والد ماجد ابوقحافہ عثمان ہیں۔ رحمتِ عالمؐ نے انہیں دیکھا تو آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا ''یارسولؐ اللہ! ان کو کلمہ پڑھا کر اسلام کے حلقے میں داخل فرمائیے۔''

خدا کے رسولؐ نے فرمایا! ابوبکر تم نے خواہ مخواہ ایک بزرگ کو اتنی تکلیف دی، میں خود ہی ان کے پاس چلا جاتا۔ اور پھر آپؐ نے ان کو کلمہ پڑھا کر اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صادق وامین:

آپؐ کی شادی ہو چکی تھی، لگ بھگ ۳۰ سال کی عمر تھی، آپؐ ہر وقت یا تو عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے یا پھر مخلوقِ خدا کی خیر خواہی، بھلائی اور فلاح کے کاموں میں لگے رہتے ملک کا حال ان دنوں بڑا ابتر تھا، ملک میں عام طور پر بدامنی تھی راستوں میں ہر وقت لوٹ مار کا اندیشہ تھا۔ مسافر اکثر لٹ جاتے تھے، غریبوں اور کمزوروں پر ہر طرف ظلم و زیادتی عام تھی۔ آپؐ اکثر سوچتے رہتے کہ ان خرابیوں کا انسداد کس طرح ہو، قبیلے کے سردار سے بھی آپؐ اکثر ملتے انہیں توجہ دلاتے، اور ان باتوں کی اصلاح اور سدھار کے لیے آمادہ کرتے رہتے...... انہیں ابتدائی کوششوں کے نتیجے میں آخر ایک انجمن قائم ہوگئی...... جس میں بنی ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم کے لوگ شامل تھے۔

اس انجمن میں شامل ہونے والے ان چند باتوں کا عہد کر کے انجمن کے ممبر بنتے تھے۔

۱۔ ہم ملک میں امن وامان قائم کریں گے۔

۲۔ ہم مسافروں اور راہ گیروں کی حفاظت کریں گے۔

۳۔ ہم غریبوں اور معذوروں کی مدد کریں گے۔

۴۔ ہم زبردستوں کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے روکیں گے۔

اس انجمن کی کوششوں سے ملک سے بہت کچھ برائیوں کا انسداد ہوا۔ لوگوں کے جان و مال کی حفاظت ہوئی اور کچھ اطمینان وسکون پیدا ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد خدا نے آپؐ کو نبوت کے منصب پر سرفراز فرمایا، اور پورے عالم کی اصلاح اور قیادت کی ذمہ داری آپؐ کے سپرد کی۔ نبوت کے زمانے میں آپؐ فرمایا کرتے، ''اگر آج بھی کوئی ایسی انجمن کے تعاون کے لیے مجھے بلائے تو میں سب سے پہلے تیار ہوں گا۔''

انہی نیک کارناموں کے باعث ملک میں آپؐ صادق اور امین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ اور آپؐ کی نیکی، صداقت، اور امانت ودیانت سے مکے کے سب لوگ واقف اور متاثر تھے۔

انہیں دنوں ایک زبردست سیلاب آیا۔ بیت اللہ کی دیواریں سیلاب سے پھٹ گئیں۔ بیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ اس کی تعمیر میں قریش کے سب ہی لوگ شریک ہوئے۔ اب مسئلہ تھا، حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا۔ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ شرف اُسے حاصل ہو، بات بڑھ گئی، چار دن اسی کشاکش میں گزر گئے۔ سخت خونریزی اور فساد کا اندیشہ پیدا ہو گیا، آخر ابوامیہ ابن مغیرہ نے ایک تجویز رکھی کہ کسی کو ثالث بنالیا جائے۔ اور وہ جو فیصلہ کرے، سب مان لیں ابوامیہ قریش کے لوگوں میں معمر بھی تھا اور سمجھدار بھی، تجویز بھی معقول تھی، سب نے مان اور یہ طے ہوا کہ کل جو شخص حرم میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔ وہی ثالث مان لیا جائے گا۔

حسنِ اتفاق دوسرے روز سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں داخل ہوئے...... آپؐ کو دیکھتے ہی لوگ خوشی سے چیخ اٹھے۔

هٰذَا الْاَمِيْنُ هٰذَا الصَّادِقُ رَضِيْنَاهُ.

''یہ امین ہیں اور یہ صادق ہیں ہم ان کی ثالثی کے لیے راضی ہیں۔''

خدا کے رسولؐ نے اپنی زبردست بصیرت اور حُسنِ تدبیر سے ایسا فیصلہ کیا کہ لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی...... آپؐ نے ایک بڑی چادر بچھائی اور اپنے دست مبارک سے حجرِ اسود اٹھا کر اس چادر پر رکھا۔ اور ہر قبیلے کے سردار سے کہا کہ چادر کو اٹھائیں، اس طرح سب قبیلوں کے سرداروں کو پتھر اُٹھانے کی سعادت حاصل ہوگئی اور پھر حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے پتھر اُٹھا کر اس کی جگہ پر اسے نصب فرمادیا۔

بے مثال فاتح:

ہجرت کا آٹھواں سال تھا۔ خدا کے رسولؐ نے مدینے میں عام اعلان کرایا کہ اسلام کے جاں باز مجاہدین تیار ہو جائیں، اور مدینے میں ہر طرف مسلم رضا کار اپنے اپنے ہتھیار دُرست کرنے میں لگ گئے گھر میں بھی آپؐ نے حکم دیا کہ ''میرے ہتھیار تیار کر دیئے جائیں ایک بڑا معرکہ درپیش ہے'' مگر آپؐ نے یہ راز کسی پر ظاہر نہ فرمایا کہ کس طرف کا قصد ہے، عائشہ صدیقہؓ نے اپنے ہاتھوں سے آپؐ کے ہتھیار تیار کیے مگر انہیں بھی یہ نہ معلوم تھا کہ اسلامی فوجیں کدھر کا رُخ کر رہی ہیں۔ البتہ عظیم لشکر کی تیاری سے لوگوں نے قیاس ضرور کر لیا تھا کہ ہو نہ ہو مکے پر چڑھائی کا منصوبہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کی دس تاریخ تھی، ہجرت کا آٹھواں سال تھا، خدا کے رسولؐ دس ہزار جاں نثاروں کی عظیم فوج کو ہمراہ لے کر نہایت شان اور دبدبے کے ساتھ مکے کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلامی فوجی جوشِ جہاد سے سرشار برابر آگے بڑھ رہی تھی، اور کافی تعداد میں مختلف قبیلوں کے لوگ آ آ کر فوج میں شامل ہو رہے تھے۔ مرّ الظہر ان پہنچ کر آپؐ نے فوجی کیمپ لگایا، حالات کا جائزہ لیا، اور اپنی پیغمبرانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے آپؐ نے اہم فوجی مصلحت کے پیشِ نظر فوج کو حکم دیا کہ ہر سپاہیہ اپنے لیے الگ آگ روشن کرے۔ دس ہزار جوان مردوں نے پورے میدان میں پھیل کر دس ہزار چولہے روشن کیے۔ پورا ریگستان وادیٔ ایمن کا منظر پیش کر رہا تھا۔

قریش کو اسلامی لشکر کی آمد کی سُن گن لگ گئی تھی تین سردار ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل ابن ورقاء تحقیقِ حال کے لیے پہنچے ٹیلے کی بلندی سے انہوں نے دیکھا تو دور دور تک ہزاروں چولہے جلتے نظر آئے، اتنا عظیم لشکر دیکھ کر اُن کے ہوش اُڑ گئے۔ رسولِ خدا کے خیمے کی حفاظت کے لیے جو دستہ متعین تھا، اس نے ان کو دیکھا اور ابوسفیان کو پہچان لیا،

حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا خدا کے رسولؐ عظیم لشکر کے ساتھ مکے آ پہنچے! ابو سفیان نے کہا، اب قریش کا کیا بنے گا!...... حضرت عباسؓ نے کہا آؤ میرے پیچھے خچر پر بیٹھوں اور رسولِ خدا سے بات چیت کرو۔

ابوسفیان حضورؐ سے بات چیت کرنے کے لیے آپؐ کے خیمے کی طرف روانہ ہوئے قریب پہنچے تو حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھا، جوشِ انتقام سے بے قابو ہو گئے۔ اور ابوسفیان سے کہا، او دشمنِ خدا آج تو قابو میں آیا ہے،...... تیز تیز رسولِ خدا کی خدمت میں پہنچے ابوسفیان کے قتل کی اجازت چاہی، مگر حضرت عباسؓ نے کہا یارسولؐ اللہ میں نے انہیں اپنی پناہ میں آپؐ کے پاس لایا ہوں...... رحمتِ عالمؐ بھی کب چاہتے تھے کہ آج خون بہایا جائے۔ ابوسفیان سے فرمایا۔ ابوسفیان! کیا اب بھی تمہیں یقین آیا؟ کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

ابوسفیان: ''کوئی اور خدا ہوتا تو ہمارے کام نہ آیا ہوتا۔''

رسولؐ اللہ: ''کیا اس میں اب بھی شک ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں''؟

ابوسفیان: ''ہاں اس میں تو کچھ شبہ ہے۔''

رحمتِ عالمؐ نے فرمایا، چھوڑ و اب اس ڈھٹائی کو، عزت کے ساتھ اسلام قبول کرلو'' اور مکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سب سے بڑے سردار نے چاروناچار اسلام کی اطاعت قبول کر لی، اسلام کے فداکاروں نے صبح تک ابوسفیان کو اپنی حراست میں رکھا مگر اس انداز سے کہ ابوسفیان کو محسوس نہ ہونے دیا۔

صبح ہوئی تو اسلامی لشکر کے جاں باز مجاہدین کداء کے راستے سے مکے کی طرف روانہ ہوئے...... حضورؐ نے حضرت عباسؓ کو اشارہ کیا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر کھڑا کر دو، کہ وہ اپنی آنکھوں سے، اسلامی فوج کی عظمت وشان کا منظر دیکھ لیں......

پہلے غفار کا لشکر اپنا پرچم لہراتا، خدا کی عظمت کا ذکر کرتا گزرا، پھر جہینہ، ہُذیم اور سُلیم کے جان باز ہتھیاروں میں ڈوبے، فداکاری کے جذبے سے سرشار، تکبیر کی صدائیں بلند کرتے گزرے، اور آخر میں انصار کے دستے اس شانِ جلال کے ساتھ گزرے کہ ابوسفیان سکتے ہیں رہ گئے۔ حضرت عباسؓ سے پوچھا یہ کون ہیں، حضرت عباسؓ نے نام بتایا اور ٹھیک اسی لمحے برابر سے انصاری فوج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ بڑی شان وشوکت کے ساتھ گزرے، ابوسفیان پر نظر پڑی تو گرج دار آواز میں کہا۔

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ اَلْيَوْمَ تَسْتَحِلُّ الْكَعْبَةَ

''آج گھمسان کی جنگ کا دن ہے، آج کعبہ کے ماحول میں بھی خونریزی حلال کر دی جائے گی۔''

سعد بن عبادہؓ جوش میں یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ان کے پیچھے دو جہاں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری تھی، اور یہ سواری سادگی اور عجز کی عجب شان کے ساتھ گزر رہی تھی۔ ابوسفیان کی نظر چہرۂ انور پر پڑی تو بولے یارسولؐ اللہ! آپؐ نے سعد بن عبادہؓ کی بات سُن لی؟

فرمایا سعدؓ نے صحیح بات نہیں کہی، آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے، آج مرحمت ومعافی کا دن ہے۔

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمُرْحَمَةِ.

''آج کا دن مرحمت اور عفو وکرم کا دن ہے۔''

اور فرمایا۔ سعد بن عبادہؓ سے فوجی علم لے کر ان کے بیٹے کے حوالے کر دیا جائے۔ آپؐ مکے میں داخل ہوئے تو دنیا کے فاتحوں سے آپؐ کی شان اور ادا بالکل مختلف تھی، نہ کوئی اکڑ تھی، نہ فخر وتعلّی کے نعرے تھے، نہ جشن کے شادیانے تھے، نہ کسی سے انتقام لینے کی قاہرانہ دھمکیاں تھیں، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتدار کے نشے کی بدمستیاں تھیں...... بلکہ عجز وانکساری سے آپؐ کا سر مبارک سواری پر اس طرح جھکا ہوا تھا، کہ پیشانی مبارک کجاوے کو چھو رہی تھی اور آپؐ سورۂ فتح کی تلاوت میں مصروف تھے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔

''بے شک ہم نے آپؐ کو کھلی ہوئی فتح عطا کر دی۔''

دریافت کیا گیا حضورؐ کہاں قیام فرمائیں گے، کیا اپنے آبائی مکان میں؟ رقت انگیز لہجے میں جواب دیا ''عقیل نے گھر کہاں چھوڑا کہ میں اس میں اُتروں؟ عقیل اپنے مکان ابوسفیان کے ہاتھ بیچ چکے تھے...... میں مقام خیف میں قیام کروں گا جہاں قریش نے ہمارے خلاف باہم عہد و پیان کیا تھا...... مقام خیف میں اترنے کے بعد آپؐ نے حرم کعبہ میں داخل ہوئے، جہاں مشرکین نے ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے۔ آپؐ ایک ایک بت کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکتے اور یہ پڑھتے جاتے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:۸۱)

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیے۔''

پھر آپؐ نے بیت اللہ میں نمازِ شکر ادا کی کچھ دیر ذکر وفکر میں مصروف رہے، کعبہ کے باہر عام ہجوم تھا، لوگ اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے بے تاب تھے۔ اس وقت آپؐ نے ایک بڑا ہی ایمان افروز خطبہ دیا۔ جو صرف مکے والوں کے لیے نہ تھا بلکہ رہتی دنیا تک کے لیے تھا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

''ایک خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو اس نے تنہا شکست دی۔

آج فخر وغرور کی تمام باتیں، خون کے سارے دعوے، مال کے تمام مطالبے میرے ان قدموں کے نیچے روند دیئے گئے۔ البتہ بیت اللہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی کے منصب اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اے قریش کے لوگو! اب جاہلیت کا غرور اور نسل ونسب کا فخر خدا نے مٹا دیا، سارے لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں پھر آپؐ نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌo (الحجرات:۱۳)

''لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے تا کہ آپس میں پہچان ہو سکے۔ لیکن خدا کی نظر میں سب سے زیادہ عزت و اکرام والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا پوری طرح باخبر ہے۔''

خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی ہر طرف سناٹا تھا لوگوں پر حیرت وہیبت طاری تھی، یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے چند سال پہلے آپؐ کو مکے سے نکالا تھا، ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپؐ کو گالیاں اور کوسنے دیئے تھے، وہ بھی تھے جنہوں نے طنز و تشنیع سے آپؐ کا دل دُکھایا تھا، وہ بھی تھے جنہوں نے شانِ رسالت میں گستاخیاں کی تھیں، وہ بھی تھے جنہوں نے آپؐ کے راستے میں میں غلاظتیں پھینکی تھیں اور کانٹے بچھائے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے پتھر برسا کر آپؐ کی ایڑیوں کو لہولہان کر دیا تھا۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آپؐ کے عزیزوں کا کلیجہ چبایا تھا اور جو آپؐ کے خون کے پیاسے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے مدینے میں بھی آپؐ کو سکون کی سانس نہیں لینے دی تھی، وہ بھی تھے جنہوں نے تپتی ریت پر مسلمانوں کو لٹا کر ان کے سینوں پر وزنی پتھر رکھے تھے۔ اور وہ بھی تھے جنہوں نے مسلمانوں کو زنجیروں میں جکڑ کر پتھریلی زمینوں پر گھسیٹا تھا۔ وہ بھی تھے جنہوں نے سعید روحوں کو شعب ابی طالب میں قید کر کے کچے چمڑے اور درختوں کی کھال کھانے پر مجبور کیا تھا۔

رحمت عالمؐ نے ان پر ایک نظر ڈالی اور پُر ہیبت لہجے میں پوچھا، جانتے ہو آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ بے بسی اور ندامت کے عالم میں ہر طرف سے ایک ہی رحم طلب صدا گونجی۔

اَخٌ کَرِیْمٌ، وَابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ

''آپؐ عالی ظرف اور شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔''

اور رحمتِ عالمؐ نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْ فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔

''آج تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

عالی ظرف فاتح نے ان کے جسموں کو تو آزاد کر دیا، مگر ان کے دلوں پر قبضہ کر لیا اور رحمتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم کا یہی سب سے بڑا کارنامہ ہے...... پھر نماز کا وقت آیا تو مؤذنِ رسولؐ حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر پُرجوش لہجے میں اذان دی اور خاتم النبیینؐ نے مرکزِ توحید میں توحید کے پروانوں کو نماز پڑھائی۔

راست باز شریکِ تجارت:

ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، صحابہ کرامؓ نے اپنے ان ساتھی کی بہت تعریف کی۔ خدا کے رسولؐ نے فرمایا، میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ پھر سائب نے بتایا کہ میں نے ایک عرصے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت میں تجارت کی ہے، اور میں نے ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاملہ کا کھرا پایا، ایک دوسرے صحابی قیس مخزومی نے بھی کچھ عرصے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت میں کاروبار کیا تھا۔ قیس مخزومی کا بیان ہے کہ میں نے معاملات میں ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راست باز اور صادق پایا اور آپؐ کا معاملہ ہمیشہ صاف رہا۔

مکہ میں سب سے بڑا کاروبار حضرت خدیجہؓ کا تھا، مکے سے جب کوئی تجارتی قافلہ چلتا تو صاحب طبقات ابن سعد کے بقول آدھا مال اگر تمام مکے والوں کا ہوتا تھا تو آدھا مال حضرت خدیجہؓ کا ہوتا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے حضرت محمدؐ کی راست بازی، حسنِ معاملہ اور امانت و دیانت کا حال سنا تو ان سے درخواست کی کہ اگر آپؐ شام کو میرا مالِ تجارت لے جانا پسند کریں تو میں آپؐ کو منافع کا اس سے دوگنا حصہ دوں گی جتنا دوسروں کو دیتی ہوں، حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کی یہ پیش کش قبول فرمالی اور تجارت کا مال لے کر شام کی طرف روانہ ہوگئے۔

خدا کے فضل و کرم سے اس سفر میں کافی نفع ہوا اور کاروبار میں بڑی خیر و برکت ہوئی۔ آپؐ سفر سے واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ کو سارا حساب سمجھایا، خدیجہؓ نے دیکھا کہ اس بار تو خدا کی عنایت سے بڑی ہی خیر و برکت ہوئی، وہ بہت متاثر ہوئیں، پھر جب سفر کے ساتھی غلام نے آپؐ کی پاک بازی، دیانت، سچائی اور راست بازی کے حالات سنائے تو حضرت خدیجہؓ کے دل میں آپؐ کے لیے اور جگہ پیدا ہوئی اور آخر کار اس سفر کے تین مہینے بعد حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں نکاح کا پیغام بھجوایا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال کی تھی اور آپؐ اس وقت صرف ۲۵ سال کے تھے، خدا کے رسولؐ نے اپنی رضامندی دے دی اور آپؐ کا نکاح حضرت خدیجہ کے ساتھ ہو گیا۔

بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا:

۱۔ مکہ کو فتح ہوئے ابھی ایک ہی دن گزرا تھا، خدا کے رسولؐ بڑے جذبے کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ فضالہ ابن عمیر نے آپؐ کو دیکھا کہ بڑے انہماک اور دلبستگی کے ساتھ آپؐ طواف کر رہے ہیں، اسے شیطان نے اکسایا، اور وہ آپؐ کو (توبہ توبہ) قتل کرنے کے ناپاک ارادے سے آپؐ کی طرف چل دیا۔ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپؐ متوجہ ہوئے اور پوچھا، ''کیا فضالہ آرہا ہے؟''

فضالہ: ''جی ہاں میں فضالہ ہوں''

رسولؐ اللہ: ''بتاؤ کس ارادے سے آئے ہو؟''

فضالہ: ''جی کوئی خاص ارادہ نہیں، بس اللہ اللہ کر رہا ہوں''۔

رسولؐ اللہ فضالہ کا یہ جواب سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا: ''فضالہ تم تو کسی اور ارادے سے آئے ہو''، فضالہ حیرت زدہ رہ گیا، آپؐ نے نہایت شفقت کے ساتھ کہا، ''فضالہ تم اپنے رب سے اپنے لیے معافی مانگو''، اور آپؐ نے اس کے سینے پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ دیا۔

فضالہ کہتے ہیں ''حضورؐ کا ہاتھ رکھنا تھا کہ میرے دل کو عجیب قسم کا سکون اور سرور حاصل ہوا۔ اور میرے دل کی عجیب کیفیت ہو گئی۔ ابھی چند لمحے پہلے میں جس شخص کو قتل کرنے آیا تھا، اب اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی تھی، اب میرے لیے رسول اللہ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ میں کچھ دیر ٹکٹکی باندھے اس عظیم ہستی کو دیکھتا رہا، میرے دل کی روشنی برابر بڑھتی رہی، اور میری روح کو ایسی فرحت حاصل ہو رہی تھی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں اس روحانی سرور اور کیفیت کے ساتھ یہاں سے گھر کے لیے واپس ہوا۔ عشق رسولؐ سے سرشار چلا جا رہا تھا، راستے میں وہ محبوبہ مل گئی جس کے پاس میں پہروں بیٹھا کرتا تھا اور جس کی محبت میرے دل کے ریشے ریشے میں پیوست تھی، اس محبوبہ نے حسب معمول دلنواز انداز میں میرا استقبال کیا اور مجھے بلایا۔......... میں نے کہا، نہیں اب میں تمہارے قریب نہیں آسکتا، میں نے اپنا ہاتھ محمدؐ کے ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دے دیا ہے۔اب ان کی محبت کے ساتھ کوئی دوسری محبت جمع نہیں ہو سکتی۔"

۲۔ نبوت کا تیرھواں سال تھا، ماہ صفر کی ستائیسویں شب تھی...... نہایت ہی تاریک اور بھیانک شب، کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر گھیر رکھا تھا، فیصلہ یہ تھا کہ جونہی حضورؐ باہر تشریف لائیں گے، سب یکبارگی تلواروں سے حملہ کر دیں گے...... اور اپنے ناپاک منصوبے میں کامیاب ہو جائیں گے۔خدا کے رسولؐ نے الٰہی ہدایات کے تحت اپنے جواں سال بھائی حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے، کفار کے گھیرے سے باہر نکل گئے۔اور وہ قلب ونظر کے اندھے کچھ نہ دیکھ سکے، صبح جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ خدا کے رسولؐ تو خدا کی حفاظت میں تشریف لے جا چکے، تو دانت پیستے رہ گئے۔وہ حیران تھے کہ کیا ہوا، اور کیسے ہوا!

کفارِ مکہ نے حضورؐ کے بے بہا سر کی قیمت مقرر کی اور اعلان کیا کہ جو شخص بھی (توبہ توبہ) محمدؐ کا سر کاٹ کر لائے گا، یا آپؐ کو زندہ گرفتار کر کے لائے گا، اُسے انعام دیا جائے گا۔ بہت بڑا انعام، سو موٹے تازے اونٹ، بہت سے لالچیوں کی رال ٹپکنے لگی، انعام کے لالچ میں سب سے پہلے جو شخص رسول اللہ کا پیچھا کرنے کے لیے دوڑا وہ سراقہ بن مالک بن جعشم تھا، خدا کے رسولؐ نے گھر سے چلنے کے بعد ایک غار میں پناہ لی، یہ غار مکے سے خاصے فاصلے پر تھا اور غارِ ثور کے نام سے یاد کیا جاتا تھا...... خدا کے رسولؐ نے تین دن یہاں قیام فرمایا اور چوتھے دن وہاں سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی اور دوشنبہ کا دن تھا، آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ایک غلام عامر بن فہیرہ تھے، اور راستہ بتانے کے لیے عبد اللہ بن اریقط تھے ان کو رہنمائی کے لیے آپ معاوضہ پر ساتھ لے گئے تھے۔

آپؐ سمندر کے کنارے کنارے جا رہے تھے، جب آپ رابغ اور ساحلِ بحر کے درمیان میدان سے گزر رہے تھے، تو یکا یک آپؐ پر سراقہ بن مالک بن جعشم کی نظر پڑی وہ خوشی سے اچھل پڑا اور اس نے اپنا برق رفتار گھوڑا آپؐ کے تعاقب میں ڈال دیا۔سراقہ سر پر خود رکھے، نیزہ تانے، چمکتے ہتھیار بدن پر سجائے، اپنی گھوڑی کو سرپٹ دوڑا رہا تھا...... اور دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا، کہ اب کامیابی یقینی ہے، سو اونٹوں کے لالچ میں اس نے اپنی گھوڑی کو ایک اور ایڑ لگائی۔قدرت مسکرائی اور دوسرے ہی لمحے اس کی صبا رفتار گھوڑی گھٹنوں کے بل زمین پر دھڑام سے گری سراقہ بھی منہ کے بل زمین پر اوندھا گرا مگر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اٹھا گھوڑی کو اٹھایا، چند قدم ٹہلایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر کود کر گھوڑی پر سوار ہو گیا۔

خدا کے رسولؐ ذکر و فکر میں مشغول اپنے رب سے لو لگائے، بے فکری کے ساتھ چلے جا رہے تھے، دشمن جب بالکل ہی قریب پہنچا تو آپؐ کو اطلاع کی گئی...... آپؐ نے ایک نظر سراقہ پر ڈالی اور اپنے خدا سے فریاد کی۔ ''پروردگار! تو ہمیں اس کے شر سے بچا۔'' زبانِ مبارک سے دعا کا کلم پورا ہوا ہی تھا، کہ گھوڑی کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ دھڑ رام سے زمین پر آ رہا، اور سمجھ گیا کہ خدا نے حفاظت کا خصوصی فیصلہ فرمایا ہے، نہایت عاجزی کے ساتھ اس نے جان کی امان طلب کی، خدا کے رسولؐ نے جان کی امان دی، سراقہ نے کہا، محمدؐ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپؐ کے تعاقب میں آنے والے ہر شخص کو راستے سے ہی لوٹاتا رہوں گا...... سراقہ وعدہ کر کے پلٹا تو حضورؐ نے فرمایا، ''سراقہ: اس وقت تمہاری شان و شوکت کا کیا حال ہو گا! جب تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔''

چند سال ہی گزرے تھے، کہ خدا کے رسولؐ کا سر کاٹنے والا یہ سراقہ، رسولِ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا، یا رسولؐ اللہ! مجھے اپنے فدا کاروں میں شامل فرمایئے خدا کے رسولؐ نے سراقہؓ کو کلمہ پڑھایا..... اور اس دل چھیل دینے والے واقعہ کے بارے میں ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لائے۔

فاروقِ اعظمؓ کے دور میں جب مدائن فتح ہوا۔ اور کسریٰ کے تاج اور طلائی بیش قیمت زیورات فاروق اعظمؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو امیرالمومنین فاروق اعظمؓ نے سراقہؓ کو اپنے پاس بلایا اور ان کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے، کچھ دیر دیکھتے رہے، پھر فرمایا ''اللہ اکبر، اس بے نیاز کی بھی کیا شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن، اس نے عرب کے بدّو سراقہ کو پہنائے۔

۳۔ ہجرت نبویؐ کا تیسرا سال تھا، بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے قریش بے تاب تھے، ایک شخص عمیر بن وہب حضورؐ کا کٹر دشمن تھا، صفوان ابن امیہ نے اُسے زبردست انعام دیا اور اس مقصد سے مدینہ منورہ بھیجا کہ وہاں جا کر وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے (توبہ توبہ) عمیر نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی، اور حضورؐ کے خون سے اپنی پیاس بجھانے کے لیے مدینے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوا۔

نبیؐ کے جاں نثاروں نے اس کے تیور پہچان کر اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنا چاہا، مگر رحمتِ عالمؐ نے ہرگز گوارا نہ کیا، آپؐ نے نہایت شفقت سے عمیر کو اپنے پاس بٹھایا، محبت کے ساتھ اس سے باتیں کیں اور پھر چپکے سے اس پر وہ راز ظاہر فرما دیا جس ارادے سے وہ آیا تھا، رحمتِ عالمؐ کی زبان سے یہ سن کر وہ سناٹے میں آ گیا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اور سمجھ گیا کہ میری قضا مجھے یہاں لائی تھی، اب یہاں سے بچ کر نکلنے کی کوئی راہ نہیں۔ خدا کے رسولؐ نے اس کی یہ کیفیت بھانپ لی، اُسے اطمینان دلایا اور فرمایا۔ تم آرام سے رہو یا جاؤ، کوئی تم سے کچھ نہ کہے گا...... یہ بے مثال شانِ کرم دیکھ کر اس کے دل کی گرہیں کھل گئیں، نفرت نے محبت کا روپ دھار لیا۔ وہ اندھیرے سے روشنی میں آ گیا۔ اپنی پیشانی سے ندامت کا پسینہ پونچھا۔ اور کہا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان مجھے کلمہ پڑھایئے اور اپنے جاں نثاروں میں شامل فرمایئے۔ عمیر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر مکے پہنچے، اور وہاں اسلام کی دعوت و اشاعت میں لگ گئے۔

۴۔ رحمتِ عالمؐ کو سفر کرتے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے، اور اب وہ مکے سے دور اور مدینے سے قریب تھے۔ قریش نے رسولِؐ پاک کا سر لانے کے لیے بھاری انعام کا اعلان کیا تھا۔ بریدہ اپنی قوم کا سردار اور سمجھ دار آدمی تھی، مگر انعام کے لالچ میں رسولِؐ پاک کی فکر میں سرگرداں تھا، یہ اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ آپؐ کی تلاش میں نکلا تھا، راستہ میں ایک دن خدا کے رسولؐ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اور اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مگر جب خدا کے رسولؐ سے بات چیت کی تو دل کی دنیا بدل گئی...... اور اسی وقت اپنے ساتھیوں سمیت ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے...... رسولِؐ خدا کے چند بولوں نے بریدہ اسلمی کی قسمت بدل دی، بریدہ اسلمیؓ نے پگڑی اتار کر اپنے نیزہ پر باندھی اور اس کا پھریرا ہوا میں اڑاتے اور یہ خوشخبری سناتے ہوئے آگے آگے روانہ ہوئے۔

''امن کا بادشاہ، صلح کے حامی اور عالم انسانیت کو عدل و انصاف اور نیکی سے مالا مال کرنے کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیانت دار خریدار:

طارق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں میں ''مکے کے ایک بازار ''سوق المجاز'' میں کھڑا تھا، کہ ایک آدمی وہاں آیا، وہ پکار پکار کر لوگوں سے کہہ رہا تھا۔

یَآأَیُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا.

''لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو، کامیاب ہو جائے گے۔''

اس آدمی کے پیچھے پیچھے ایک دوسرا شخص تھا، جو اس کے کنکریاں مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا لوگو اس آدمی کو سچا نہ سمجھو، یہ بڑا جھوٹا ہے۔''

لوگ کہہ رہے تھے یہ پہلا شخص تو بنی ہاشم کے خاندان کا ہے اور اپنے آپؐ کو خدا کا رسول بتاتا ہے اور یہ دوسرا شخص اس کا چچا عبدالعزّ ی (ابولہب) ہے۔

اس واقعہ کو برسوں گزر گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینے چلے گئے، اور وہیں رہنے لگے تھے...... بات پرانی ہوگئی تھی عرصے کے بعد ہم چند افراد ایک بار کھجوریں خریدنے کے لیے مدینے گئے۔ مدینے کے قریب پہنچ کر ہم ٹھہر گئے، کہ منہ ہاتھ دھو کر اور کپڑے بدل کر شہر کے اندر جائیں گے...... اتنے میں ایک شخص آتا دکھائی دیا یہ شخص دو پرانی چادریں اوڑھے ہوئے تھا، اس نے ہمیں سلام کیا اور پھر پوچھا، ''کہاں سے آئے ہو، اور کہاں کا ارادہ ہے؟''

ہم نے بتایا کہ ''ہم لوگ زبدہ سے آئے ہیں اور یہیں تک آئے ہیں'' پوچھا ''یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟''

''ہم نے کہا، مدینے کی شیریں کھجور خریدنے آئے ہیں''

ہمارے پاس ایک خوبصورت سرخ اونٹ بھی تھا، جس کے مہار پڑی ہوئی تھی،

آنے والے اس شخص نے پوچھا، ''اونٹ بیچو گے؟'' ہم نے کہا بیچیں گے، مگر کھجوروں کے بدلے اور اتنی کھجوریں لیں گے'' ہمارا جواب سن کر وہ شخص خاموش رہا ایک لفظ بھی نہیں کہا، کہ تم زیادہ کھجوریں مانگ رہے ہو کچھ کم کردو بلکہ اس نے اونٹ کی مہار پکڑی اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم حیرت سے اسے دیکھتے رہے جب وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور شہر میں پہنچ گیا تب ہمیں ذرا فکر ہوئی اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا..... ارے! یہ ہم نے کیا کیا، ایک اجنبی کو اونٹ حوالے کر دیا، نہ ہم اسے جانتے ہیں، نہ اس کا پتہ معلوم ہے، اب کیا ہو گا۔ ہودج میں بیٹھی ہمارے سردار کی بیوی ہماری گفتگو سن رہی تھیں، کہنے لگیں "تم ذرا فکر نہ کرو..... میں نے اس خریدار کا چہرہ دیکھا تھا، اس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن تھا، یہ شخص دھوکا نہیں دے سکتا...... میں ذمہ داری لیتی ہوں اگر یہ نہیں دے گا تو میں دوں گی۔"

یہ بات چیت ہو رہی تھی، کہ مدینے کی طرف سے ایک شخص تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آیا، اور بولا مجھے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، اونٹ کی قیمت کی کھجوریں دی ہیں، اور تمہاری مہمانی کے لیے بھی الگ سے کھجوریں دی ہیں..... یہ لو قیمت کی کھجوریں تول کر دیکھ لو، ہم لوگوں نے اس سے کھجوریں لیں، اور خوب سیر ہو کر کھائیں اور پھر شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہی شخص مسجد کے منبر پر کھڑا تقریر کر رہا ہے۔

لوگو! صدقہ وخیرات دیا کرو۔ صدقہ وخیرات دینا تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ خرچ کرو، ماں باپ پر، بہن بھائیوں، پر قریبی رشتہ داروں پر اور اسی طرح درجہ بدرجہ سارے عزیزوں پر۔"

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم:

تعلیم وتربیت

☆ ایمان والوں پر خدا نے بہت بڑا احسان کیا ہے

☆ خود انہی میں سے ایک پیغمبر اٹھایا

☆ جو انہیں اللہ کی آیات سناتا ہے

☆ ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے

☆ اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی ہوئی

گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اُمی ﷺ کا اصل کام

تعلیم و تبلیغ، وعظ و تلقین اور تربیت و تزکیہ ہی وہ اصل کام ہے جس کے لیے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، قرآن کا ارشاد ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ. (الجمعہ:۲)

”وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسولؐ خود انہی میں سے اٹھایا
جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے
اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔“

خدا، خلقِ خدا اور تاریخ گواہ ہے کہ داعیٔ اعظمؐ نے اپنے اس اصل کام کو جس حُسن و خوبی سے انجام دیا وہ انہی کا حق ہے، میدانِ عرفات میں ڈیڑھ لاکھ انسانوں نے خدا کو گواہ بنا کر اور رو رو کر یہ اعتراف کیا کہ اے رسولؐ! آپؐ نے تبلیغ و تلقین اور وعظ و نصیحت کا حق ادا کر دیا۔ اور داعیٔ اعظمؐ نے تین بار احساسِ فرض سے بے قرار ہو کر آسمان کی جانب انگلی اٹھا کر امت کے اس اعتراف پر خالقِ کائنات کو گواہ بنایا۔

تعلیم و تربیت اور تلقین و تزکیہ کا جو عظیم کارنامہ آپؐ نے انجام دیا، اس پر جب ہم غور کرتے ہیں، تو عقل حیران رہ جاتی ہے اور یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ جو کچھ اور جس طرح آپؐ نے کیا، وہ ایک انسان اپنی بصیرت کے بل بوتے پر ہرگز نہیں کرسکتا، دل کی گہرائی سے ماننا پڑتا ہے، کہ جس خدا نے آپؐ کو اس عظیم کام پر لگایا تھا، اس نے خصوصی طور پر اس کام کے لیے آپؐ کو تیار بھی کیا تھا، آپؐ امی تھے، نہ کسی کے شاگرد تھے نہ کسی سے کچھ پڑھا تھا، اور نہ کسی سے کوئی تربیت حاصل کی تھی، خدا ہی نے آپؐ کو بہترین تعلیم دی اور خدا ہی نے اس خدمت کے لیے آپؐ کی خصوصی تربیت فرمائی۔ ایک موقع پر آپؐ نے اظہارِ تشکر اور اعترافِ نعمت کرتے ہوئے فرمایا:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ

مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور کیا ہی خوب ادب سکھایا۔

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِیْ

مجھے میرے رب نے تعلیم دی اور کیا ہی خوب تعلیم دی۔

آپؐ انسانی فطرت اور انسانی نفسیات اور احساسات کے غیر معمولی نبض شناس تھے، اور خدا نے اس سلسلے میں آپؐ کو غیر معمولی بصیرت عطا فرمائی تھی، انسانی نفسیات انتہائی پیچیدہ ہیں، اس کے لیے جذبات و احساسات نہایت نازک ہیں، نفس کی فریب کاریاں انتہائی پر پیچ اور حسین ہیں، عدوّ مبین کی ریشہ دوانیاں انتہائی لطیف اور زمین دوز ہیں، اور راہِ حق کی طرف آنا اور اس پر جمنا، اور برابر آگے بڑھتے رہنا واقعی بال سے باریک اور تلوار سے تیز پُل کو پار کرنا ہے...... ان نزاکتوں کے باوجود داعیٔ اعظمؐ نے تعلیم و تلقین اور تربیت و تزکیہ کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے اس پر جس قدر غور کریں گے آپؐ کی عظمت کا احساس بڑھتا جائے گا۔

ذیل میں ہم داعیٔ اعظمؐ کی تعلیم و تربیت کے چند نمونے پیش کرتے ہیں، جس سے اندازہ ہوگا کہ مختلف موقعوں پر آپؐ نے اپنی حکمت و بصیرت کے تحت تعلیم و تربیت کے لیے کیا کیا انداز اختیار کیے اور کس طرح دلوں کی دنیا بدلنے میں آپؐ کو غیر معمولی کامیابی ہوئی۔ انسانی نفسیات و احساسات کی نبض شناسی سے آپؐ نے کس طرح فائدہ اٹھایا، آپؐ کی کوششوں میں زبردست انقلابی تاثیر کیوں پیدا ہوئی۔ اور آپؐ کو اپنا اصل کام بحسن و خوبی انجام دینے میں حیرت انگیز کامیابی کیوں ہوئی۔

مجلسِ نکاح میں موت کا ذکر:

مجلس نکاح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر خطبہ میں یہ آیت پڑھتے تھے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران:۱۰۲)

”اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں موت آئے تو اس حالت میں کہ تم خدا کے فرماں بردار اور مسلم ہو۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کی مجلس خوشی اور مسرت کی مجلس ہوتی ہے، اس وقت خوشی کے جذبات میں انتہائی ہیجان ہوتا ہے...... اور آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہر طرف سے اسے ایسی باتیں، ایسے خیالات، ایسے محرکات اور ایسا رویہ میسر آئے جو اس کی مسرتوں میں اضافہ کا باعث ہو، رنج وغم کے لطیف سائے سے بھی وہ اپنی اس مجلس کو بوجھل بنانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ انسانی نفسیات کے ماہرین سے بھی اگر آپ پوچھیں تو کوئی ایک بھی اس حق میں نہ ہوگا کہ شادی کی مجلس میں موت جیسی غم انگیز اور ہولناک چیز کا تذکرہ کیا جائے، مگر انسانی فطرت اور نفسیات کے سب سے بڑے نبض شناس اس پرمسرت موقع پر بھی موت کا ذکر کرتے ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ موت کا ذکر کبھی اتفاقی طور پر کر دیا ہو، بلکہ بالعموم کرتے ہیں، اس کی حکمت و مصلحت کیا ہے؟...... حکمت و مصلحت پر ہم اس لیے غور کر رہے ہیں اور اس ذکر کی ضرورت کا احساس ہمیں اس لیے ہو رہا ہے، کہ داعیٔ اعظمؐ نے ایسا کیا ہے...... ورنہ ہمارا فیصلہ بھی یہی ہوتا کہ شادی کی پرمسرت مجلس میں موت کا تذکرہ قطعًا بے جوڑ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ عام طور پر غم اور خوشی کے ہنگامی حالات میں ہی انسان کے بھٹکنے، حدودِ الٰہی سے دور جا پڑنے اور اپنے مقام کو بھول جانے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اور موت کی یاد ہی وہ چیز ہے جو آدمی کو چوکنا رکھتی ہے، کہ کل خدا کو بھی منہ دکھانا ہے، اور پل پل کا حساب دینا ہے۔ شادی کا موقع خوشی و مسرّت کے ہجوم کا موقع ہوتا ہے۔ جذبات میں زبردست ہیجان ہوتا ہے اور قدم قدم پر یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آدمی ڈگمگا جائے، ایمان کے تقاضوں کو بھول جائے اور فرمانبرداروں کے بجائے نافرمانوں کی روش اختیار کر لے۔ اس لیے انسانی نفسیات کے سب سے بڑے نبض شناس نے اس موقع پر یہ آیت تلاوت فرمائی اور مجلس کو یہ تنبیہ کی کہ کیسے ہی ہنگامی حالات ہوں ایمان لانے کے بعد مومن کو مرتے دم تک فرماں برداری کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ مومن کو موت آئے تو اس عالم میں کہ وہ خدا کا اطاعت گزار اور مسلم ہو، جذبات کے ہیجان میں وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو کل اس کے لیے رسوائی کا باعث ہو، پیغمبرؐ کی نگاہ ہمیشہ آخرت کی دائمی کامیابی پر ہوتی ہے، اور یہ کتنے بڑے گھاٹے کی بات ہے کہ آدمی چند لمحوں کی عارضی خوشی کے لیے ابدی زندگی کی ابدی خوشی کو برباد کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کا صحیح تصور؟

دین کا صحیح تصور کیا ہے؟ یہ محض ایک علمی سوال ہی نہیں ہے، نہ اس کا جواب معلوم کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ آپ کی معلومات میں اضافہ ہو، یہ ایک عملی اور بنیادی سوال ہے، اس سوال کا صحیح جواب حاصل کیے بغیر نہ آپ دین کی راہ پر چل سکتے ہیں، نہ اس کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں اور نہ اُس فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، جس کی خاطر آپ نے دین قبول کیا ہے،...... اسی اہمیت کے پیش نظر آپؐ نے اس حقیقت کو ذہن نشین کرانے کے لیے وہ پیغمبرانہ انداز اختیار کیا ہے، جس سے زیادہ مؤثر، عبرت آموز، انقلابی اور دل نشین انداز ممکن ہی نہیں ہے۔

صحابہ کرامؓ کی ایک نشست میں آپؐ نے سوال اٹھایا:۔

اَتَدْرُوْنَ مِنَ الْمُفْلِسِ؟ ''جانتے ہو مفلس اور نادار کون ہے؟''

صحابہ کرامؓ نے جواب دیا۔

اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ

ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو اور نہ مال و متاع۔

یہ جواب دینے کے بعد صحابہ کرام انتہائی اشتیاق، دلچسپی اور حقیقت طلب نگاہوں کے ساتھ متوجہ تھے کہ آخر خدا کے رسول آج کون سی حقیقت ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَكٰوةٍ وَیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَاعَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ (مسلم)

''میری امت کا اصل مفلس اور دیوالیہ وہ شخص ہے، جو قیامت کے روز اپنی نمازوں، روزوں اور زکوٰۃ کا توشہ لیے ہوئے خدا کے حضور آئے گا مگر اس طرح آئے گا کہ فلاں شخص کو اس نے گالی دی ہے، فلاں شخص پر تہمت لگائی ہے، فلاں شخص کا مال کھایا ہے۔ فلاں شخص کا ناحق خون بہایا ہے، اور فلاں کو مارا پیٹا ہے۔ تو اس کی یہ ساری نیکیاں خدا ان (فریادی) لوگوں پر تقسیم کر دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا، کچھ اس کو دے گا اور کچھ اُس کو .... اب اگر اس کی یہ ساری نیکیاں فریاد کرنے والوں پر کی ہوئی زیادتیوں کی تلافی سے پہلے ختم ہوگئیں تو پھر فریاد کرنے والوں کے گناہوں کا وبال اس کے سر ڈال دیا جائے گا۔ اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اپنے اٹھائے ہوئے سوال کے جواب میں آپ نے جو توضیح فرمائی اس میں سننے اور پڑھنے والوں کو جو چیز بے حد متاثر کرتی ہے وہ آپؐ کا پیغمبرانہ اندازِ تفہیم ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ مؤثر، دلنشین اور انقلاب انگیز اندازِ تفہیم ممکن نہیں ہے...... اس پیرایۂ بیان کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ ہر سننے والا لرز جائے وہ اپنے انجام کی فکر میں بے قرار ہوکر، اپنی زندگی سے اس طرح کی کوتاہیاں اور گندگیاں خزاں رسیدہ پتوں کی طرح جھاڑ دینے کے لیے بے چین ہو جائے۔ اور اپنی زندگی کو دین کے اس صحیح تصور کے تحت بنانے سنوارنے کا خوشگوار اور اٹل فیصلہ کرے...... اور یہ نہایت ہی اہم پہلو ہے، دوسرا پہلو یہ سامنے آتا ہے کہ آپؐ نے صرف یہی نہیں کیا کہ امت کو جوں توں حق پہنچانے کی کوشش فرمائی بلکہ حق پہنچانے کے لیے ایسے ایسے مؤثر، دلنشین اور حکیمانہ انداز اختیار کیے کہ سننے والے اس حق کو اپنے دل کی آواز اور اپنی سب سے بڑی ضرورت سمجھ کر جذب کر لیں، اندرونی جذبے سے وہ اپنی زندگیوں میں خوشگوار انقلاب لانے کی دُھن میں لگ جائیں۔ اور حق کو اپنا سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی سرمایہ سمجھ کر اسے لینے کے لیے بے اختیار لپکیں۔

داعیٔ اعظمؐ نے دین کا صحیح تصور سمجھانے کے لیے یکبارگی تفہیم شروع نہیں فرمادی بلکہ پہلے ایک سوال اٹھایا، حاضرین سے جواب چاہا، ان کا جواب اطمینان سے سنا، اور پھر جب حاضرین کو پوری طرح اپنی جانب متوجہ پایا اور دل کی زمین ہدایت کا بیج قبول کرنے کے لیے تیار ہوگئی..... تو آپؐ نے حاضرین کے ذہنوں کو حکمت کے ساتھ دوسری دنیا کی طرف موڑا اور نہایت نفسیاتی انداز میں بتایا کہ مومن کو ہر معاملہ میں آخرت کے نقطۂ نظر سے سوچنا چاہیے۔ دنیا کی خوشحالی یا غربت یہاں کا ساز وسامان یا فقر وفاقہ تو عارضی ہے..... اصل میں دیوالیہ اور مفلس وہ شخص ہے جو حشر کے میدان میں خالی ہاتھ رہ جائے۔ پھر آپؐ نے سادہ انداز میں ہی یہ حقیقت نہیں سمجھائی کہ اصل مفلس، میدان حشر کا مفلس ہی کیوں ہے، بلکہ آپؐ نے نہایت ہی عبرت انگیز انداز میں خدا کے سامنے حاضری کی ایسی تصویر کھینچی کہ حاضرین تھوڑی دیر کے لیے خود کو میدانِ حشر میں موجود محسوس کرتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ گویا ان کے سامنے ایک بندہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسی بنیادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اہم عبادتوں کا توشہ لیے ہوئے خدا کے حضور پہنچتا ہے لیکن اس کے ساتھ کچھ فریادی بھی اس کا دامن اور گریبان پکڑے ہوئے آتے ہیں یہ فریادی خدا سے فریاد کرتے ہیں کہ پروردگار! اس نے ہمارے حقوق دبائے، ہمارے ساتھ زیادتی کی، ہماری عزت وآبرو لوٹی اور ہمارا دل دکھایا، خدا نے ان مظلوموں کی فریاد رسی فرمائی ہے اور پھر یہ دین کے صحیح تصور سے ناآشنا بندہ ان فریادیوں کے گناہوں کی پاداش میں ذلت کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے۔

اس پیغمبرانہ اندازِ بیان کا کمال یہ ہے کہ آدمی بندوں کے حقوق سے لاپروائی اور ان پر ظلم وزیادتی کا انجام اپنے تصور کی آنکھوں سے دیکھ کر لرز اٹھتا ہے اور بے اختیار جھرجھری لے کر اٹل فیصلہ کرتا ہے کہ اب کبھی خدا کے کسی بندے کا دل نہ دکھاؤں گا۔ کبھی کسی کا حق نہ دباؤں گا۔ اور کبھی کسی کی عزت وآبرو کو بٹہ نہ لگاؤں گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس خوشگوار فیصلہ تک مخاطب کو پہنچانے میں داعیٔ اعظمؐ کی پیغمبرانہ تفہیم کا بہت بڑا حصہ ہے۔

جو اصل اور اہم حقیقت آپ صحابۂ کرامؓ کے دلوں میں بٹھانا چاہتے ہیں وہ ہے ''دین کا صحیح تصور''...... دین کا صحیح تصور نہ ہو تو زندگی میں نہ وہ دلکشی اور جامعیت پیدا ہو پاتی ہے جو دین کو مطلوب ہے اور نہ خدا کے نزدیک آدمی دیندار قرار پاتا ہے، پھر دیندارانہ زندگی گزارنے کا حاصل ہی کیا اگر آدمی کو آخرت میں فلاح ونجات نصیب نہ ہو۔ دین ودنیا کی تفریق ایک انتہائی گمراہ کن تصور ہے...... اس غلط تصور کے نتیجے میں ایک شخص خود کو دیندار تصور کرتا ہے، دینداری کے زعم میں مبتلا ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ دین سے بہت دور ہوتا ہے۔ بلکہ دین کی نگاہ میں بدترین مجرم ہوتا ہے، وہ شخص اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ آخرت کے لیے توشہ تیار کر رہا ہے اور وہاں اس کا دامن بھرا ہوا ہوگا لیکن حقیقت میں وہ دیوالیہ ہوتا ہے اور حشر کے میدان میں خالی ہاتھ رہ جاتا ہے...... ایسا شخص خود بھی دین اور دین کی برکتوں سے محروم ہوتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کی زندگی سے دین سیکھنے اور دین کی عظمت محسوس کرنے کے بجائے دین سے بدکنے لگتے ہیں اور یہ غلط تصورِ دین ایسے لوگوں کو بظاہر دین داری اختیار کیے رہنے کے باوجود دین سے بہت دور کر دیتا ہے۔ اس میں شک اور تذبذب کی کیا گنجائش ہے کہ دین میں عبادات کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلامی زندگی کی ساری دلکشی اور رعنائی عبادات ہی کے دم سے ہے، عبادات دین کا ستون ہیں انہیں پر دین کی عمارت قائم ہے اور ان ارکانِ دین کے بغیر دین کے نہ کوئی معنی ہیں اور نہ دین کا تصور ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جا سکتا ہے، لیکن ان ستونوں پر دین کی عمارت اسی وقت قائم ہوتی ہے جب عبادت کرنے والے کو ان کی اصل روح کا شعور ہو اور وہ دین میں ان کی اصل حیثیت کو سمجھ کر دین کی منشا کے مطابق ان کا اہتمام اور التزام کرتا ہو۔

خدا کے رسولؐ نے امت کو دین کے بارے میں جو صحیح تصور دیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ دین دراصل خدا اور بندگانِ خدا کے حقوق کے معتدل امتزاج کا نام ہے، دین دار مسلمان وہ ہے جو خدا اور بندے دونوں کا حق ادا کرتا ہے...... بات یہ نہیں ہے کہ عبادت کرنے والے بندے کو بندگانِ خدا کے حقوق بھی ادا کرنے چاہئیں...... یہ انداز بہت ڈھیلا ڈھالا ہے، اس سے اصل حقیقت کی صحیح اور واقعی ترجمانی نہیں ہوتی، جس طرح یہ اندازِ بیان صحیح نہیں ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کرنے والے کو نماز روزے کا بھی پابند ہونا چاہیے...... صحیح بات یہ ہے کہ خدا کا حق اور بندے کا حق ایک ہی اسلامی کردار کے دو رُخ ہیں۔ جس طرح سکے کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ اور یہ کہنے کی بات نہیں ہوتی کہ سکے کا اگر یہ رخ ہے تو وہ بھی ہونا چاہیے، بلکہ سکہ تو ہوتا ہی وہ ہے جس کے دو رخ ہوں، اسلامی عقائد کے سرچشمے سے جس طرح عبادات کے اہتمام کا جذبہ ابھرتا ہے اسی طرح انسانی حقوق کا احساس بھی لازماً پیدا ہوتا ہے اور ایمان باللہ کے عقیدے سے بیک وقت کردار کے یہ دونوں حسین رُخ جنم لیتے ہیں۔

بندوں کے حقوق غصب کرنے والا، بندوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کرنے والا اگر نماز روزے کا اہتمام کرتا نظر آتا ہے تو یقین کر لیجیے کہ وہ ان عبادات کی روح کو نہیں پا سکا ہے، وہ دین کے صحیح فہم سے محروم ہے، اور وہ دین کی اطاعت دین کے منشا کے مطابق نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص بندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری بنیادی عبادتوں سے یکسر غافل ہے، تو وہ دین سے محروم ہے اور اس کی یہ زندگی بھی وہ اسلامی زندگی نہیں ہے جو اسلام کو مطلوب ہے۔

خدا اور بندگانِ خدا کے حقوق کا مثالی احساس اور مطلوب امتزاج وہ پاکیزہ نمونہ ہے جو ہمیں داعیٔ اعظم کی زندگی میں نظر آتا ہے...... آپؐ حضرت عائشہؓ کی قیام گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، گھر کے لوگوں سے مختلف قسم کی گفتگوئیں ہو رہی ہیں اور ایک خوشگوار گھریلو ماحول ہے کہ اسی دوران مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے، اذان کی آواز سنتے ہیں آپؐ یکایک اس طرح اٹھ جاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ گویا گھر کے یہ سارے لوگ اجنبی ہیں اور آپؐ کو ان سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ یہ خدا سے حُسنِ تعلق کا رُخ ہے۔

دوسرا رخ دیکھیے۔ آپؐ مسجد نبویؐ میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ دلبستگی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں اور بے اختیار آپ کا جی چاہتا ہے کہ قرأت کچھ اور طویل کر دیں، کہ اسی دوران کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے، آواز سنتے ہی آپؐ نماز مختصر کر دیتے ہیں کہ ماں کے نازک دل کو بچے کے رونے کی وجہ سے کہیں تکلیف نہ پہنچ جائے...... یہی دین کا صحیح تصور ہے، اور یہی مطلوب اسلامی زندگی ہے۔ اسلام ایک جامع دین ہے، وہ دنیا اور دین کو الگ الگ خانوں میں بانٹنے کا روادار نہیں ہے...... وہ عبادات کے اہتمام کی بھی تاکید کرتا ہے اور بندوں کے حقوق کی مکمل فہرست دے کر ان کے ادا کرنے کا بھی تاکیدی حکم دیتا ہے...... بلکہ ان کو ادا کیے بغیر نجات کی ضمانت نہیں دیتا اور ایسے نادان دیندار کو حشر کا سب سے بڑا مفلس قرار دیتا ہے۔

صحابہؓ کرام کے ذہنوں میں دین کا یہ صحیح تصور بٹھانے اور صحیح خطوط پر ان کے ذہنوں کی تربیت کرنے کے لیے آپؐ نے ایک طرف تو یہ حکیمانہ پیرایۂ بیان اختیار فرمایا، دوسری طرف اپنے عمل سے انتہائی سبق آموز اور رقت انگیز نمونے پیش فرمائے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت بخار میں مبتلا ہیں، بخار کی شدت سے بدن جل رہا ہے، سر میں شدید درد ہے، اور تکلیف کے مارے آپؐ نے سر کو کپڑے سے کس کر باندھ رکھا ہے...... اسی شدید تکلیف اور بیماری میں آپؐ حضرت فضل بن عباسؓ سے کہتے ہیں ''فضل! مجھے مسجد لے چلو اور لوگوں سے کہو کہ وہ مسجد میں جمع ہو جائیں'' حضرت فضلؓ نے آپؐ کو مسجد میں پہنچایا اور مسجد میں لوگ اپنے رسولؐ کی تقریر سننے کے لیے جمع ہو گئے۔ آپؐ ممبر پر تشریف لے گئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا:۔

''لوگو میں تم سے بہت جلد رخصت ہونے والا ہوں۔ لوگو! جس کسی کی پیٹھ پر بھی میں نے کبھی کوڑا مارا ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے میری پیٹھ حاضر ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے دنیا ہی میں بدلہ لے لے، اگر میں نے کسی کو ناحق برا بھلا کہا تو میں حاضر ہوں وہ بھی یہیں مجھ سے اپنا بدلہ لے لے اور جس شخص کا میرے ذمہ کوئی بھی مال ہو تو وہ مجھ سے وصول کر لے، اور یہ خوف نہ کرے کہ میں بعد میں اس کی کسر نکالوں گا۔ یہ میری شان کے منافی ہے۔ تم میں سب سے زیادہ مجھے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی پیارا ہے جو مجھ سے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کر لے۔ یا پھر خوشی خوشی معاف کر دے۔ تاکہ میں اپنے رب کے حضور خوش خوش حاضر ہوں،

لوگو! تم میں سے جس کسی نے بھی کسی کا حق دبا رکھا ہو، وہ اس کا حق لوٹا دے، اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے ورنہ پھر آخرت کی رسوائی کے لیے تیار رہے...... جہاں کی رسوائی دنیا کی رسوائی سے کہیں زیادہ سخت اور عبرتناک ہوگی۔''

تقریر کا ایک فقرہ یقین وایمان کی اس کیفیت کو جلا بخشتا ہے...... کہ بندوں کے حقوق سے غافل رہ کر آدمی خدا کے حضور سرخ رو نہیں ہو سکتا۔ آخرت کی فلاح وکامرانی اسی خوش نصیب کا حصہ ہے۔ جو خدا کا حق بھی پہچانے اور بندوں کا حق بھی اور جو دین کے اس صحیح تصور کے ساتھ زندگی گزارے کہ خدا سے بھی بہترین تعلق قائم رکھے اور بندوں سے بھی، خدا کا شکر گزار بندہ بھی رہے، اور بندوں کے لیے رحمت وشفقت کا پیکر بھی۔

جذبہ شکر بیدار رکھنے کی تدبیر:

ایمان کی راہ پر چلنے کے لیے ناگزیر ہے کہ آدمی کا جذبۂ شکر بیدار رہے اور ناشکری کا جذبہ نہ پیدا ہونے پائے، خدا کے رسولؐ نے اس جذبہ کو بیدار رکھنے کی انتہائی حکیمانہ تدبیر بتائی ہے، ارشاد ہے۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَلَاتَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَکُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْکُمْ (صحیح مسلم)

''ان لوگوں کو اپنے سامنے رکھا کرو جو دنیوی جاہ ومنصب اور مال ودولت میں تم سے نیچے ہوں، اور ان لوگوں کو اپنے سامنے نہ رکھا کرو جو مال ودولت، ساز وسامان اور جاہ ومرتبے میں تم سے اونچے ہوں، تاکہ خدا نے تمہیں جو کچھ دے رکھا ہے، وہ تمہاری نظر میں حقیر نہ ہو۔''

انسان کی ایک بہت بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ عام طور سے دین کے معاملے میں قناعت پسند ہوتا ہے، اور زیادہ سے زیادہ اونچا اٹھنے کے بجائے یا تو بہت تھوڑے پر ہی مطمئن ہو جاتا ہے یا پھر اس راہ کے کمزور مسافروں کو سامنے رکھ کر اس راہ میں چند قدم چلنے کی ہمت بھی چھوڑ بیٹھتا ہے۔ برخلاف اس کے وہ دنیا کی تعمیر وترقی کا بہت زیادہ حریص ہوتا ہے، اور یہ حرص کسی مرحلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی کم نہیں ہوتی بلکہ برابر بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، دنیا کے معاملے میں وہ اپنے سے نیچے کے لوگوں کو دیکھ کر نہ تو قناعت اختیار کرتا ہے اور نہ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ دنیا کے حصول میں اس سے بہت زیادہ بودے ہیں خود اس معاملے میں کوئی کمزوری اپنے لیے پسند کرتا ہے، دین کے معاملے میں قناعت کے لیے دلائل تلاش کرتا ہے اور دنیا کے معاملے میں هَلْ مِنْ مَّزِيْد کی برابر صدائیں لگاتا ہے...... نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی اسے دنیا کا مال و متاع یا جاہ و منصب میسر ہوتا ہے اسے وہ حقیر سمجھتا ہے اور اپنے سے آگے کے لوگوں کو سامنے رکھ کر ان جیسا بننے بلکہ ان سے آگے بڑھنے کی فکر میں ڈوبا رہتا ہے۔ خدا نے اسے جو کچھ دے رکھا ہے اس کو حقیر سمجھ کر اس کی ناقدری کرتا ہے، اور ناشکری کے جذبات سے مغلوب ہو کر ناشکرا بن جاتا ہے۔

خدا کے رسولؐ نے ناشکری کے جذبات سے محفوظ رہنے اور شکر کے جذبات کو بیدار رکھنے کے لیے بڑی ہی حکیمانہ اور نفسیاتی تدبیر بتائی ہے اس تدبیر کو اختیار کرنے کی اہمیت یہ ہے کہ شکر کا جذبہ ہی آدمی کو ایمان کی دولت سے مالا مال کرتا ہے شکر کا جذبہ ہی آدمی کو خدا اور بندوں کے حقوق کا شعور دیتا ہے، اور شکر کا جذبہ ہی ایمان کی راہ پر چلانے کا داخلی محرک بنتا ہے، ناشکری کا جذبہ آدمی کو کفر کی راہ پر لے جاتا ہے، خدا اور بندوں کے حقوق سے غافل کرتا ہے۔ اور دنیا کی نہ ختم ہونے والی حرص اسے خدا اور خلق خدا دونوں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا کر کے چھوڑتی ہے۔

توبہ کی ترغیب کا نرالا انداز:

بندۂ صالح وہ نہیں ہے جو اس زعم میں مبتلا ہو کہ میں تقویٰ اور پرہیز گاری کے اعلیٰ مدارج طے کر رہا ہوں، بندۂ صالح وہ ہے جو ہر وقت اپنے گناہوں سے لرزتا رہتا ہو، اور بار بار خدا کے حضور گڑگڑاتا، اور توبہ واستغفار کرتا ہو، مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ توبہ کرنے والا ہو۔ خدا کے رسول جو ہر گناہ اور لغزش سے محفوظ اور معصوم تھے، وہ بھی دن میں سو سو بار توبہ کرتے تھے۔

ایک بار آپؐ صحابۂ کرامؓ کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانا چاہتے تھے کہ خدا کی نظر میں توبہ بے حد محبوب ہے، اور بندہ کی توبہ سے خدا کو بے پناہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس حقیقت کو آپؐ نے ایک بصیرت افروز تمثیل کے ذریعے اس طرح واضح کیا کہ آج بھی وہ تمثیل سنیے تو دل و دماغ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کی خوشی محسوس کرنے لگتے ہیں آپؐ نے فرمایا:۔

اَللّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَیْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَیِسَ مِنْهَا فَاَتٰی شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ کَذٰلِکَ اِذْهُوَبِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ اَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ. (صحیح مسلم)

''جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے اس قدر زیادہ خوش ہوتا ہے کہ خدا کی خوشی اس شخص سے بھی زیادہ ہوتی ہے، جس کی سواری کا اونٹ کسی بے آب وگیاہ ریگستان میں کھانے پینے کے تمام سامان کے ساتھ کھو جائے۔ پھر وہ تلاش کو جستجو کے بعد اس سے مایوس ہو جائے اور کسی درخت کے سایے میں آ کر اس طرح پڑ جائے کہ اب اسے اونٹ کے ملنے کی توقع ہی نہ ہو، اسی دوران جب وہ مایوس پڑا ہوا ہو یکا یک اس کی سواری کا اونٹ آ کر اس کے پاس کھڑا ہو جائے۔ تو وہ ایک دم اٹھ کر اس کی رسی پکڑ لے اور بے پناہ خوشی میں مدہوش ہو کر یہ غلط سلط کلمات کہے، اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (بے پناہ خوشی میں اسے کچھ پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے)

ایک آب وگیاہ ریگستان کا تصور کیجیے جہاں دور دور تک نہ پینے کے لیے پانی ہے نہ کھانے کے لیے کوئی چیز، آدمی کے زندہ رہنے کے لیے پانی اور کھانا جو کچھ ہے وہ اس کے گم ہونے والے اونٹ پر رکھا ہے، وہ شخص کسی درخت کی جڑ میں ستانے کے لیے ذرا سہارا لے کر اونگھ جاتا ہے، اور جب آنکھ کھول کر دیکھتا ہے تو اونٹ غائب ہے، اور کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ غائب ہے، اور اِدھر اُدھر دوڑ دوڑ کر تلاش کرتا ہے لیکن سواری کا کہیں پتہ نہیں چلتا...... چٹیل میدان اور ریگستانی صحرا ہے، اب نہ پینے کے لیے میلوں تک پانی ہے اور نہ کھانے کے لیے دور دور تک کوئی چیز، وہ اپنی زندگی سے مایوس ایک درخت کے نیچے لیٹ جاتا ہے اور اسے یقین ہو جاتا ہے، کہ اب اس ریگستان میں وہ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دے گا۔ موت کا خوفناک سایہ اسے ہر طرف نظر آتا ہے، اور وہ شدت خوف ویاس سے آنکھیں بند کر کے مرنے کے لیے پڑ رہتا ہے۔ کہ پھر اسے اونگھ آ جاتی ہے...... اور چند لمحوں میں پھر اس کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ اس کے سامنے کھڑا ہے اور کھانے پینے کا سارا سامان اس کی پیٹھ پر رکھا ہے..... اس شخص کی خوشی کا کون اندازہ کرسکتا ہے، وہ شخص خوشی سے اس قدر مدہوش ہوتا ہے کہ جذباتِ شکر سے سرشار ہوکر وہ کہنا کچھ چاہتا ہے اور اس کی زبان سے نکلتا کچھ ہے..... اس شخص کی اس بے حد وحساب خوشی کا تصور کیجیے اور پھر مربی اعظمؐ کے اس ارشاد پر غور کیجیے کہ خدا کو اس شخص سے بھی کہیں زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب اس کا کوئی کھویا ہوا گمراہ بندہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور یہ کھویا ہوا بندہ گناہ اور سرکشی کے ریگستان میں مارا مارا پھرنے کے بعد جب پھر خدا کے حضور پلٹتا اور گڑگڑا کر اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔

خدا کی بے پناہ خوشی، اور اس کی نظر میں توبہ کی بے انداز مقبولیت کا تصور کرنے کے لیے یہ تمثیل، ایک عجیب وغریب شاہکار ہے..... توبہ کا شوق دلانے کے لیے اس سے زیادہ مؤثر، جذبات انگیز اور دل کو پگھلا دینے والا انداز ممکن نہیں، کیا حال ہوگا ان خوش نصیبوں کے جذبات اور شوقِ توبہ کا، جنھوں نے خود زبانِ رسالت مآب سے یہ تمثیل سنی ہوگی!..... جب کہ آج بھی اس تمثیل میں یہ انقلابی قوت موجود ہے، کہ اس سے دلوں کی دنیا بدل سکتی ہے۔

تفہیم وتعلیم کا پیغمبرانہ انداز:

۱۔ خزاں کے موسم میں پیڑوں کے سوکھے اور پیلے پتے جھڑتے کس نے نہ دیکھے ہوں گے، جب بھی یہ منظر سامنے آتا ہے آدمی کوئی خاص دھیان دیئے بغیر یوں ہی گزر جاتا ہے کہ خزاں میں پتوں کا جھڑنا عام معمول ہے۔ مگر خدا کے رسولؐ ان چیزوں کو پیغمبرانہ نظر سے دیکھتے ہیں، وہ عام انسانوں کی طرح ان چیزوں سے یونہی نہیں گزر جاتے، بلکہ ہر ہر چیز پر عبرت اور سبق آموزی کی نظر ڈالتے ہیں، ان کا ذہن یہ سب کچھ دیکھ کر اونچی حقیقتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور وہ روز مرہ کے ان واقعات کو مثال بنا کر دین کی بڑی بڑی حقیقتیں اس طرح سمجھاتے ہیں، کہ بات دل میں پیوست ہوجاتی ہے۔

نماز انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے، اس حقیقت کو سمجھانے کا پیغمبرانہ انداز دیکھیے..... ایک بار آپ نے خزاں رسیدہ درخت کی ایک ٹہنی جھاڑ کر یہ حقیقت دلنشین کرائی، اور یہ واقعہ ہے کہ اس حقیقت کو ذہن نشین کرانے کے لیے یہ بہت ہی مؤثر اور بلیغ مثال ہے۔ ہوا یہ کہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار آپؐ سردی کے موسم میں گھر سے باہر تشریف لائے۔ خزاں کا موسم تھا، اور پیڑوں سے پتے جھڑ رہے تھے۔ آپؐ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر زور زور سے ہلائیں، ایک دم پیڑ کے پتے جھڑنے لگے۔ یہ منظر دکھا کر آپؐ نے اپنے جاں نثار صحابی حضرت ابوذرؓ کو مخاطب کیا، "ابوذر!"

ابوذرؓ نے کہا۔ "جی حضورؐ حاضر ہوں"

آپؐ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (مسند احمد)

"جب کوئی مسلمان بندہ یکسوئی کے ساتھ خالص رضائے الٰہی کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جھڑ کر گر جاتے ہیں، جس طرح یہ خزاں رسیدہ پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں۔"

نماز انسان کی زندگی کو گناہوں سے بالکل پاک صاف کر دیتی ہے اس حقیقت کو سمجھانے اور دلوں میں اتارنے کے لیے اس سے زیادہ اثر انگیز بلیغ اور انقلابی انداز کا انسان تصور نہیں کر سکتا اور پھر یہ کہ ذہن و فکر اور علم و بصیرت کے اعتبار سے آدمی کسی سطح کا ہو، یہ مثال نہایت آسانی سے اس کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔

۲۔ حقیر، بے مصرف اور مردہ جانور کس نے نہ دیکھے ہوں گے۔ اکثر لوگ دیکھتے ہیں اور یونہی گزر جاتے ہیں۔ ذرا دھیان نہیں دیتے۔ مگر خدا کے رسولؐ کے لیے وہ بھی عبرت کا سامان ہے اور آپؐ اسے دیکھ کر بھی ایک عظیم حقیقت کی طرف لوگوں کو متوجہ فرماتے ہیں۔

خدا کی نظر میں اس حقیر دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے، یہ بات آپ نے صحابہ کرامؓ کو بارہا سمجھائی ہو گی۔ مختلف انداز سے سمجھائی ہو گی۔ لیکن ایک موقع پر آپؐ نے یہ حقیقت عجیب و غریب انداز سے ذہن نشین کرائی۔

آپؐ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے، جاں نثار صحابہ بھی دائیں بائیں ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں آپؐ نے دیکھا کہ بکری کا بچہ مرا ہوا پڑا ہے، اس کا کان کٹا ہوا ہے، آپؐ نے بکری کے اس مردار بچے کو کان سے اٹھایا اور صحابہ کرامؓ سے پوچھا۔

اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم لوگوں میں سے کون اس مردہ بچے کو ایک درہم میں لینا پسند کرتا ہے؟''

لوگوں نے جواب دیا:۔

مَانُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَیْءٍ وَّمَانَصْنَعُ بِهٖ.

''ہم تو کسی بھی چیز کے عوض اسے لینا پسند نہیں کریں گے۔ آخر ہم اس کا کریں گے کیا......؟''

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهٗ لَكُمْ.

''اچھا تم یہ چاہو گے کہ یہ مردار تمہارا ہو؟''

صحابہ کرامؓ نے کہا:

وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا اِنَّهٗ اَسَكُّ فَكَيْفَ هُوَ مَيِّتٌ.

''خدا کی قسم اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی کن کٹا عیب دار تھا اور اب تو یہ مردار ہے، (بھلا یہ کس کام کا ہے کہ کوئی اس کی خواہش کرے)''

مردار کن کٹے بچے کے متعلق اس سوال و جواب کے ذریعے جب آپؐ نے ذہنوں کو پوری طرح تیار کر لیا، تو آپؐ نے وہ اصل بات کہی، جس کے لیے آپؐ نے یہ تمہید اٹھائی تھی اور پھر وہ بات بھی آپؐ نے سادہ انداز میں نہیں کہی بلکہ یقین کی پوری قوت سے خدا کو گواہ بنا کر اور اس کی قسم کھا کر نہایت زور دے کر فرمایا:۔

فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ.

''خدا کی قسم یہ دنیا خدا کی نظر میں اس سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہے جتنا یہ بکری کا مردار بچہ تمہاری نظر میں حقیر اور ذلیل ہے۔''

خطابت کا شاہکار:

حنین کے معرکے میں ابتدائی شکست کے بعد خدا نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نوازا اور وہ فاتح بن کر وہاں سے لوٹے، خدا کے رسولؐ نے حکم دیا کہ سارا مالِ غنیمت جعرانہ کے مقام پر محفوظ کر دیا جائے، اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت زیادہ مالِ غنیمت ہاتھ لگا تھا۔ چوبیس ہزار اونٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، چالیس ہزار سے بھی زیادہ بکریاں تھیں، ہزاروں تولے چاندی تھی اور تقریباً چھ ہزار قیدی پکڑ کر لائے گئے تھے......

مکہ کو فتح ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، فتح مکہ کے موقع پر مکے کے بہت سے سر برآوردہ اور ممتاز لوگ اسلام لے آئے تھے، لیکن ابھی تک ان کے دل پوری طرح اسلام کے لیے کھلے نہ تھے۔ ابھی تک ان کے ایمان میں کچھ کمزوری تھی، اور ضرورت تھی کہ ان کی دل جوئی کی جائے تاکہ ان کے یقین میں پختگی آئے اور ان کو شرح صدر کی دولت نصیب ہو۔ قرآن میں ایسے ہی لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہا گیا ہے، اور زکوٰۃ میں ان کا حصہ رکھا گیا ہے...... اس موقع پر خدا کے رسولؐ نے اپنی پیغمبرانہ بصیرت وحکمت سے کام لے کر ان لوگوں پر اس قدر انعام واکرام کی بارش کی کہ مالِ غنیمت کا زیادہ سے زیادہ حصہ انہیں لوگوں کو دے دیا۔

انصار کو یہ بات بہت کھلی، اور آخر دلوں کی بات زبان پر آ گئی...... ''خدا کے رسولؐ کو خدا معاف فرمائے کہ سارا مالِ غنیمت قریش کو دے دیا اور ہم خالی ہاتھ رہ گئے...... جب کہ ہماری تلواروں سے سُرخ خون کے قطرے ابھی تک ٹپک رہے ہیں، جب پریشانی اور مشکلات پیش آتی ہیں تو ہماری یاد آتی ہے اور جب تقسیم کا وقت آتا ہے تو غنیمت کا مال دوسروں کو ملتا ہے'' ...... انصار کے کچھ نوجوان اپنے مجروح جذبات کا اظہار کر ہی بیٹھے۔

خدا کے رسولؐ کے کانوں میں بھی یہ باتیں پہنچیں۔ آپؐ کو بڑا دکھ ہوا، کیسے نہ ہوتا، انصار تو آپؐ کے انصار تھے، اور آپؐ کے دل میں ان کے لیے بے پناہ درد تھا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ بڑا چری خیمہ نصیب کیا جائے، اور مجاہدین اسلام جمع ہو جائیں، خدا کے رسولؐ ان سے خطاب فرمائیں گے۔ مجاہدین اسلام فوراً ہی خیمہ میں جمع ہو گئے۔ خدا کے رسولؐ اسٹیج پر تشریف لائے، آپؐ نے ایک نظر مجمع پر ڈالی اور پھر انصار کی جانب متوجہ ہو کر سوال کیا۔

''کیا تم نے یہ کہا ہے کہ مالِ غنیمت مکے کے قریش کو دے دیا گیا اور ہم محروم رہ گئے؟''

صحابہؓ دم بخود تھے، انصار کے کچھ بزرگ اٹھے اور کہا ''حضورؐ! یہ حقیقت ہے کہ اس طرح کی باتیں کہی گئی ہیں، لیکن یہ کچھ ناسمجھ نوجوانوں اور نوعمروں کی باتیں ہیں، سمجھ دار اور معمر سرداروں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے'' اس سوال وجواب کے بعد خدا کے رسولؐ نے ایک ایسا موثر، بلیغ اور رقت انگیز خطبہ دیا، جو فکر ونظر فصاحت وبلاغت، رقت وسوز، اور انقلابی تاثیر کا شاہکار ہے۔ آپؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:۔

''اے گروہ انصار! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم سب راہِ حق سے بھٹکے ہوئے تھے۔ خدا نے میرے ہی ذریعے تمھیں ہدایت سے نوازا، تم منتشر اور پراگندہ تھے، خدا نے میرے ہی ذریعے تم کو متفق اور متحد کیا اور تم ایک کلمہ جمع ہوئے، تم نادار مفلس تھے، میرے ہی ذریعے خدا نے تم کو خوش حال اور مال دار بنایا۔''

آپؐ جوش وجذبے میں کہے جارہے تھے، اور انصار دل کی گہرائیوں سے کہتے جاتے تھے، خدا کے رسولؐ کا ہم پر بڑا احسان ہے، خدا کے رسولؐ بڑے امین ہیں'' انصار کے لوگ اونچی آواز میں اعتراف کررہے تھے۔

انصار کی طرف سے یہ جواب سن کر آپؐ کی آواز اور بلند ہوئی اور آپؐ نے جوشِ محبت میں کہا۔

اے گروہِ انصار! تم کیوں نہیں کہتے، کہ ''اے محمدؐ! جب لوگوں نے تمہیں جھٹلایا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی، جب لوگوں نے تمہیں بے سہارا چھوڑ دیا تو ہم نے تمہاری مدد کی۔ جب لوگوں نے تمہیں گھر سے بے گھر کیا تو ہم نے تمہیں پناہ دی، اور تم نادار اور حاجت مند تھے، ہم نے دل وجان سے تمہاری مدد کی۔''

آپؐ کا جوش اور بڑھا اور فرمایا:۔

''انصار! تم یہ کہتے جاؤ۔ اور میں جواب میں یہ کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو، تم سچ کہتے ہو۔''

اب آپؐ کی آواز میں رقت پیدا ہوئی، آنکھوں میں محبت کی چمک اور بڑھی اور آپؐ نے بڑے والہانہ انداز میں فرمایا:۔

اے انصار!

''کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ تو اونٹ بکریاں لے کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم اپنے نبی محمدؐ کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر لوٹو؟''

داعیٔ اعظمؐ کے یہ رقت انگیز کلمات سن کر انصار کی چیخیں نکل گئیں اور پکار اٹھے، رَضِینَا، رَضِینَا، ہم بالکل راضی ہیں، ہمیں صرف محمدؐ درکار ہیں۔ اور انصار میں سے بیشتر کا حال یہ تھا کہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہچکی بندھ گئی اور روتے روتے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔

رسولؐ خدا کی پھر آواز بلند ہوئی اور فرمایا:۔

''خدا کی قسم تم لوگ جس ہستی کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو گے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جس کو یہ لوگ لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں گے اور انصار اس بے مثال نعمت اور بے پناہ محبت پر خوشی سے جھوم اٹھے۔

فکر ونظر کی تربیت:

مربی اعظمؐ کی مجلسیں بڑی فکر انگیز اور علمی ہوتی تھیں، مگر فکر ونظر کا رُخ ہمیشہ یہ ہوتا تھا، کہ حاضرین دینی امور میں دلچسپی لیں، اسلامی سوجھ بوجھ بڑھائیں اور ذہن وفکر کو اسلامی حقائق کے سمجھنے سمجھانے اور اپنی عاقبت سنوارنے میں لگائیں۔ کبھی آپؐ خود کوئی سوال اٹھا دیتے اور لوگوں کو اپنی جودتِ فکر کو آزمانے، اپنی اصابت رائے کے جوہر دکھانے اور اپنی دینی معلومات میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا موقع فراہم کرتے، کبھی کوئی اہم حقیقت سمجھانے کے لیے آپؐ خود کوئی ایسی بات فرما دیتے ہیں کہ لوگ سوال کریں، اور پھر آپ ان کی علمی پیاس اس طرح بجھائیں کہ وہ جو کچھ سنیں، اسے اچھی طرح جذب کر لیں، کبھی آپؐ موقع دیتے کہ لوگ خود باہم بحث و مذاکرہ کریں اور پھر آپؐ صحیح بات تک پہنچنے میں ان کی رہنمائی کریں، کبھی کوئی غلط موضوع چھڑ جاتا تو آپؐ سختی سے روکتے، غیظ وغضب کا اظہار فرماتے، اور فکر ونظر کی اس طرح تربیت فرماتے کہ آئندہ لوگ ایسے غیر ضروری موضوعات میں اپنے ذہن وفکر کو نہ لگائیں۔

ایک بار آپؐ مسجد نبوی میں تشریف لائے، صحابہ کرامؓ کی دو مجلسیں جمی ہوئی تھیں، ایک مجلس میں علمی موضوعات پر گفتگو ہو رہی تھی اور دوسری مجلس میں لوگ تلاوتِ قرآن اور ذکر ودعا میں مشغول تھے، آپؐ نے دونوں مجلسوں پر نگاہ ڈالی اور فرمایا، دونوں ہی نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں لیکن میں معلم ہوں، تعلیم دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں، یہ کہہ کر آپؐ علمی مجلس میں بیٹھ گئے۔

ایک بار آپؐ نے فرمایا:۔

اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انسانوں میں کچھ اللہ والے ہیں''۔

آپؐ کے اردگرد جولوگ بھی جمع تھے، اسی مقصد کے لیے اور اسی آرزو میں جمع تھے کہ وہ اللہ والے بن جائیں۔ قدرتی طور ان کی فکر ونظر کو مہمیز لگی اور ان کا جذبۂ شوق جاگ اٹھا، کہ پیغمبرؐ کی زبان سے یہ سنیں کہ اللہ والوں کی علامت کیا ہے؟ معلم کامل صلی اللہ علیہ وسلم راست انداز میں بھی یہ بتا سکتے تھے کہ اللہ والوں کی پہچان یا علامت یہ ہے، مگر آپؐ نے ایسا انداز اختیار فرمایا، کہ زیرِ تربیت افراد سراپا اشتیاق بن کر خود سوال کریں، چنانچہ انہوں نے خود بے تابانہ سوال کیا۔

مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

''اے اللہ کے رسولؐ اللہ والے کون لوگ ہیں''

صحابہ کرامؓ کی زبان سے یہ سوال سننے کے بعد آپؐ نے وضاحت فرمائی:

اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ.

''قرآن والے ہی اللہ والے اور اس کے مخصوص بندے ہیں''۔

''قرآن والے'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کے پڑھنے پڑھانے سمجھنے سمجھانے میں لگے رہتے ہوں، اور اس سے ایسا شغف رکھتے ہوں کہ اس پر غور وفکر کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بنانے ہی میں لگے رہتے ہوں،

۳۔ ایک بار آپؐ نے ایک نشست میں حاضرین مجلس سے پوچھا ''بتاؤ۔ وہ کون سا درخت ہے جو سدا بہار ہے۔ کبھی اس کے پتے نہیں جھڑتے، مسلمان کی مثال یہی درخت ہے۔''

صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق بہت سے جنگلی درختوں کے نام لیے فاروقِ اعظمؓ کے فرزند حضرت عبداللہ بھی مجلس میں موجود تھے۔ یہ اس وقت نوعمر تھے۔ کہتے ہیں ''میرے ذہن میں بار بار خیال آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے، کھجور کے پتے ہی کسی موسم میں نہیں جھڑتے۔ مگر ہمت نہیں ہوئی کہ بزرگوں کے سامنے میں بڑھ کر بولوں۔''

جب لوگ کوئی صحیح جواب نہ دے سکے تو سب نے خدا کے رسولؐ سے درخواست کی کہ آپؐ ہی بتائیں۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ کھجور کا درخت ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ''مجھے ساری زندگی یہ حسرت رہی کہ کاش میں نے دل کی بات ظاہر کردی ہوتی۔'' فاروق اعظمؓ نے اپنے ہونہار فرزند سے کہا اگر تم اس مجلس میں یہ بات کہہ دیتے تو مجھے اس قدر خوشی ہوتی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال و دولت کے ڈھیر ملنے سے بھی نہ ہوتی۔

۴۔ آپؐ کی مجلس میں ایک بار دو افراد میں بحث چھڑ گئی، بحث میں دوسرے شرکاءِ مجلس نے بھی دلچسپی لی، ایک صاحب بولے، اگر ہم دشمن کے مقابلہ میں مصروف جنگ ہوں، اور ہم میں سے کوئی دشمن پر حملہ آور ہو کر اسے للکارے ''لینا میرا وار میں غفاری جوان ہوں'' تو بتایئے ایسے مجاہد کے لیے اجر و ثواب ہے یا نہیں...... ایک نے جواب دیا نہیں، ایسے شخص کے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں دوسرے نے کہا میرا خیال ہے، میدانِ جنگ میں اس طرح للکارنے میں کوئی حرج نہیں۔ خدا کے رسولؐ بھی یہ گفتگو سماعت فرما رہے تھے، آپؐ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا ''اظہار شجاعت اور اجر و ثواب میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔''

۵۔ ایک بار مجلس میں تقدیر کے موضوع پر بحث چھڑ گئی۔ تقدیر کا مسئلہ انتہائی نازک ہے، آپؐ کے کان میں آواز پہنچی۔ تو آپ حجرے سے باہر نکل آئے۔ غصے سے آپؐ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا گویا کسی نے رخسارِ مبارک پر انار کے دانے نچوڑ دیئے ہوں...... آپؐ نے حاضرینِ مجلس کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

''کیا تمہیں اسی لیے پیدا کیا گیا ہے؟ قرآن کی آیتوں کو باہم ٹکرا رہے ہو؟ پچھلی امتیں انہی اختلافات کے باعث ہلاک کی گئیں۔''

تقدیر کے سلسلہ میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ جب ہر شخص کی تقدیر پہلے سے ہی لکھ دی گئی ہے تو اب کچھ کرنے کرانے سے کیا حاصل؟ خدا کے رسولؐ نے ایک مجلس میں اس غلط اندازِ فکر کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: ''اعمال بھی تو تقدیر میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا پر توکل کے یہ معنیٰ لیے جائیں کہ عمل کرنا بے کار ہے۔''

ایک موقع پر آپؐ جنازے میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ صحابۂ کرام نے دیکھا تو پروانہ وار آپؐ کے پاس جمع ہو گئے، آپؐ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپؐ زمین کو کریدنے لگے۔ اور فرمایا ''کوئی شخص ایسا نہیں ہے، جس کے لیے جنت یا جہنم میں ٹھکانا لکھ نہ دیا گیا ہو۔''

یہ بات سن کر ایک صحابی نے اپنی الجھن پیش کی، اور کہا ''یارسولؐ اللہ! جب پہلے سے ہر ایک کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں لکھ دیا گیا ہے تو پھر ہم کس لیے عمل کریں ہم نوشتۂ تقدیر پر توکل کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ بیٹھ رہیں، جس کی تقدیر میں سعادتمندی ہوگی وہ خود بخود سعادت مندوں میں شامل ہو جائے گا اور جس بدنصیب کی تقدیر میں بدبختی ہوگی وہ بدبختوں میں خود بخود جا ملے گا۔

مربیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کی الجھن کے جواب میں فرمایا سعادت مند وہ ہے، جس کو سعادتمندی کے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے اور بدبخت وہ ہے جس کے لیے بدبختی کے اعمال وافعال کے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں۔[1]

اسی طرح اگر کبھی آپ یہ محسوس فرماتے کہ آپؐ کے زیرِ تربیت افراد دین کا منشا سمجھنے میں کوتاہی کر رہے ہیں اور ذہن صحیح رُخ پر کام نہیں کر رہا ہے تو آپؐ انتہائی مؤثر اور حکیمانہ انداز میں ذہن وفکر کی تربیت فرماتے اور دین کا صحیح منشا واضح فرما دیتے۔

۶۔ ایک بار کچھ صحابی کسی سفر سے واپس آنے کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ایک ساتھی کی بہت تعریف کرنے لگے کہ ''فلاں ساتھی تو بہت ہی نیک ہے، ایسا نیک تو ہم نے کسی کو پایا نہیں، سفر کے دوران یہ مسلسل قرآن کی تلاوت میں لگے رہتے، اور جب بھی ہمارا قافلہ کسی جگہ پڑاؤ ڈالتا، یہ صاحب کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہ دیتے بس نوافل واذکار میں مشغول ہو جاتے۔''

صحابۂ کرامؓ کا یہ ذہن سامنے آنے کے بعد آپؐ نے ضروری سمجھا کہ فکر ونظر کی تربیت کی جائے۔ اور آپؐ نے بڑے ہی حکیمانہ انداز میں صحابۂ کرامؓ سے دو سوال کر کے دورانِ سفر کی دوسری اہم ذمہ داریوں کی اہمیت واضح فرمائی، آپؐ پوچھا۔

پھر اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا تھا، اور اس کے اونٹ کو چارہ پانی کون دیتا تھا؟

صحابۂ کرامؓ بولے۔ ''ہم سب اس کے سامان کی حفاظت کرتے تھے اور ہم ہی اس کے اونٹ کو چارہ پانی دیتے تھے۔''

صحابۂ کرامؓ کا یہ جواب سن کر آپؐ نے فیصلہ کن انداز میں ایک ایسی بات کہی کہ اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

''تب تو تم لوگ اس سے بہتر ہو۔''

یہ فیصلہ دے کر دراصل ان کو بتایا کہ اسلام کو ذکر وفکر اور ورد ووظائف کی کوئی ایسی مشغولیت ہرگز

---

[1] بخاری ج ۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلوب نہیں ہے، جس کی وجہ سے آدمی اپنی دوسری ساری ذمہ داری سے غافل ہو جائے۔ یہ یک رُخا اندازِ فکر و عمل دین کے منشا کے خلاف ہے۔ دین، دنیا کی ذمہ داریوں سے فرار کو پسند نہیں کرتا بلکہ دنیا کی ذمہ داریوں کو مثالی انداز میں پورا کرتے ہوئے آخرت کو کامیاب بنانے کا سبق دیتا ہے۔

ہجومِ غم میں تلقین کا انداز:

حضرت معاذؓ یمن کے گورنر تھے، یمن ہی میں ان کا لڑکا وفات پا گیا، خدا کے رسولؐ نے اپنے محبوب صحابی کے غم میں شریک ہو کر ان کو تعزیت کا خط لکھا، اس خط میں تسلی اور تسکین کا سامان بھی ہے اور یہ تلقین بھی کی کہ ہجومِ غم میں ایک مومن کو کس طرح سوچنا چاہیے۔ آپؐ نے لکھا:

''خدا کے نام سے جس کی رحمت ہر آن جوش میں ہے اور جس کی رحمتیں مسلسل ہیں، یہ مکتوب خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے معاذؓ بن جبل کے نام ہے۔

میں خدا کا شکر اور اس کی حمد کرتا ہوں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

خدا تمہیں اجر عظیم سے نوازے اور تمہیں صبر دے۔ اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ ہماری جانیں، ہمارے مال اور ہمارے بال بچے سب خدا کی خوشگوار نعمتیں ہیں اور یہ ہمارے پاس خدا کی امانتیں ہیں...... کہ جب تک یہ نعمتیں تمہارے پاس رہیں، تمہیں خوشی اور مسرت حاصل ہو اور جب یہ واپس لے لی جائیں تو ان کے صلے میں خدا تمہیں اجرِ عظیم سے نوازے...... اگر تم نے آخرت کے اجر و ثواب کے لیے صبر کیا، تو تمہارے لیے خدا کی رحمت، عنایت اور ہدایت ہو، پس تم صبر سے کام لو، اور خیال رہے کہ کہیں تمہاری بے قراری بے صبری تمہیں اجر سے محروم کر دے اور تمہیں پچھتانا پڑے یقین کرو کہ بے صبری اور بے قراری سے کوئی مرنے والا کبھی لوٹ کر نہیں آ سکتا، اور نہ اس سے دل کا غم دور ہو سکتا ہے اور جو حادثہ پیش آیا ہے اسے تو آنا ہی تھا۔ والسلام۔

جب نبیؐ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے:

میدان عرفات میں شمعِ رسالت کے گرد ایک لاکھ چالیس ہزار پروانوں کا ہجوم ہے ایک اعلان ہوتا ہے ''مجھے امید نہیں کہ آئندہ سال میں تم سے مل سکوں گا'' اور مخلص جاں نثاروں کے دل ہل جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احد میں مسلمان جاں بازوں نے بڑی بے کسی کے ساتھ جان دی تھی، آپؐ ان کی روشن قبروں پر پہنچے، اور انتہائی رقت انگیز طریقے پر ان سے رخصت ہوئے۔

آپؐ نے فرمایا:

''میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر جا رہا ہوں...... مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے، مگر یہ اندیشہ ضرور ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور اس کی خاطر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو، اور پھر تم بھی اسی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ جس طرح پچھلی امتیں ہلاک ہوئیں۔

ماہِ صفر ۱۱ھ کے آخری ایام تھے، جنت البقیع میں آپؐ تشریف لے گئے، واپس آئے تو طبیعت بگڑ گئی اور پھر بگڑتی ہی چلی گئی جب تک سکت رہی آپؐ نماز کے لیے مسجد میں آتے رہے، سب سے آخری نماز جو آپؐ نے پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی، سر میں سخت درد تھا، ایک رومال آپؐ نے سر پر باندھ رکھا تھا...... اور مغرب کی نماز میں آپؐ نے سورہ المرسلات کی قرأت فرمائی۔ عشاء کی نماز کا وقت آیا تو پوچھا ''نماز ہو چکی؟'' حاضرین نے کہا، ''سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' آپؐ نے غسل فرمایا، اٹھنے لگے تو غش آ گیا، افاقہ ہوا تو پھر غسل فرمایا، اٹھنا چاہا تو پھر غش آ گیا، کچھ افاقہ ہوا تو تیسری بار فرمایا ''کیا عشاء کی نماز ہو گئی؟'' لوگوں نے کہا، ''حضورؐ ہی کا انتظار ہے'' آپؐ نے پھر غسل فرمایا مگر جب اٹھنا چاہا تو پھر غش آ گیا، جب افاقہ ہوا تو فرمایا۔ ''ابوبکرؓ نماز پڑھائیں''۔...... ''وہ بہت رقیق القلب ہیں، آپؐ کی جگہ ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا۔'' حضرت عائشہؓ نے کہا...... آپؐ نے پھر وہی حکم دیا۔ ''ابوبکر نماز پڑھائیں'' اس کے بعد پھر آپ کوئی نماز نہ پڑھا سکے۔ آپؐ نے اپنی زندگی میں جو آخری خطبہ دیا، وہ بڑا ہی رقت انگیز تھا، فرمایا:

''خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کر لے یا جو کچھ خدا کے یہاں ہے اسے قبول کر لے اور بندے نے خدا ہی کے پاس کی نعمتیں قبول کیں۔''

یہ سننا تھا کہ ابوبکرؓ کی حالت غیر ہو گئی اور بے اختیار رونے لگے۔ لوگوں نے تعجب سے انہیں دیکھا کہ آخر یہ رونے کی کون سی بات ہے، مگر رازدارِ نبوت راز پا گئے تھے۔

اور پھر وہ دن بھی آیا، جس کا غم کبھی نہ بھلایا جا سکے گا۔ یہ دوشنبہ کا دن تھا، صبح صادق کی سفیدی پھیل چکی تھی۔ مسجد نبویؐ کے نمازی مسجد میں جمع ہو چکے تھے، سرورِ عالمؐ کی طبیعت آج کسی قدر سکون پر تھی، عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تھا، آپؐ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو خوشی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے چہرے پر نور پھیل گیا۔ فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ اور آپ ؐ کی تعلیم و تربیت پائی ہوئی جماعت خدائے واحد کی عبادت میں مشغول تھی، آپ ؐ کچھ دیر تک یہ دلنواز منظر دیکھتے رہے اور مسکراتے رہے۔ جاں نثاروں کو آہٹ محسوس ہوئی تو سمجھے کہ شاید آپ ؐ باہر آنا چاہتے ہیں اور فرط مسرت سے بے قابو ہو گئے۔ قریب تھا کہ نمازیں توڑ دیں، آپ ؐ کمزوری سے نڈھال تھے، زیادہ دیر تک کھڑے نہ رہ سکے اور پردہ چھوڑ کر لیٹ گئے...... اس کے بعد پھر آپ ؐ کی زندگی میں کسی نماز کا وقت نہیں آیا۔

جب کچھ دن چڑھا تو آپ ؐ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ ؓ کو یاد کیا، اور فاطمہ ؓ غم سے بے تاب فوراً حاضر ہو گئیں۔ آنکھیں نمناک تھیں، دل دھڑک رہا تھا، طبیعت بے قابو تھی، باپ پر نظر پڑی تو بے اختیار آنسو ابل پڑے، شفیق باپ ؐ نے بیٹی کو قریب بلایا دھیرے سے کان میں کچھ کہا اور فاطمہ ؓ زار و قطار رونے لگیں۔ شفیق باپ ؐ بیٹی ؓ کو روتے نہ دیکھ سکے، قریب بلا کر پھر دھیرے سے کان میں کچھ کہا، اور فاطمہ ؓ بے اختیار ہنسنے لگیں۔

''فاطمہ ؓ! یہ رونا اور ہنسنا کیسا؟'' حضرت عائشہ ؓ نے بیٹی سے پوچھا:

پیاری امی! پھر کبھی بتاؤں گی یہ میرے پیارے باپ ؐ کا راز ہے، رسول ؐ کے لختِ جگر نے گلوگیر آواز میں جواب دیا۔ اور پھر کسی موقع پر بتایا ''پہلی بار ابا جان نے میرے کان میں کہا: ''بیٹی اب میرے رخصت ہونے کا وقت آ گیا'' تو میں رونے لگی۔ پھر ابا نے میرے کان میں کہا ''بیٹی! میرے گھرانے میں تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملو گی'' تو میں ہنسنے لگی''...... فاطمہ زہراؓ کی نگاہیں چہرۂ انور پر جمی ہوئی تھیں، آپ ؐ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی، اور درد و کرب سے آپ ؐ بے چین تھے، فاطمہ ؓ ضبط کرتیں، دل کو دباتیں لیکن فرط غم سے آواز بلند ہو ہی جاتی ''ابا، میرے ابا! آپ ؐ کس قدر بے چین ہیں''! اور بے چین باپ نے کہا، ''بیٹی! کیا تمہارے لیے یہ کم خوشی کی بات ہے کہ تم خواتین جنت کی سردار ہو گی۔''

اسی بے چینی میں آپ ؐ نے اپنے دونوں پھولوں کو یاد کیا، اور حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ دوڑے دوڑے آئے۔ آپ ؐ نے دونوں کو پیار کیا، اور امت کو وصیت کی کہ ان دونوں کا احترام کرنا''

پھر ازواجِ مطہرات ؓ کو بلوایا، سب قریب آئیں، آپ ؐ نے ان پر محبت بھری نظر ڈالی اور کچھ پند و نصیحت فرماتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپؐ نے اپنے عزیز بھائی اور پیارے داماد حضرت علیؓ کو یاد فرمایا۔ وہ غم سے بے قرار آکر بیٹھ گئے اور سر مبارک اپنی گود میں رکھ لیا آپؐ کچھ دیر تک اسی حالت میں کچھ وصیتیں فرماتے رہے، زبان کچھ بے قابو تھی، منہ سے پاک چھینٹیں اڑ اڑ کر خوش نصیب علیؓ کے چہرے پر پڑ رہی تھیں اور عالم بالا کے پاک فرشتے علی مرتضیٰؓ کی قسمت پر رشک کر رہے تھے۔

پھر غشی طاری ہوئی، درد وکرب کچھ اور بڑھ گیا۔ آپؐ کے قریب پیالے میں پانی بھرا رکھا تھا۔ بار بار آپؐ پیالے میں ہاتھ ڈالتے اور بھیگے ہوئے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے، اسی بے چینی میں آپؐ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے،

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ.

ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا نے انعام فرمایا کبھی فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی.

''اے اللہ تو بڑا ہی رفیق ہے۔''

اسی دوران حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ آئے، ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی، آپؐ نے مسواک کو اشتیاق سے دیکھا، مزاج شناس رفیقۂ حیات سمجھ گئیں اپنے دانتوں سے مسواک نرم کی۔ اور آپؐ نے مسواک کی۔

دن ڈھل چکا تھا، سانس میں کچھ گھر گھراہٹ محسوس ہونے لگی تھی، تکلیف کی شدت میں آپؐ کبھی چادر منہ پر ڈالتے اور کبھی ہٹا دیتے، اسی بے چینی میں مبارک ہونٹ ملے اس وقت بھی آپؐ امت کی تعلیم وتربیت کے لیے فکر مند تھے، قریب بیٹھنے والوں نے سنا، آپؐ کہہ رہے تھے:

اَلصَّلٰوۃُ، اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ.

نماز، نماز اور تمہارے زیر دست۔

درد کی شدت سے آپؐ کی حالت بڑی ہی رقت انگیز تھی، پیاری بیوی اپنی گود میں آپؐ کا سر مبارک رکھے، تسلیم ورضا کا پیکر بنی بیٹھی تھیں۔ سخت تکلیف سے آپؐ کا چہرۂ مبارک کبھی انتہائی سُرخ ہوجاتا، کبھی پیلا پڑ جاتا۔ اسی عالم میں آپؐ نے اپنا ہاتھ اوپر کو بلند کیا اور کہا۔

بَلِ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ...... ''اب اور کوئی نہیں بلکہ وہی بڑا رفیق ہے''

اس وقت ہاتھ لٹک گیا، پتلی اوپر چڑھ گئی اور روحِ اقدس جسمِ اطہر سے پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ پروفیسر حفیظ بنارسی ﴾

فرشتے میرے سر پہ رحمتوں کا سایہ ڈالدیں　　طہارتِ کلام دیں، لطافتِ خیال دیں
گر ہو میرے قلب میں سیاہی تو نکال دیں　　زبان میری موجِ سلسبیل میں کھنگال دیں
کہ نعت کہہ رہا ہوں میں شہنشہ جمال کی
زباں پہ میری بات ہے حبیب ذوالجلال کی

مری نظر میں آج اُس کا حُسنِ پُر صفات ہے　　جو روشنی ہی روشنی بحدِ ممکنات ہے
حیاتِ پاک جس کی فخر و نازشِ حیات ہے　　جو اس کا نقش پا ہے شمع جادۂ نجات ہے
تمام خوبیوں کا ایک مرقع حسیں ہے جو
نگاہ و دل کی انجمن میں آج بھی مکیں ہے جو

طفولیت کے عہد ہی میں جو یتیم ہو گیا　　جو وارث بہشت وجنتِ نعیم ہو گیا
وہ جس کے اک اشارہ قمر دو نیم ہو گیا　　کشادہ جس کے واسطے درِ کریم ہو گیا
حیاتِ طیبہ اسی کی مرے رو برو ہے آج
اسی کی مدح لکھنے کو قلم یہ باوضو ہے آج

جو دلکشی غنچہ و گل و بہار میں رہی　　جو مہر و ماہ و کہکشاں کے جلوہ زار میں رہی
یہ کائنات ازل سے جس کے انتظار میں رہی　　وہ روشنی جو مدتوں حرا کے غار میں رہی
زمیں یہ ضوفگن ہوئی اُسی فلک جناب سے
میں آج فیضیاب ہوں اسی کی آب وتاب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیل کی دعا ہے جو مسیحؑ کی نوید ہے
کلیمؑ کی نظر میں جس کی ضو سے مستفید ہے
جو باب رحمتِ خدا کی معتبر کلید ہے
احاطہ اس کی خوبیوں کا مجھ سے ہو بعید ہے
میری بساط کیا جو میں ثنائے مصطفےٰؐ لکھوں
خدا ہو جس کا مدح خواں میں اس کی مدح کیا لکھوں

ازل ہی میں چنا گیا وہ رہبری کے واسطے
ہر آئینہ بنا جمال احمدیؐ کے واسطے
ہزار انجمن سجی فقط اسی کے واسطے
یہ زندگی ترس رہی تھی زندگی کے واسطے
لیے ہوئے وہ روشنیٔ حق جہاں میں آ گیا
جہانِ ظلمت آبشارِ نور میں نہا گیا!

زبان اس کی ہو گئی کلامِ حق کی ترجماں
حقیقتیں بتا گیا حقیقتوں کا راز داں
نظر نے اس کی چھیڑ دی حیاتِ نو کی داستاں
ہوا وہ اپنے خُلق سے دلِ زماں پہ حکمراں
یہ خاک و آب و باد کا جہاں سنور سنور گیا
نکھر گئی وہ رہ گزر جدھر سے وہ گزر گیا

مہک اٹھے دماغ و دل وہ بوئے پیرہن اٹھی
کسی کی اک نگاہ سے وہ نور کی کرن اٹھی
دیارِ ظلم و جہل سے نوائے علم و فن اٹھی
بتوں کی انجمن سے خود صدائے بت شکن اٹھی
جنہیں غرور کبر تھا وہ کبریا کے ہو گئے
جو تھے منات و لات کے فقط خدا کے ہو گئے

جو بے زبان تھے انھیں زباں ملی بیاں ملا
یتیم اور بیوہ کو علاجِ دردِ جاں ملا
تھا جس کا جو بھی حق یہاں وہ اس کو بیگماں ملا
غلام کو بھی رتبۂ شہنشہِ زماں ملا
تمام آبگینوں کو مئے طلب سے بھر دیا
نہ کر سکا تھا جو کوئی وہ مصطفےٰؐ نے کر دیا

ترانۂ خدائے لاشریک گنگنا اٹھا
لب فسردۂ جہاں خوشی سے مسکرا اٹھا
زمیں تیرہ بخت کا نصیب جگمگا اٹھا
خزاں رسیدہ گلشنِ حیات لہلہا اٹھا
خدا کی رحمت آ گئی، بہار بن کے چھا گئی
قدم رکھا جس انجمن میں اس میں جان آ گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر نظر میں آفتاب آگہی لئے ہوئے	نفس نفس میں ایک کیف سرمدی لیے ہوئے
پیامِ صلح وخیر امن و آشتی لیے ہوئے	کلامِ حق کی دلکشی ودلبری لیے ہوئے

بشیرؐ بن کے آ گیا، نذیرؐ بن کے آ گیا!
تمام قافلوں کا وہ امیرؐ بن کے آ گیا

رفیقِ صبح آ گیا، انیسِ شام آ گیا	بجھی دلوں کی تشنگی وہ دورِ جام آ گیا
عرب کی سر زمین پر مہ تمام آ گیا	جہاں میں غلغلہ ہوا نیا نظام آ گیا

زمیں کی مانگ سج گئی کچھ ایسی آب وتاب سے
فضائے دہر گونج اٹھی نوائے انقلاب سے

نہ کوئی اسودی رہا نہ کوئی احمری رہا	سجی اک ایسی انجمن نہ کوئی اجنبی رہا!
نہ تاجِ خسروی رہا نہ تختِ قیصری رہا	رہا دلوں میں کچھ تو شوقِ بندگی رہا

گناہ گار اک نظر میں پاک باز ہو گئے
جھکے جو اس کے حکم پر وہ سرفراز ہو گئے

فضول کھیل کود سے ہمیشہ بے نیاز تھا	نگاہِ حق نگر میں کچھ نہ جلوۂ مجاز تھا
یہ اس کی خاص بات تھی، یہ اس کا امتیاز تھا	وہ عہدِ طفلی وشباب میں بھی پاک باز تھا

ہر ایک باب اس کی زندگی کا لاجواب ہے
حیات پاک اس کی ایک کھلی ہوئی کتاب ہے

کلی کلی نثار ہو چمن چمن نثار ہو	وہ اس کی سادگی کہ جس پہ بانکپن نثار ہو
وہ خامشی کہ جس پہ دفترِ سخن نثار ہو	وہ اس کی دلبری کہ جس پہ جان وتن نثار ہو

نہ جانے اُس نے اک نظر میں کیا سبق پڑھا دیا
جو راہزن تھے ان کو میرِ کارواں بنا دیا

فضائے زندگی کو اس نے ہر طرح حسیں کیا	خلافِ حق جو کام تھا، کبھی اُسے نہیں کیا
غلط کہ اس نے تیغ کے سہارے کارِ دیں کیا	غلط کہ اس نے مادّی وسیلوں پر یقیں کیا

حدیبیہ کی صلح سے عیاں ہے اس کی نرم خو
ہوا ہے کوئی اور نہ ہو سکے گا ایسا صلح جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ذات جس پہ ختم انبیاء کا سلسلہ ہوا
وہ ذات جس پہ نعمت خدا کا خاتمہ ہوا
وہ ذات جس سے "رازِ کن" دلوں پہ آئینہ ہوا
وہ ذاتِ پاکؐ جس سے دین حق کا تکملہ ہو

وہ مجتبیٰ کی ذات ہے، وہ مصطفیٰؐ کی ذات ہے
بزرگ اس کی ذات سے فقط خدا کی ذات ہے

وہی صادق و امیں جو خلق سے وفا کرے
دراز سب پہ اپنے لطف کا جو سلسلہ کرے
جو اپنے دشمنوں کے حق میں بھی نہ بد دعا کرے
جو چوٹ کھائے اور کہے "خدا ترا بھلا کرے"

وہی میرا رہبر وہی مرا رسولؐ ہے
اُسی سے سب پہ رحمتِ خدا کا یہ نزول ہے

خیال جس رسولؐ کا سکونِ قلب و دیدہ ہے
جو آبروئے گلشنِ جہانِ آفریدہ ہے
بالاتفاق و بالیقین جو خدا رسیدہ ہے
خدا کے بعد جس کی ذات سب سے برگزیدہ ہے

فدا حفیظؔ دولتِ تمام اس کے نام پر
درود اس کے نام پر سلام اس کے نام پر

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام

ماہر القادری مرحوم

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس کے گھر نہ چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر کہ جو زخمی ہوا بازارِ طائف میں
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی
سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تخت، قیصریت، تاجِ دارائی

سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

درود اس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

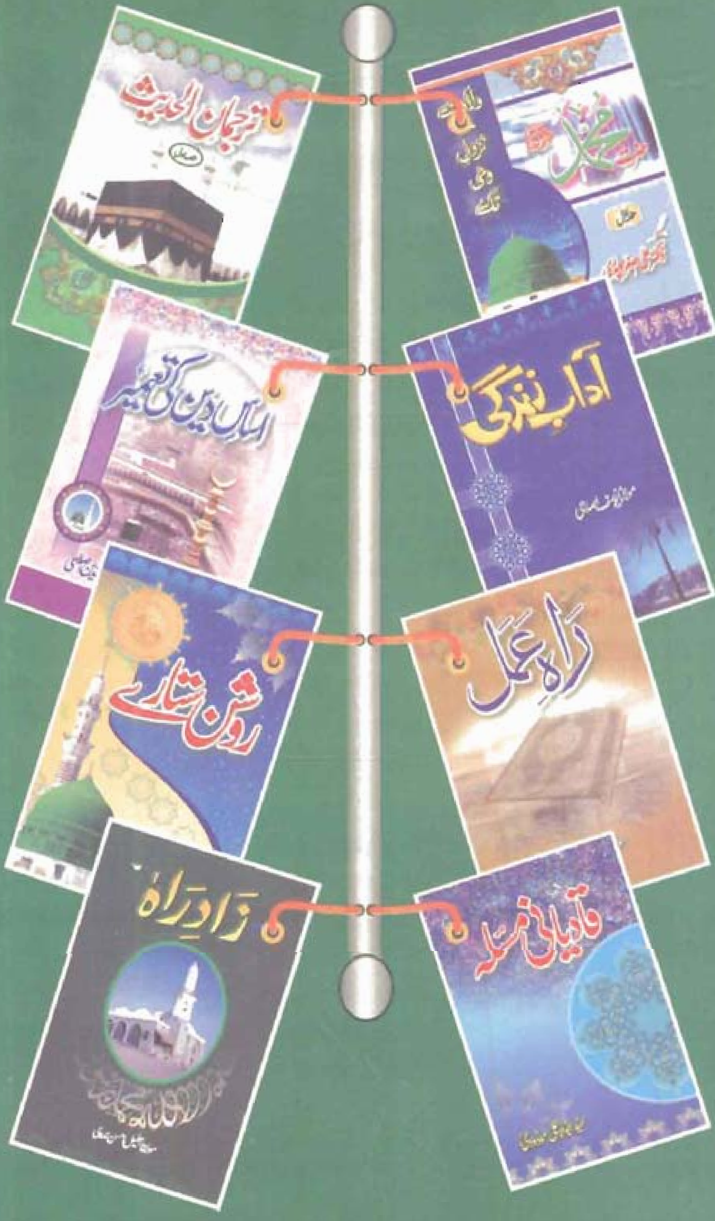

Tel: +92-42-7248676-7320961
Fax: +92-42-7214974
E-mails: islamicpak@hotmail.com
islamicpak@yahoo.com
Website: www.islamicpak.com.pk

اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ
۱۳-کورٹ سٹریٹ لوئر مال، لاہور پاکستان